Woh Aik Lamha Mohabbat Ka

HINA AMIR

اسلام آباد کو آج کالے بدلوں نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا پورا آسمان سیاہ تھا۔ یہ بہار کا موسم تھا۔ سردی تقریباً ختم ہو چکی تھی اور یہ ٹھنڈا موسم اور ہوا دل کو بہت بھلی محسوس ہوتی تھی پورا دن تو بہار کی میٹھی دھوپ میں گزرا تھا مگر جہاں چار بجے تھے آسمان کو کالے بادلوں نے ڈھک لیا تھا ویسے بھی۔ اسلام آباد کے موسم کا کہاں پتہ چلتا تھا کسی بھی وقت بارش۔ مارگلہ کی پہاڑیوں کو اپنی ضد میں لے لیتی تھی آج بھی انہی دنوں میں سے ایک دن تھا

وہی کالے بادل جو پورے اسلا آباد میں چھائے تھے انہوں نے پنڈی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔پنڈی صدر کی طرف جایا جائے تو ایک یتیم خانہ موجود تھا جو بہت قدیم تھا اس۔ یتیم خانے کی۔ خاصیت یہ تھی کے وہاں اولڈ ایج ہوم بھی تھا بے سہارا عورتوں کے لئے۔ شیلٹر ہوم بھی تھا اور یتیم خانہ بھی تھا۔اس شیلٹر ہوم کی تخلیق ایسی تھی کے بوڑھے ماں باپ کو اولاد کا سہارا مل جاتا اور یتیم بچوں کو ماں باپ کا

یہ کافی بڑا شیلٹر ہوم تھا اور سب سے زیادہ تعداد بچوں کی ہی تھی مگر یہاں رہتے سب لوگ اتنے خوش اخلاق تھے کے ایک خاندان بن کر رہتے تھے

ارسلہ ارسلہ اٹھو نا دیکھو باہر بارش ہونے والی ہے ہم چھت پر چلتے ہیں نا۔ تعبیر نے ارسلہ کا بازو جھنجوڑ کر کہا ارسلہ جو کہ اس وقت گہری نیند میں تھی گڑ بڑا کر اٹھی

کیا یار تعبیر کبھی تو سونے دیا کر رات کو تجھے ڈر لگتا ہے اور صبح تجھے بارش میں نہانا ہے تو بتا میں سوؤں کب؟ ارسلہ جو کے اپنی نیند خراب ہو جانے پر سخت بدمزہ تھی چڑھ کر بولی

ارسلہ کی بچی میں روز کب ڈرتی ہوں وہ تو رات کو خواب آیا تھا اسلئے میں ڈر گئی اور ویسے بھی یہ کونسا سونے کا وقت ہے۔ اماں کو بتاؤں؟ تعبیر نے ارسلہ کو ایک عورت جو کے۔ اولڈ ایج میں رہتی تھی اسکی دھمکی لگائی۔ ارسلہ اور تعبیر باقی بچوں سمیت انکو اماں بلاتے تھے

میں سو کب رہی تھی میری تو بس آنکھیں بند تھی ارسلہ نے جھٹ سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا اماں کا خوف ہی کچھ ایسا تھا اماں کہا کرتی تھی کے بے وقت سونا اچھی بات نہیں ہے

اچھا چل نا۔ چھت پر چلتے ہیں آج پنڈی میں بھی بارش ہو رہی ہے ورنہ تو اللہ تعالیٰ۔ ہمیشہ اسلام آباد میں بارش کرتے ہیں اور ہمارا پنڈی ترستا رہتا ہے تعبیر نے

شکوہ سا کیا ارسلہ اسکی خوشی کا خیال کرتے ہوئے اپنی نیند کو بھاڑ میں جھونک کر اٹھ کھڑی ہوئی وہ جانتی تھی تعبیر کو بارش بہت پسند ہے اور اِسی لئے وہ اسکے ساتھ نہانے کے لئے تیار ہو گئی

یار تعبیر تو نے آگے کا کیا سوچا ہے ؟ سیکنڈ ایئر کے پیپر تو ختم ہو گئے اب آگے کیا کریں کسی بھی یونیورسٹی میں داخلہ لینے کے لئے بہت پیسے چاہیے ہوں گے اور ہمارے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں۔ ارسلہ نے۔ دکھی دل سے کہا ارسلہ اور تعبیر تقریباً ہم عمر تھیں ارسلہ بس ایک سال بڑی تھی تعبیر سے یوں کے ارسلہ بیس اور تعبیر انیس سال کی تھی

تو کیوں فقر کرتی ہے ارسلہ ہم نے امتحانوں میں کتنی محنت کی ہے مجھے امید ہے کہیں نا کہیں تو ہماری اسکالرشپ لگ جائے گی اور ویسے بھی ہم کتنی محنت کرتے ہیں دو دو نوکریاں کرتے رہے ہیں ہمارے پاس اتنے پیسے تو ہیں کے اگر ہمارا کسی سرکاری ادارے میں ایڈ مشن ہو جائے تو ہم اسکی فیسیں دے سکیں باقی ہم ساتھ ساتھ محنت کرتے رہیں گے آج کل فارغ ہیں تو ایک اور نوکری ڈھونڈ لیتے ہیں۔ تین نوکریاں کر کے ہم اپنا داخلہ کروانے جتنے تو ہو ہی جائیں گے باقی پھر پڑھائی کے ساتھ ساتھ نوکری کر کے فیسیں اتاری جائیں گے اور ویسے بھی باسکٹ بال کا ٹورنامنٹ آرہا ہے اور پھر فٹ بال کا بھی اے گا میں سوچ رہی ہوں دونوں کھیل لوں جیتنے والی ٹیم کو لاکھ روپیہ انعام ہے اور اس حساب سے۔ دس بیس ہزار تو مجھے مل جائے گا تعبیر نے ارسلہ کی پریشانی دور کرنی چاہی۔

یار تعبیر کاش ہمارے ماں باپ ہمیں یہاں نا چھوڑ گئے ہوتے تو آج ہم بھی آسائش بھری زندگی گزار رہے ہوتے نفرت ہے مجھے اپنے ماں باپ سے اور تو

اور کیسے ڈراموں میں دکھاتے ہیں کے یتیم بچوں کو امیر ماں باپ لے جاتے ہیں

کیونکہ انکی کی اولاد نہیں ہوتی یہ سب جھوٹ ہوتا ہے۔ارسلہ دکھی دل سے بولی

اسکو جتنا اپنے۔ بارے میں معلوم تھا وہ یہ تھا کے اسکا باپ اسکو یہاں چھوڑ گیا تھا

کیونکہ اسکی پہلے تین بیٹیاں تھی اور وہ مزید بیٹی نہیں چاہتا تھا۔ارسلہ اس ایک

وجہ سے اپنے ماں باپ سے بہت نفرت کرتی تھی

سلا۔ یار نا کرنا۔ تو کیوں دکھی ہوتی ہے میں ہوں نا۔ پکا وعدہ میں فٹ بال بھی

کھیلوں گی اور باسکٹ بال بھی اگر دونوں جیت گئی تو ایک کے پیسے تیرے اور

ایک کے میرے اور اگر ایک جیتی تب بھی آدھے آدھے کرلیں گے مگر رومت

میرا دل دکھتا ہے اپنی سلا کو ایسے دیکھ کے دیکھ میرے ماں باپ کا تو کوئی عطا پتہ

ہے ہی نہیں۔ بس کوئی اجنبی یہاں دے گیا پتہ نہیں وہ زندہ ہیں یا مر گئے ہوں

گے کیا پتہ انہوں نے مجھسے جان چھڑوائی ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کے میں ناجائز

اولاد ہوں۔ تعبیر نے آنکھوں میں نمی لئے کہا۔ یتیم خانوں میں پلے بچوں کے دکھ بھی کیا۔ ہوتے ہیں۔ نا بچپن دیکھا اور نا۔ جوانی کا کچھ پتہ ہے۔

بارش تو جیسے دونوں بھول ہی گئی تھی انکو یاد آ چکا تھا کے زندگی کس قدر ظالم ہے

آسمان بھی ان کے دکھ میں شامل تھا

یہ اُس ہی شام کی بات تھی تعبیر اور ارسلہ نہا کر نیچے اماں کے پاس آ گئی تھیں آج اتوار کا دن تھا تو کھانے میں بریانی بنی تھی تو تعبیر ارسلہ کو زبردستی اپنے ساتھ کچن میں لے آئی تھی

کیا یار تعبیر اتوار کے دن ایک چھٹی ملتی ہے اس پر بھی کام کی پڑ گئی تجھے ارسلہ نے چڑھ کر کہا

کیوں چڑچڑی ہو رہی ہے سلا کام تو ہم روز کرتے ہیں پھر ایسے کیوں برتاؤ کر رہی ہے تعبیر نے پریشانی سے پوچھا

بیر میں بہت پریشان ہوں اگر جو ہمارا داخلہ نا ہوا تو کیا ہو گا ارسلہ رونے لگی تھی

تعبیر اتنی مشکل سے اسکو دوپہر کو سمجھا پائی تھی مگر اسکی ٹانگ وہیں اٹکی ہوئی تھی پریشان تو تعبیر بھی بہت تھی مگر وہ زاہر نہیں کرتی تھی

تو اچھا سوچے گی تو ہی اچھا ہو گا نا تعبیر نے اسکے گال سہلائے

سہی کہ رہی ہے تعبیر تم دونوں نے اتنی محنت کی ہے امتحانوں میں اللہ کامیاب کرے گا میری دھی اماں نے ارسلہ کو پیار سے پچکارا

اماں ایک بار یہاں سے نکل گئی نہ کبھی اس یتیم خانے کی شکل نہیں دیکھوں گی سلا نے بجھے چہرے سے کہا اس کو نفرت تھی اس جگہ سے جہاں اس کا باپ اس کو صرف اس لئے چھوڑ گیا تھا کیونکہ اس کے ہاں بیٹا نہیں بیٹی ہوئی تھی آخر کیوں

ہوتے ہیں ماں باپ اتنے ظالم گلہ تو ارسلہ کو اپنی ماں سے تھا کے اس نے اپنی الاد کو کیسے اپنے سے دور کیا

کتنی بار تجھے سمجھایا ہے ارسلہ تو اکیلی نہیں ہے مجھے دیکھ پوری زندگی کس کر وفر سے گزاری اور بہو کے آتے ہی بیٹے نے گھر سے نکال دیا تو کیوں اپنا کلیجا جلاتی ہے آج اتوار ہے سب رات کا کھانا اکھٹے کھائیں گے اور تو دل ساڑے پھر رہی ہے چل میری بیٹی موڈ ٹھیک کر اماں کے پچکارنے پر ارسلہ نے اپنے آنسو پونچھے تعبیر نے اس کو گلے سے لگایا ہمارا ایڈ میشن ضرور ہو گا تعبیر نے اسکے ساتھ ساتھ خد کو بھی یقین دلوایا

رات کے دو بجے کا وقت تھا اور اسلام آباد اس وقت تقریبن بند تھا مگر شہر کے ایک تبقے کے لوگ تو جیسے رات کے اسہی پہر جاگتے تھے۔ بات ہو رہی ہے

اسلام آباد کی ایلیٹ کلاس کی یہاں کے کاروباری لوگوں کے بچے رات کو مختلف کلبز اور پرائیویٹ پارٹیوں میں پائے جاتے تھے اور یہ بھی شہر سے کچھ دور واقع ایک فارم ہاؤس کا منظر تھا

ہر سو تیز میوزک کی آواز گونج رہی تھی لال رنگ کی ڈسکو لائٹس نے ماحول کو خوابناک سا بنا رکھا تھا یہاں اس وقت پرائیویٹ پارٹی چل رہی تھی اور یہ جگہ کہیں سے بھی ایک اسلامی ملک کا حصہ نہیں لگ رہا تھا

لڑکیاں نیم برہنہ سی لڑکوں کی باھوں میں جھوم رہی تھیں اور لڑکے لڑکیاں سگرٹ اور ڈرگز کا استعمال کر رہے تھے

یہ پارٹی زاویار خان کاستورو نے دی تھی کیونکہ وہ اپنے یونیورسٹی کے امتحانات میں بہت اچھے سے پاس ہوا تھا ویسے بھی کوئی بہانہ چاہیئے ہوتا تھا ایسی پارٹی کرنے کا سب اپنی موج میں گھوم رہے تھے کوئی بھی زاویار کی طرف متوجہ نہ تھا جو آج معمول کے برعکس کافی خاموش تھا اسکی آج کل بنی گرل فرینڈ زارا کئی بار اسکی

خاموشی کی وجہ پوچھ چکی تھی مگر وہ خاموش تھا اور زارا اسکی وجہ سے اپنی رات خراب کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھی اسی لیئے کچھ دیر پہلے وہ زاویار کو بتا کر اسی کے دوست ایاز کے ساتھ ڈانس فلور پر چلی گئی تھی

زاویار جس طبقے سے تعلق رکھتا تھا وہاں یہ چیز عام تھی کے اسکی گرل فرینڈز اسکے دوستوں کے ساتھ بھی مزے کر لیتیں اور زاویار کو ان سب سے بلکل فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کے وہ کبھی بھی ان تتلیوں سے شادی نہیں کرے گا تو پھر اسکی بلا سے وہ ایک کے بجائے دس لڑکوں کے ساتھ وقت گزارے اسکی بلا سے

آج ویسے بھی اسکا موڈ بہت آف تھا دل ہر چیز سے اُچاٹ تھا

ذہن میں دوپہر کا منظر گھوم رہا تھا جب اسکی آنی بہت شدت سے روتی ہوئی اسکے سینے سے لگی تھیں پچھلے سولہ سال سے اُسنے اپنی آنی کو بس روتے دیکھا تھا اور اُنکے آنسوں کی وجہ بس وہ ایک وجود تھا جو اُسکی آنی اور بھائی کو گہرہ دکھ دے گیا

تھا(بھائی اسکی آنی کے شوہر اور چاچو تھے جنکو وہ بھائی بولتا تھا)زاویار کو اُس وجود سے نفرت تھی اور اتنی شدید نفرت تھی کے اگر وہ وجود اسکے سامنے آجاتا تو زاویار اسکو مسل کر رکھ دیتا

دوپہر کا منظر

کیا یار آنی آج آپ اتنے دن بعد کیوں آئی ہیں زاویار جو سوموار سے ہاسٹل سے گھر آیا ہوا تھا آج اتنے دن بعد آرزو کو دیکھ کر لاڈ سے اسکی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا تھا آرزو نے پیار سے اسکے بال بیگاڑے

بس میری جان کچھ مصروف تھی آرزو نے بھیگی آواز میں کہا تو زاویار فٹ سے اسکی گود سے سر ہٹا گیا روبینہ بھی پریشان ہو گئیں

کیا بات ہے آرزو رو کیوں رہی ہو؟ روبینہ کے پوچھنے پر زاویار نے بھی پریشانی سے آرزو کی طرف دیکھا

آپی آج اسکو کھوئی کو سولہ سال ہو گئے ہیں آرزو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگئیں

اور روبینہ نے اداسی سے اپنی چھوٹی بہن کو گلے لگایا اسکا غم ہی کچھ ایسا تھا جبکہ

زاویار کا ریکشن کچھ مختلف تھا اسنے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھیں اسکو اس وجود

سے نفرت سی تھے جو بمشکل چار پانچ سال انکی زندگی کا حصہ رہا تھا مگر آج بھی

اسکا ذکر یوں ہوتا تھا جیسے وہ نا ہو کہ بھی ہمیشہ موجود رہی ہو

آرزو میری جان پری کو گئے سولہ سال بیت گئے ہیں تم صبر کیوں نہیں کرتی اللہ

کی رضا اسی میں تھی میرا بچہ روبینہ نے آرزو کو پچکارا

آپی مرے پر صبر آجاتا ہے زندہ پر نہیں آتا کاش میں اورنگزیب اس تقریب

میں نہ جاتے نہ کوئی ہماری بیٹی کو دیکھتا اور نہ اسکو نظر لگتا اس دن کتنی پیاری لگ

رہی تھی میری بیٹی اس فراک میں مجھے کیا پتہ تھا کے وہ آخری لباس ہو گا جو میں

اسکو پہنائوں گی آپی میری بیٹی لادیں مجھے آرزو پھپھک پھپھک کر رودی

یار آنی کتنے سال بیت گئے ہیں کیا پتہ وہ مر گئی ہو آپ کب تک اسکے لئے روتی رہیں گی زاویار نے زچ ہو کر کہا اور روبینہ نے اسکو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جسکی زبان پر کوئی قابو نہیں تھا کبھی بھی کچھ بھی بول دیتا تھا آرزو نے ایک شکوہ کناں نگاہ اس پر ڈالی اور اپنا بیگ اٹھا کر باہر کو چل دیں

آرزو یہ اویں بکواس کرتا ہے میری جان روبینہ آرزو کے پیچھے گئیں

رہنے دیں آپی مجھے پتہ ہے آپ سبکو میں پاگل لگتی ہوں پر میری بیٹی زندہ ہے اور اللہ اسے مجھے واپس دے گا اور پھر میں کبھی بھی اپنی بیٹی کی شادی آپکے بے حس بیٹے سے نہیں کروں گی آرزو نے ایک نظر زاویار کو دیکھ کر کہا اس بات پر وہ سیدھا ہو بیٹھا اسے ہمیشہ سے اس بات سے چڑھ تھی کے وہ ایک ایسے وجود سے وابسطہ ہے جسکے زندہ ہونے کی کوئی ضمانت نہیں

ہاشم دھپ سے آ کر زاویار کے ساتھ بیٹھا تھا

کیا بات ہے تو ادھر بیٹھا ہے اور زارا تو وہاں ایاز کے ساتھ مزے کر رہی ہے ہاشم نے آبرو اچکائے

میری بلا سے زہر لگتی ہے مجھے چِپکو کہیں کی زاویار نے ناک سے مکھی اڑائی اور ہاشم ہنس دیا

وہ پوری یونیورسٹی کو دھڑلے سے بتاتی پھرتی ہے کے تیری گرل فرینڈ ہے اور تو ہے کے اسے کسی خاطے میں ہی نہیں گنتا

وہ پہلی نہیں ہے جو میری گرل فرینڈ ہونے کا دعوی کرتی ہے اور نہ ہی آخری ہو گی زاویار نے کندھے اچکائے

اچھا چل اسکو چھوڑ یہ بتا موڈ کیوں آف ہے؟ ہاشم نے اسکو پچکارا

دور ہو مجھسے کوئی موڈ نہیں آف بس آنی آئی تھیں آج انسے ذرا منہ ماری ہو گئی

اُسنے افسوس سے کہا وہ ہاشم سے دل کی بات کر لیا کرتا تھا

یار تو کیوں اُنسے الجھتا ہے اُنکا غم بڑا ہے کافی ہاشم نے اسکو پچکارا

یار غم ہے تو ہے اب اُس غم میں خود کو بُھلانا کہاں کی عقلمندی ہے میں نے اسکے جانے کے بعد کبھی بھائی اور آنی کو ہنستے نہیں دیکھا بھائی تو پھر کبھی ہنس بول لیتے ہیں پر آنی تو اُس فسادن کے پیچھے اپنا آپ بھول بیٹھی ہیں آج بھی بس میں نے اتنا ہی کہا کے پتہ نہیں وہ زندہ ہے یا مر گئی ہو گی تو آنی خفا ہو گئیں اب تو بتا اس میں غصّے والی کونسی بات تھی اسنے ہاشم کو دیکھ کر تائید چاہی

سالے تو سمجھتا کیوں نہیں ہے وہ انکی اولاد تھی اور اسکے بعد بھی اورنگزیب بھائی اور آنی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تو انہوں نے تو اسکو ہی سب سمجھنا ہے نا تجھے انکو ایسے نہیں بولنا چاہیے تھا ہاشم نے دکھ سے کہا

یار میں آگے ہی گلٹی ہوں مجھے مزید پچھتاوا مت دے پر سو واپس یونیورسٹی کھل جائے گی میں کل ہی آنی کے ہاں جا کر انکو منالوں گا میرا دل اُچاٹ ہو رہا اس

ماحول سے میں نکل رہا ہوں یہ کارڈ پکڑ اور بلز کلیئر کر دینا۔زاویار نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگھایا۔اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا

مگر آج تو سب تیرے فارم ہاوس رکنے والے تھے ہاشم نے آواز لگائی

کمرے تیار ہیں جو رہنا چاہتا ہے رہ لے میں گھر جا رہا ہوں اسنے ہاتھ ہلایا اور پارکنگ کی طرف آگیا اسنے اپنی اوڈی کا دروازہ کھولا اور نکل گیا ہاشم نے نفی میں سر ہلایا اور پارٹی میں مشغول ہو گیا

رات دو بجے کا وقت تھا اور تعبیر۔اس وقت جائے نماز پر بیٹھی تہجّد کے بعد دعا مانگ رہی تھی وہ ارسلہ کی وجہ سے بہت پریشان ہو گئ تھی وہ خود بھی بہت شدت سے چاہتی تھی کے انکا کسی اچھی یونیورسٹی میں ایڈمشن ہو جائے مگر ارسلہ بہت جذباتی ہو رہی تھی

اے اللہ ہم نے ساری زندگی محرومیوں میں ترس ترس کر گزاری ہے سرکاری سکولوں میں پڑھ کر امیروں کے چیریٹی میں دیئے پرانے کپڑے پہن پہن کر دال روٹی کھا کھا کر مگر میں نے کبھی شکوہ نہیں کیا میں ہمیشہ آپکی رضا میں راضی رہی میں نے اپنی کتنی ہی خواہشوں کو دبایا ہے کیونکہ میرے سر۔یا ادھر موجود

کسی بھی بچے کے سر پر انکے ماں باپ کا سایہ نہیں ہے ہم کسی سے اپنے لاڈ نہیں اٹھوا سکتے

پر اللہ جب سے ہوش سنبھالا ہے ایک ہی خواہش ہے ایک جنون ہے کے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہے کچھ بننا ہے تا کہ ہمارے ماں باپ جو ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں ہم انکو بتا سکیں کے انکے سہارے کے بغیر بھی ہم اپنا آپ بنا سکتے ہیں اللہ اور فینیج والوں نے ہمیں کالج تک پڑھا دیا ہے وہ ہم پر مزید پیسہ نہیں لگائیں گے اللہ پلیز میرے اور سلا کے لئے کوئی راستہ نکال دیں آپ تو معجزے کرنے پر قادر ہیں ایک معجزہ میرے اور سلا کے لئے بھی کر دیں خدارا ہمارے لئے کوئی راہ نکال دیں کے ہمارا کسی ترہان کسی یونیورسٹی میں داخلہ ہو جائے اور ہم اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکئیں اللہ پلیز پلیز میں آپ سے بہت شدت سے دعا کر رہی ہوں ہمارا داخلہ کروا دیں اسکی انکھوں سے آنسو پھسل پھسل کر اسکے گلابی رکساروں پر پھیل رہے تھے

اگراس وقت کوئی اسکا چہرہ دیکھ لیتا تو یقیناً اسکا دل پسلیوں میں دھڑک اٹھتا کیونکہ

اس وقت وہ معصوم اور اداس حسن معلوم ہو رہی تھی تیکھی معصوم سی ناک

بھوری خوبصورت آنکھیں جن پر اس وقت بھیگی پلکوں کا سایہ تھا پنکھڑیوں سے

گلابی لب بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی اتنی خوبصورت کے اگر کوئی ایک بار

اسکو دیکھ لیتا تو نظر ٹھہر ٹھہر جاتی مگر وہ اتنی سی عمر میں ہی کچھ اس تر ہان زندگی

کے جھمیلوں میں الجھی تھی کے اپنے نوخیز حسن کو فراموش کئے بیٹھی تھی

نماز سے فارغ ہو کر اسنے قرآن کھول لیا کیونکہ نیند تو اب اسکو فجر کے بعد ہی آنی

تھی

یار آنی I am sorry نا پلیز مجھے معاف کر دیں میرے کہنے کا وہ مطلب

نہیں تھا میں تو بس آپکو سمجھانا چاہ رہا تھا کے آخر کب تک آپ اور بھائی اپنی

زندگی اس ایک انسان کے لئے بھلائے بیٹھیں گے آپ اسکو بھول جائیں نا دیکھیں میں آپکا بیٹا ہوں آریز (زاویار کا بڑا بھائی) اپکا بیٹا ہے ہم آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں زاویار نے انکا ہاتھ تھام کر کہا

زاوی میں اسکو بھول نہیں پاتی میری بیٹی تھی وہ میں نے اپنی ایک غلطی سے اسکو گواہ دیا زاوی کاش وہ گم نہ ہوتی کاش میں اسکو اس دربار پر نہ لے کر جاتی اور اسکا ہاتھ میرے ہاتھ سے نہ چھوٹتا آرزو شدت سے روتے ہوئے زاویار کے گلے لگی تھیں

آرزو آخر تم کب تک اپنے آپ کو موردالزام ٹھہراتی رہو گی ایک حادثہ تھا ہو گیا اب بس کرو اورنگزیب جو کے ابھی آئے تھے آرزو کو روتے دیکھ کر بولے انہوں نے یہ بات کس دل سے کی تھی وہی جانتے تھے کیونکہ بیٹی کے دکھ کو ابھی تک بھلا نہیں پائے تھے مگر آرزو کی بگڑتی تبیت کے پیشے نظر انہوں نے خود پر ایک کھول سا چڑھا لیا تھا

بھائی یہی تو میں آنی کو سمجھا رہا ہوں کے آپ لوگ زندگی میں آگے بڑھ جائیں

موم اتنا سوشل ورک کرتی ہیں کسی یتیم خانے سے بچہ اڈاپٹ کر لیں زاویار نے

مشورہ دیا

ہمم کرتے ہیں کچھ تم سنائو ڈگری تو پوری ہونے والی ہی اسکے بعد کے کیا ارادے

ہیں؟

ابھی کہاں پوری ہونے والی ہے خیر سے ابھی پورا سال رہتا ہے آپ ڈیڈ کی تراہان

ابھی سے مجھے پھانسنے کی کوشش مت کریں میں نہیں آنے والا آپ کی باتوں میں

اسنے ناک سے مکھی اڑائی

بیٹا مستقبل تو تمہارا یہی ہے اور آخرکار بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی

اورنگزیب نے تیلی لگائی

کیا یار بھائی آپ جانتے ہیں مجھے سیاست میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ڈیڈ یہ سب اریز

سے کیوں نہیں کرواتے اسنے آنکھیں دکھائی

کیونکہ میری جان اریز تجھ سے بڑا ہے اور پہلے ہی بہت چلا کی سے بزنس کی کرسی

سنبھال کر سیاست تیرے لئے چھوڑ دی ہے اور رحمان بھائی اپنی کرسی خالی تو

کبھی نہیں چھوڑیں گے تو رہ دہ کے بچا تو تجھے کیا لگتا ہے بھائی تیری ہر الٹی حرکت

کیوں برداشت کرتے ہیں تجھے اتنی ڈھیل کیوں دے رکھی ہے صرف اسلئے

کیونکہ تو قربانی کا بقرہ ہے اور قربانی سے پہلے جانور کو یوں ہی کھلا پلا کر اسکے ناز

اٹھائے جاتے ہیں اورنگزیب ہنس دیئے

کیا یار بھائی آپ ڈیڈ کو کیوں نہیں سمجھاتے کے مجھے اس سب میں انٹریسٹ نہیں

ہے آپ کیوں نہیں سیاست کی گدی سنبھال لیتے زاویار نے اسکی منت کی

توبہ کر میں محبت سے تعلق رکھنے والا انسان ہوں میرے سے یہ سیاستیں نہیں

ہوتیں اورنگزیب نے کانوں کو ہاتھ لگایا محبت کا ذکر کرتے ہوئے نظریں بیساختہ

اپنی بیوی کی طرف اٹھی تھی جواب آنسو پونچھتے ان دونوں کی نوک جھونک سن

رہی تھی

ہاں سبکو میں ہی ملا ہوں بکرا بنانے کے لئے آپ دیکھنا ڈیڈ کا جینا حرام کر دوں گا

سیاست میں آ کر اسنے بھی بھڑاس نکالی اور اورنگزیب سمیت اب کے آرزو بھی

اسکی سیاست سے چڑ پر مسکرا دیں

چلیے آیئے آپکو کاستورو خاندان کے مکینوں سے ملواتے ہیں

کاستورو خاندان پاکستان کا جانا مانا خاندان ہے جو کے بزنس کی دنیا کے ساتھ ساتھ

سیاست میں بھی اپنا لوہا منوا چکے ہیں

سلمان خان کاستورو اسی کی دہائی میں ایک جانے مانے کاروباری انسان تھے

جنہوں نے وراثت میں ملی زمین کو بیچ کر کاروبار شروع کیا اور انکی انتھک محنت

کے بعد انکا کاروبار چل گیا اور نوے کی دہائی میں وہ پاکستان کے جانے مانے

انڈسٹریلسٹ مانے جانے لگے

سلمان کاستورو نے کلثوم بیبی سے شادی کی اور انکے ہاں دو ہی بیٹے پیدا ہوئے جن

میں سے بڑے بیٹے رحمان کاستورو اور چھوٹے بیٹے اورنگزیب کاستوروں تھے۔

رحمان کاستورو یونیورسٹی لائف سے ہی سیاست کے شوقین تھے اور اپنی یونیورسٹی میں تین سال یونین کاؤنسل کے صدر رہے یہ شوق صرف یونیورسٹی تک محدود نا رہا بلکہ یونیورسٹی کے بعد وہ باقاعدہ طور پر ایم پی اے کے الیکشنوں کے لئے اپنے علاقے سے کھڑے ہو گئے جس پر سلمان کاستورو اور کلسوم بیبی نے بہت مخالفت کی مگر سیاست کا نشہ ایسا تھا کے رحمان کاستورو آج تک سیاست نہیں چھوڑ پائے

اُنسے چھوٹے بیٹے اورنگزیب کاستورو تھوڑے الگ اور دھیمے مزاج کے انسان ہیں جنکو لٹریچر اور پوئیٹری سے محبت ہے اور رحمان کی بہت کوششوں کے باوجود بھی اورنگزیب نے کبھی سیاست کو اپنا شیوا نہیں بنایا

کسی سیاسی گیدرنگ میں ہی رحمان کاستورو کی ملاقات روبینہ اسلم سے ہوئی جو کے ایک سوشلسٹ تھیں وہ این جی او میں کام کرتی تھیں رحمان اور روبینہ کچھ ہی ملاقاتوں میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور بل آخر انکی شادی ہو گئی

شادی کے بعد وہ دونوں ہنسی خوشی زندگی گزارتے رہے اور اللہ نے انکو دو بیٹوں سے نوازا اریز اور زاویار دونوں اپنے دادا سلمان کاستورو کے بہت لاڈلے تھے وہ انکا غرور تھے

اورنگزیب ان دنوں امریکہ میں اپنی پڑھائی مکمل کر کے لوٹے تو انکی ملاقات ایک فیملی گیدرنگ میں روبینہ کی چھوٹی بہن آرزو سے ہوئی اور اورنگزیب نے تب جانا کے پہلی نظر کی محبت کیا ہوتی ہے روبینہ کے برعکس آرزو بہت شرمیلی اور کم گو تھیں اور یہی خصوصیات اورنگزیب کے دل کو بھا گئیں اور انہوں نے بھابھی سے انکی بہن کا رشتہ مانگا کیونکہ روبینہ ایک بہت اچھی بہو بیوی اور ماں ثابت ہو رہی تھیں تو کسی نے بھی اورنگزیب اور آرزو کی شادی پر بھی اختلاف نہیں اٹھایا اور یوں دو محبت کرنا والے دل آپس میں مل گئے

مگر انکی شادی شدہ زندگی بہت سی آزمائشوں سے بھری تھی شادی کے تین سال تک اولاد نا ہونے کی وجہ سے آرزو شدید ڈپریشن کا شکار ہونے لگیں اور اورنگزیب

کو اولاد کے ہونے نا ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا انہیں بس اپنی بیوی کی فقر تھی جو اولاد نا ہونے کے غم میں دن بادن اندر سے ختم ہوتی جارہی تھین پھر۔ کیا اللہ نے انکو آخر کار شادی کے ساڑھے تین سال بعد ایک چاند سی بیٹی سے نوازا اس پری کی آمد پر تو جیسے اورنگزیب اور آرزو کے دل کی ہر مراد پوری ہو گئی۔

انہوں نے اُس گڑیا کا نام تعبیر اورنگزیب کا ستو ور کھا کیونکہ وہ انکے خوابوں کی تعبیر ہی تھی

زاویار تو اس پری پیکر کا دیوانہ تھا انکے گھر میں کوئی بچی نہیں تھی تو وہ سارا دن اس گڑیا کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا وہ خود بھی اس وقت پانچ سال کا تھا

آرزو اور اورنگزیب نے اپنی بیٹی کو ہاتھ کا چھالا بنا رکھا تھا اس سے الگ ہی محبت اور انسیت محسوس ہوتی تھی

یونہی وقت گزرتا گیا اور چار سال بیت گئے جہاں بہت سی خوشیاں آئی وہیں دکھ بھی انکی دہلیز پر دستک دینے لگے جب آگے پیچھے۔ پہلے کلسوم بیبی اور انکے دو ہی

مہینے بعد سلمان کا ستوروں بھی چل بسے وہ کلسوم کی موت کے بعد کافی بیمار رہنے لگے تھے اور اپنے آخری دنوں میں انہوں نے سبکو اپنے کمرے میں بلا کر اپنی وصیت سنائی جس میں دونوں بھائیوں کو کاروبار کا برابر کا حصے دار بنا دیا اور ایک خواہش کا اظہار کیا کے جب زاویار اور تعبیر بڑے ہو جائیں تو انکی شادی کر دی جائے جس پر کسی نے اعتراض نہیں اٹھایا اور نگزیب اور آرزو بہت خوش تھے کے انکی بیٹی انکے پاس ہی رہے گی اور زاویار جو کے اس وقت نو سال کا تھا وہ بھی اس فیصلے سے خوش تھا اسے بھلا اور کیا چاہیے تھا

وقت گزرتے گزرتے ایک اور سال بیت گیا اور پھر آیا وہ دن جسنے آرزو اور اور نگزیب کی زندگی ہمشہ کے لئے بدل دی

آرزو اور اور نگزیب اپنے ایک دوست کے بیٹے کے اکیکے میں پی سی بھور بن گئے تھے وہاں انکی شہزادی نے گلابی فراک پہنی تھی جس میں وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کے ہر انسان کی اُس پر نظر ٹھہر ٹھہر جاتی تھی بھوری آنکھیں تیکھی ناک

معصوم سی مسکراہٹ گورا رنگ بھورے بالوں کی دو پونیاں کیے وہ کنھی انگریزوں کی بچی ہی معلوم ہوتی تھی

تقریب میں موجود سب لوگ بار بار آکر اسکو پیار کر رہے تھے جس پر اورنگزیب اور آرزو مسکراتے ہوئے تعریفیں وصول کر رہے تھے وہاں موجود ہر بچہ اسکے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا مگر اسکو صرف اپنے زاوی کے ساتھ کھیلنا اچھا لگتا تھا تو وہ سبکو انکار کر دیتی

آرزو بچی کی آنکھیں چڑھی چڑھی سی ہیں کہیں نظر تو نہیں لگی حبیبہ اورنگزیب کے ایک دوست کی بیوی نے اسکا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے کہا

بس بھابھی گھر بھر کی لاڈلی ہے لگ گئی ہو گی نظر آرزو نے اسکا ماتھا چوم کر کہا وہ مسکرا دی

ہاں ایسے ہی ہوتا ہے ولی (اس عورت کا بیٹا) کو بھی نظر بہت لگتی ہے تو مجھے میری امی نے ایک پیر کے پاس بھیجا تھا انہوں نے اسکو دم کیا تو اب ٹھیک رہتا ہے ورنہ عجیب چُر چڑا پن سا آ گیا تھا اُسکی عادت میں آرزو سنتی رہی

بھابھی چڑھتی تو آج کل یہ بھی بہت ہے اکثر بیمار بھی رہتی ہے کہیں اسے بھی تو زیادہ نظر نہیں لگ گئی آرزو نے پریشانی سے اپنی بیٹی کو گلے لگا کر کہا

ہاں ہو سکتا ہے بچوں کو یونہی نظریں لگتی ہیں تم اگر چاہو تو ان پیر صاحب کے پاس دم کروانے لے جاو بچی کو ٹھیک ہو جائے گی انشاءاللہ۔

جی بھابھی میں لے جاؤں گی آپ ایڈریس بتا دیجیے گا میں لے جاؤں گی پھر آرزو اپنی بیٹی کو نظر لگنے والی بات پر پریشان ہو گئی تھی اسلئے جانے کی حامی بھر لی

گھر آ کر آرزو نے یہی بات اورنگزیب سے شیئر کی تو وہ جو سوئی ہوئی تعبیر کو بستر پر لٹا رہا تھا چونک کر پلٹا

تم پاگل ہو آرزو؟ ہم اپنی بچی کو کیوں لے کر جائیں ان جعلی پیروں کے پاس؟

انہوں نے صاف انکار کر دیا

مگر آرزو پھر بھی اپنی بیٹی کی نظر اتروانا چاہتی تھی کیونکہ انکی ایک ہی اولاد تھی۔

جب تعبیر پیدا ہوئی تھی تو جہاں ڈاکٹر نے اسکے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تھی

وہیں ایک بری خبر بھی سنائی تھی کے آرزو اب دوبارہ کبھی ماں نہیں بن پائے گی

میری ایک ہی ایک بیٹی ہے اور میں اپنی بیٹی کو کسی کی نظر نہیں لگنے دوں گی

اگلے دن جب اورنگزیب آفس چلے گئے اور روبینہ اپنے کسی سوشیل ڈنر پر اور

زاویار اور آریز سکول چلے گئے تو آرزو ڈرائیور کے ساتھ تعبیر کو اسی پیر کے دربار

پر دم کروانے لے گئی آج جمعرات تھی تو دربار بھرا پڑا تھا معمول سے زیادہ رش

تھا

آرزو نے اتنا رش دیکھا تو ایک بار واپس جانے کا سوچا مگر پھر یہ سوچ کر رک گئی

کے دوبارہ آنا مشکل ہوگا اب آئی ہے تو دم کروا ہی لینا چاہیے

آرزو تعبیر کا ہاتھ تھامے سر پر دوپٹہ اوڑھے اندر بڑھ گئی اور شاید یہاں اسنے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر دی تھی ظہر کا وقت ہو رہا تھا اور ابھی پیر صاحب نماز کے لئے اٹھ جاتے اسلئے بہت زیادہ رش ہو گیا ایک دم آرزو کو اپنا اندر انا ایک بہت بڑی حماکت لگا مگر اب کیا ہو سکتا تھا اسنے تعبیر کا ہاتھ ہنوز تھاما ہوا تھا اور اپنی باری انے کا انتظار کر رہی تھی اتنے میں ہی آرزو کا دیہان زرا سا ادھر ادھر ہوا وہ ارد گرد کا جائزہ لینے لگی اور اتنی ہی دیر میں نا جانے تعبیر کو کیا سوجھی جو آرزو سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر دربار کے صحن میں موجود بلی کے پیچھے گئی آرزو جو دوسری طرف متوجہ تھی۔ تعبیر کا ہاتھ چُھڑوانا۔ نوٹس ہی نہیں کر پائی اور تعبیر بھی اس بلی کے پیچھے پیچھے بھاگتے بھاگتے وہ صحن عبور کر گئی

چند پل گزرے تو آرزو نے تعبیر کو مخاطب کرنے کی غرض سے اسکی طرف دیکھا مگر یہ کیا۔ آرزو کے ہاتھ تو خالی تھے اور یہاں آرزو کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہے

می میری بچی اسنے پہلے سر گو شی کی اور پھر اسکی آواز لمحہ بہ لمحہ اونچی ہوتی گئ

می میری بیٹی تین سال کی ہ ہے بھ بھورے ب بال ہیں چھ چھوٹی سی ناک براؤن

آنکھیں وہ وہاں موجود ہر انسان کو پکڑ پکڑ کر دیوانوں کی ترہان اپنی بیٹی کے بارے

میں پوچھ رہی تھی مگر کسی نے بھی اسکو نہیں دیکھا تھا

اور یوں بہت کوشش کے بعد بھی تعبیر آرزو کو نا ملی اور اپنی ایک کوتاہی کی وجہ

سے اسنے اپنی بیٹی کھو دی

(حال)

اورنگزیب کے پکارنے پر آرزو پرانے خیالوں سے ہوش میں آئی تھیں

کیا سوچ رہی ہو اورنگزیب کے پوچھنے پر آرزو نے نفی میں سر ہلایا

زیب آپکو کبھی مجھسے نفرت محسوس نہیں ہوئی؟ آرزو نے انکے پاس بیٹھ کر کہا

نفرت کس لئے؟ اورنگزرب نے اجنبے سے پوچھا

میری وجہ سے ہم نے ہماری بیٹی کو کھو دیا۔ آرزو نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا

اورنگزیب نے آرزو کی بازو کھینچ کر انکو اپنی بازو پر لٹایا

نہیں تم سے کبھی نفرت نہیں ہو سکتی مجھے مجھے تو تم پر تب بھی غصہ تک بھی نہیں آیا تھا جب ہم نے تعبیر کو کھویا تھا اور نگزیب نے آرزو کا ماتھا چوما ایک آنسو آرزو کے رکسار پر بیہ گیا

کاش وہ نا کھوتی میں اتنی محبت کرتی اپنی بیٹی سے کے میں اس پر اپنا آپ وار دیتی۔ آرزو نے حسرت سے کہا

اللہ کو یہی منظور تھا آرزو ورنہ بھائی صاحب اس وقت ایم این اے تھے اگر اللہ نے اسکو ہم سے دور نا کرنا ہوتا تو کیا بھائی صاحب کی اتنی سر توڑ کوششوں کے باوجود وہ نا ملتی؟ یہ قسمت تھی اللہ نے ہمیں اولاد دے کر نوازا اور لے کر آزمایا اب ہم پر ہے کے کیا ہم انکی آزمائش پر پورا اترتے ہیں یا نہیں کیا پتہ اللہ کبھی زندگی کے کسی موڑ پر ہمیں ہماری پری سے ملوا دے مگر اسکے لئے صبر سے کام لینا

ضروری ہے اب وعدہ کرو کے اب تعبیر کے لئے نہیں روگی تم۔اور نگزرب نے ایک بار پھر انکا ماتھا چوم کر کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر اور نگزرب کے سینے پر سر ٹکا گئیں اب وہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے

موم میں ہوسٹل ہی جارہا ہوں کوئی جنگ پر نہیں جو آپ اتنا سب کھلا رہی ہیں مجھے اور تو اور ٹفن بنا کر دے رہی ہیں میں چوبیس سال کا ہوں بھلا ٹفن لے کر جاتا اچھا لگوں گا زاویار نے کوفت سے روبینہ کو دیکھ کر کہا جو اُس وقت اسکے کمرے میں اسکی پیکنگ کرتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروا رہی تھیں

یونیورسٹی جاتے ہو اور اتنا سامنہ لے کر آجاتے ہو چپ کر کے ناشتہ کرو اور یہ سب جو ساتھ دیا ہے تمہارے لیے نہیں ہے بلکہ ہاشم کے لئے ہے بیچارہ بن ماں

کا بچہ گھر کے کھانے کو ترستا ہے اور ایک تم ہو جسکو ناماں کی قدر ہے اور نا اسکے ہاتھ کے کھانوں کی۔ روبینہ نے اسکو شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھا

یار موم ایک آپ ہی تو ہیں جو مجھسے پیار کرتی ہیں ورنہ تو اس گھر کے باقی مکینوں کو میں قربانی کا بکرا لگتا ہوں اسنے اورنگزیب کی بات یاد کر کے کہا روبینہ اسکے شکوے پر ہنس دیں

تمہارے بابا جان تم سے اتنا پیار کرتے ہیں اور ایک تم ہو جسکے شکوے ہی ختم نہیں ہوتے روبینہ نے لاڈ سے اسکے بال بکھیر کر کہا

بس رہنے دیں پتہ ہے مجھے بہت اچھے سے کے کیوں بابا جان اتنے مہربان ہیں مجھ پر مجھے اپنی جگہ سیاست کی گدی پر بٹھانا چاہتے ہیں اسلئے ہی اتنے ناز اٹھاتے ہیں اور اس آریز کی تو خیر نہیں مجھسے کیسے خود بزنس سنبھال کر بیٹھ گیا ہے اور مجھے لوگوں کی گالیاں کھانے کے لئے چھوڑ دیا ہے ایک اور شکایت کی

آں ہاں بڑے بھائی کو ایسے کہتے ہیں روبینہ نے اسکو ڈپٹا

اور کیسے کہتے ہیں بھائی بھی نہیں پھنسے آریز بھی نہیں پھنسا ڈیڈ کے ان سیاسی جھمیلوں میں رہ گیا میں میں بھی بابا جان کا جینا حرام کر کے رکھ دوں گا اسنے چڑھ کر کہا جتنا وہ سیاست سے دور رہنا چاہتا تھا اسکے بابا جان اتنا ہی اسکو اس سب میں دھکیلتے تھے

اچھا بیٹا بس کرو اب کیوں اپنا خون جلا رہے ہو ابھی تو وقت ہے جلدی پیکنگ کروا لو پھر میں نے ایک چیریٹی ایونٹ پر جانا ہے روبینہ نے اسکے گالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا

آج کہاں جا رہی ہیں آپ زاویار نے سرسری سا پوچھا

یہیں پنڈی میں ایک آرفینیج ہے وہاں جاؤں گی کافی رقم جمع ہو گئی ہے فنڈ ریزنگ سے کافی عرصے سے ایوب صاحب (یتیم خانے کے مالک) بلا رہے تھے آج جا کر چیریٹی کر کے اوؤں گی روبینہ نے تفصیل بتائی تو زاویار نے اثبات میں

سر ہلا دیا اب وہ جلدی جلدی پیکنگ کر رہا تھا کیونکہ ہاشم کی بار ہا کالز آچکی تھیں

زاویار نے اسکو پک کر کے ہوسٹل کے لئے نکلنا تھا

کیا بنا تعبیر رزلٹ آگیا رخسار جو کے بیوہ عورت تھیں اور انہی کے پاس عورتوں

کے شیلٹر میں رہتی تھیں نے آ کر پوچھا

نہیں رخسار آپی شاید ویبسائٹ زیادہ لوگوں کے ایک ساتھ کھولنے پر کریش

ہوئی ہوئی ہے کچھ دیر بعد ٹرائی کرتی ہوں تعبیر نے کہا ارسلہ تو رات سے جائے

نماز سے ہی نہیں اٹھی تھی انکا رزلٹ اچھا آنا بہت بہت ضروری تھا۔ جسکے

لئے وہ بس دعائیں کر رہی تھی

کچھ ہی دیر میں تعبیر کی چیخ پورے شیلٹر ہوم میں گونجی چیخنے کی دیر تھی کے تعبیر بھاگتے ہوئے ارسلا کے پاس گئی جو کے جائے نماز پر بیٹھی دعا میں مصروف تھی

سلاااااہم نے ٹاپ کیا ہے سلا ہماری دعائیں رنگ لے آئیں تعبیر کا یہ کہنا تھا کے ارسلا جائے نماز سے اٹھ کر اسکے گلے لگ گئی

سچی تعبیر اسنے بے یقینی سے پوچھا

مچی۔ سلا تم نے پورے پاکستان میں دوسری جبکہ پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور میں نے پورے پاکستان میں چوتھی جبکہ پنجاب میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے تعبیر نے ارسلہ کو گلے لگا کر کہا ارسلہ بھی جوابا شدت سے اسکے گلے لگی تھی

رخسار نے بھی ان دونوں کو مبارکباد دی انکی چیخیں سن کے اماں سمیت کافی بچے اور عورتیں جمع ہو گئی تھیں اور انکے رزلٹ کا سن کر سب بہت خوش تھے اور انکو دعائیں دے رہے تھے

یہ منظر اسلام آباد میں موجود باسکٹ بال کے گراونڈ کا تھا اور اس وقت زور و شور سے باسکٹ بال کا میچ چل رہا تھا میچ اپنے اختتام کی طرف گامزن تھا اور لڑکی جس کی شرٹ کے پیچھے ابرش لکھا تھا اس وقت نو گول کر چکی تھی جبکہ اسکے مقابل تعبیر کے اس وقت چار گول تھے پورا کورٹ اس وقت ابرش کے نعرے لگا رہا تھا وہیں ایک طرف شلٹر ہوم سے میچ دیکھنے آئے ہوئے بچے اب بھی تعبیر آپی کے نعرے لگا رہے تھے ارسلہ الگ دعا گو تھی کے تعبیر یہ میچ جیت جائے کیونکہ اسنے بہت محنت کی تھی اور یہ جیتنے سے اسکو ایک لاکھ کی رقم ملنی تھی جو کہ اسکے ایڈمیشن میں کام آنے تھے

میچ کا آخری حاف چل رہا تھا اور اس وقت گول کرنا بہت ضروری تھا

تعبیر نے ایک نظر امید سے اسکی طرف دیکھتے بچوں اور تعبیر کی طرف دیکھا اور

بس پھر جیسے وہ سب بھول گئی ایک جنون سا طاری ہو گیا کے جیتنا ہے اور وہ جو

تب سے صرف اپنا بچائو کرتے ہوئے کھیل رہی تھی اب کے اٹیک کرنے لگی

ابرش نامی لڑکی اب کے گڑ بڑا گئی کیونکہ تعبیر اب اس کو اپنے گھیرے میں لئے

تین گول آگے پیچھے کر گئی تھی اور اب کے سکور بورڈ پر سات اور نو کے حند سے

دکھائے جا رہے تھے

تعبیر کے ساتھی اب کے زور و شور سے اسکے نعرے لگا رہے تھے

امیچ بلکل آخری مراحل پر تھا اور تعبیر ایک اور گول کر چکی تھی اور اب سکور آٹھ

اور نو تھا ابرش نامی لڑکی اب کے بوکھلا گئی تھی کیونکہ تعبیر نے پل میں پاسہ پلٹ

کر رکھ دیا تھا اور پھر ابرش نے تیش میں آکر تعبیر کو نقصان پہنچانے کی غرض

سے دھکا دیا اور تعبیر سر کے بل کراہ کر نیچے گری پورا کورٹ ایک پل کو سناٹے

کی ضد میں آگیا اور پھر رولز کی وائلیشن کی وجہ سے ابرش سے اسکا ایک پوائنٹ

لے لیا گیا اور یوں دونوں 8/8 پوائنٹ پر آ گئیں مگر تعبیر کو چوٹ بہت زور سے آئی تھی جس کی وجہ سے اسکا پوائنٹ کر پانا اب مشکل تھا

تعبیر تو کر سکتی ہے ہرا دے اس چھچھوندر کو آٹھ جا میری بہن ارسلہ کی آواز پر تعبیر ہمت کرتے ہوئے اٹھی اور میچ ایک بار پھر وہیں سے شروع ہو گیا تعبیر کو اس وقت اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا۔ مگر اسنے ہمت نہ ہارتے ہوئے کھیلنا شروع کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسنے آخری گول بھی کر دیا اور یوں جو کورٹ کچھ دیر پہلے ابرش کے نام سے گونج رہا تھا وہ شانت ہو گیا اور اب صرف ارسلہ اور اسکے ساتھ آئے بچوں کا شور تھا

تعبیر نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا اور پھر ارسلہ کے گلے لگ گئی وہ ایک لاکھ روپے کا انعام جیت چکی تھی

منظر تھا غلام اسحاق خان یونیورسٹی صوابی خیبر پختون خوا کا جو کے پاکستان کی ٹاپ یونیورسٹیز میں سی ایک تھی یہ پاکستان میں انجینئرنگ کی سب سے بڑی یونیورسٹی گردانی جاتی تھی اسکی خصوصیت اسکا کیمپس۔ تھا جو کے ٹوپی اور صوابی کے درمیان واقعہ تھا ارد گرد جنگل اور این بیچ میں کیمپس تھا جو کے اسکی خوبصورتی کو بڑھاتا تھا یہاں موجود سب ہی طالبِ علم یونیورسٹی کے ہاسٹلز میں ہی رہائش پذیر تھے اور اس ترہان پڑھائی کے ساتھ ساتھ کیمپس لائف بھی بہت اچھی تھی

زاویار اور ہاشم کل ہی یونیورسٹی پہنچے تھے اور آج سے انکی کلاسز شروع ہو گئی تھیں وہ دونوں مکینیکل انجینئرنگ کے طالب تھے اور اب اس وقت انکا چوتھا اور آخری سال شروع ہو چکا تھا زاویار پوری یونیورسٹی کو اپنے سر پر اٹھائے پھرتا تھا وہ یونیورسٹی کا مشہور سٹوڈنٹ تھا جو نیئرز سینئرز اور بیچ کے لوگ اسکے دیوانے تھے ایک تو وہ تھا اس قدر خوش شکل کے لڑکیوں کی تو نظر ہٹتی ہی نہیں تھی اس سے

اوپر سے اسکا فیملی بیک گراؤنڈ ایسا تھا کے ہر انسان اُسّے دوستی کرنے کا خواہاں رہتا تھا وہ سب سے اچھے سے ملتا تھا مگر دوست اسکا صرف ہاشم ہی تھا

اے لیولز کے بعد اسنے جان بوجھ کر یہاں ایڈ مشن لیا تھا تا کہ اپنے باباجان کی بے جا روک ٹوک سے بچ سکے وہ چڑھ جاتا تھا رحمان صاحب کی پوچھ گچھ اور اسکی زندگی میں بلاوجہ کی دخل اندازی سے رحمان اس پر خاص نظر اس لئے رکھتے تھے کیونکہ وہ اسکو سیاست میں لانا چاہتے تھے مگر زاویار اِسی چڑھ میں اپنی منمانی کرتا اُنسے دور ہوسٹل میں رہ رہا تھا وہ باہر بھی جا سکتا تھا مگر اسکو باہر کی زندگی مشکل لگتی تھی وہ شہنشاہی زندگی گزارنے کا عادی تھا اور اسے باہر کے ملک جا کر اپنے کام خود کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا اسلئے اسنے یہاں ایڈ مشن لینا بہتر سمجھا ہاشم اور وہ اس وقت تین مہینے بعد گرمیوں کی چھٹیاں گزار کر واپس آئے تھے اور کوریڈور سے گزرتے ہوئے کافی لوگ اُنسے ملتے جا رہے تھے لوگوں کی تعداد میں لڑکیوں کی مقدار زیادہ تھی کیونکہ اگر یہ کہا جاتا کے زاویار ایک

"ladies boy" تھا تو کچھ غلط نا ہوتا وہ اے لیولز سے ہی بہت سی لڑکیوں

کے ساتھ وقت گزاری کرتا رہا تھا اور یونیورسٹی آکر تو ہر ہفتے کے حساب سے

لڑکیاں بدلتا تھا اور لڑکیاں اسکے لئے لڑتی پھرتی تھیں جسکو وہ بہت انجوائے کرتا

تھا

ہاشم بھی اسی کی ترہان کمینا تھا دونوں کمینے بلا کے حسین تھے دراز قد۔ کسرتی

وجود والے لڑکیاں تو ان پر مر مر جاتی تھیں

کوریڈور گزار کر وہ اسپورٹس کمپلیکس آ گئے تھے دو ہفتے تک اورینٹیشن ویک

شروع ہونے والا تھا اور نئے بچوں کی آمد کے لئے تیاریاں جاری تھیں

زاویار اسپورٹس سوسائٹی کا پریزیڈنٹ جبکہ ہاشم۔ میوزک سوسائٹی کا پریزیڈنٹ

تھا اور انکو بھی اپنی سوسائٹی کی طرف سے اورینٹیشن ویک کے لئے تیاریاں کرنی

تھیں تو دونوں اسپورٹس کمپلیکس میں ہی آگئے تھے اور زاویار نے چینجنگ روم

میں جا کر اپنا ٹریک سوٹ پہنا اور باہر آگیا اسکا ارادہ کچھ دیر باسکٹ بال کھیلنے کا تھا۔

جب وہ چینجنگ روم سے باہر نکلا تو اسنے آدھے بازوؤں والی شرٹ کے نیچے شارٹس پہن رکھی تھیں۔اپنے جوتوں کے تسمے باندھ کے وہ باہر آگیا ہاشم اسپورٹس کا اتنا شوقین نہیں تھا اسلئے وہ کمپلیکس کی سیڑھیوں پر گٹار لے کر بیٹھ گیا دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بہت سے لوگ جمع ہونے لگے جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی موجود تھے ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا یقیناً یونیورسٹی کی لڑکیوں کے لئے ایک خوش کن منظر ہوتا تھا اسلئے سب ہی آہستہ آہستہ وہاں جمع ہونے لگے

زاویار کوریڈور سے گزرتے ہوئے عدنان جو کے انکا جونیئر تھا اور باسکٹ بال اچھی کھیلتا تھا اسکو کھیلنے کے لیے بلا چکا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی اپنی کٹ پہن کر آگیا تھا

زاویار کی شرٹ کے پیچھے ''Zavi 20'' لکھا ہوا تھا وہ اپنا نام ہر جگہ زاوی ہی استعمال کرتا تھا یہاں تک کے اسکے انسٹا گرام کا نام بھی زاوی ہی تھا اور اس پر

اسنے کٹ پہنے ہی تصویر لگائی ہوئی تھی یوں کے وہ کمر کی تصویر تھی جس پر

zavi 20 واضح تھا

میچ شروع ہو گیا اور سب ہی لوگ شوق سے میچ دیکھ رہے تھے اور کچھ لڑکیاں

ہاشم کے پاس کھڑی اسکو گانا گاتے سن رہی تھیں اور اپنے فونز میں اسکی ویڈیو بھی

بنا رہی تھیں

یونیورسٹی کی کیمپس لائف ایسی ہی تھی کلاسز کے بعد بچے رات گئے تک

یونیورسٹی میں ہی گھومتے پھرتے رہتے تھے

یہ محفل بھی کوئی تقریباً رات نو بجے ختم ہوئی جس میں میچ کے بعد کافی ہلا گلا ہوا

سب لوگ تین مہینے کی چھٹیوں کے بعد مل رہے تھے اسلئے شگل لگاتے اور

اورینٹیشن ویک کی پلاننگ کرتے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا

روبینہ اس وقت کنیز شیلٹر ہوم جو کے پنڈی کا مشہور شیلٹر ہوم تھا اس میں موجود تھیں اس شیلٹر ہوم کی خاصیت یہ تھی کے یہاں بزرگ عورتیں اور یتیم بچے ایک ہی چھت تلے رہتے تھے روبینہ ہمیشہ اس شیلٹر ہوم میں۔ پیسے چیریٹی کرتی تھیں کیونکہ ایوب صاحب رحمان کے بہت اچھے دوست تھے اور وہ جانتی تھیں کے وہ نیک نیت انسان ہیں جنہوں نے اپنی ماں کی یاد میں یہ شیلٹر ہوم بنایا تھا اور وہ کبھی بھی باقی اداروں کی ترہان پیسے خود نہیں کھاتے تھے بلکہ وہاں موجود لوگوں کی فلاح کے لئے ہی استعمال کرتے تھے

آج بھی روبینہ وہاں بزرگوں کے سیل میں موجود تھیں انکے دل میں ٹیس اٹھتی تھی ایسی بے حس اولاد کو دیکھ کے جو بڑھاپے میں ماں باپ کا سہارا بننے کے بجائے انکو یہاں چھوڑ جاتے تھے

شیلٹر ہومز سے چکر لگا کر کریم صاحب (ادارے کے مینیجر) روبینہ کو اپنے آفس میں لے آئے تھے

مجھے بہت خوشی ہے کریم صاحب ایوب صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور میں مطمئن ہوں کے میرے پیسے جو میں چیریٹی ایونٹس کر کے جمع کرتی ہوں وہ ضائع نہیں جا رہے اور آپکو بھی شاباش ہے کریم صاحب کے آپ اتنے اچھے سے سب مینیج کر رہے ہیں روبینہ نے دل کھول کر تعریف کی وہ ایسی ہی تھیں۔ نرم دل خاتون

بہت عنایت ہے آپکی میڈم کے آپ ہم پر بھروسہ کرتی ہیں اور ہمارے ادارے کے لئے اتنے فنڈز ریز کرتی ہیں آپ اور آپ جیسے ہی کچھ اور لوگوں کی وجہ سے ہم۔ یہاں بہترین سہولتیں فراہم کر پاتے ہیں اب آپ دیکھیں یہاں کوئی ایسا بچہ نہیں ہے جو پڑھ نا رہا ہو ہم سب بچوں کو ایف اے تک کی تعلیم دلواتے ہیں کریم صاحب نے خوشدلی سے بتایا

اور ایف اے کے بعد ؟ روبینہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا اسکے بعد بچوں کو ہماری کوشش ہوتی ہے کے مزید تعلیم دلوا سکیں تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو پائیں اور بچیوں کے ہم رشتے دیکھ کے شادیاں کر دیتے ہیں کریم صاحب نے تفصیل سے بتایا

یہ کیا بات ہوئی کریم صاحب جب آپ بچوں کو پڑھاتے ہیں تو بچیوں کو کیوں نہیں پڑھاتے ؟ روبینہ نے نا سمجھی سے پوچھا

میڈم ہم بچوں کو اسلئے پڑھانے کی کوشسی کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے آگے اپنے گھر چلانے ہوتے ہیں اب دیکھیں نا ہمارے پاس بے سہارا عورتوں کے لئے شیلٹر موجود ہے پر بچوں کی زمیداری ہم کب تک اٹھائیں اسلئے اگر کسی بچے میں پڑھنے کی صلاحیت ہو تو اس پر ہم پیسے لگا دیتے ہیں ورنہ پھر ایف اے کے بعد اسکو باہر کا راستہ دکھا دیا جاتا ہے مرد کو باہر چھوڑا جا سکتا ہے وہ تو مزدوری کر کے کچھ بھی کر کے اپنی زندگی کو کھینچ سکتے ہیں عورتوں کے لئے یہ معاشرہ مشکلات پیدا کرتا ہے

اسلئے ہماری کوشش ہوتی ہے کے ہم بچیوں کے رشتے دیکھ کر شادی کر دیں ورنہ پھر انکو عورتوں کے شیلٹر میں پناہ دے دی جاتی ہے کریم صاحب کی باتیں سن کر روبینہ کا دل دکھا تھا

مگر کریم صاحب آپ لوگ بچیوں کو بھی آگے پڑھایا کریں نا کیا وہ اپنے پیروں پر کھڑی نہیں ہو سکتی؟ یہ کیا بات کی ہے آپ نے

نہیں میڈم بچیوں کی ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے اور ہم سے اتنی ذمے داری اٹھائی نہیں جاتی آج ایک بچی جائے گی پڑھنے کل کو سب کہیں گی ہمیں جانا ہے اتنا فنڈ نہیں ہے ہمارے پاس اب آپ یہ دیکھیں کے ابھی کچھ دن پہلے ہی ہمارے شیلٹر کی ہی دو بچیوں کا ایف ایس سی کا رزلٹ آیا ہے ایک بچی نے پورے پنجاب میں ٹاپ کیا ہے اور ایک بچی کی تیسری پوزیشن آئی ہے مگر ہم انکو آگے نہیں پڑھا رہے کیونکہ اگر ہم ان پر پیسہ لگائیں گے تو باقی جن پر ہم پیسے نہیں لگائیں گے

انکے ساتھ زیادتی ہو گی کریم صاحب نے۔اپنی بات سمجھانی چاہی اور روبینہ کو ناگواریت کا شدید احساس ہوا

آپ کتنا ظلم کر رہے ہیں ان بچیوں پر کریم صاحب مطلب انہوں نے جی توڑ کوشش کر کے اتنا اچھا رزلٹ لیا ہے اور آپ انکو آگے داخلہ نہیں دلوا رہے کہاں ہیں وہ بچیاں انکو بلائیں یہاں میں انکی تعلیم کا خرچہ خود اٹھاؤں گی اپنی جیب سے روبینہ کا دل دہل گیا تھا اتنی قابل بچیوں کو اپنی زندگی رولتے سن کر

میڈم آپ سمجھ نہیں رہیں پچھلے سال بھی ہماری شیلٹر سے بچوں نے بہت اچھی پوزیشنز لی تھیں جب ہم نے انکا داخلہ نہیں کروایا تو ان بچوں کا بھی نہیں ہو سکتا یہ باقیوں کے ساتھ زیادتی ہو گی

کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی آپ سب بچے بچیاں جو آگے پڑھنا چاہتے ہیں انکی معلومات مجھے دیں میں اپنے ذاتی پیسوں سے انہیں پڑھاؤں گی اور کاستورو صاحب بھی اس میں میری مدد کریں گے

پچھلے سال اُسسے پچھلے سال اور بھلے دس سال پرانے بھی کوئی بچے یہاں ہیں جو آگے پڑھنا چاہتے ہیں میں انکو پڑھاؤں گی آپ پریشان نہیں ہوں کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی فلحال آپ ان بچیوں کو بلائیں جنہوں نے اس بار بورڈ میں ٹاپ کیا ہے

روبینہ کے کہنے پر کچھ ہی دیر میں تعبیر اور ارسلہ ڈرتی کریم صاحب کے آفس میں داخل ہوئی تھیں مینیجر کے آفس میں عموماً تب ہی بلایا جاتا تھا جب شیلٹر کا کوئی بندہ اصولوں کو توڑتا تھا اور جب اچانک سے انکا بلاوا آیا تو وہ بوکھلا گئیں کیونکہ انکے نزدیک انہوں نے کچھ غلط نہیں کیا تھا ارسلہ۔ تو کچھ زیادہ ہی خوف زدہ تھی جبکہ تعبیر پھر کچھ حوصلے سے کام لیتی ارسلہ کا ہاتھ تھامے کریم کے آفس میں قدم رکھ گئی

دروازہ۔ کھٹکھٹانے پر جب اندر آنے کی اجازت ملی تو دونوں آفس میں داخل ہو گئیں

سر آپ نے ہمیں بلایا ہے ارسلہ نے ہی سلام کے بعد بات کا آغاز کیا

جی بیٹا بیٹھیں یہاں اور انسے ملیں یہ ہماری خاص مہمان ہیں اور آپ دونوں سے ملنے کی خواہاں ہیں کریم صاحب نے نرمی سے کہا

ارسلہ اور تعبیر نے نا سمجھی سے روبینہ کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا کر بیٹھ گئیں

کیسی ہیں آپ دونوں روبینہ نے نرمی سے پوچھا

ہم اللحمد اللہ ٹھیک ہیں تعبیر نے ہی جواب دیا ارسلہ ایسی صورتحال سے پہلی دفعہ گزر رہی تھی تو خاموش ہی رہی جبکہ تعبیر اکثر۔ میچ کھیلتے وقت۔ کافی لوگوں سے بات چیت کرتی تھی اسلئے وہ تھوڑی ریلیکس تھی

بیٹا مجھے کریم صاحب نے آپکے رزلٹ کا بتایا اور مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کے آپ دونوں نے پنجاب میں ٹاپ کیا ہے روبینہ نے داد دی ابکہ ارسلہ۔ بھی پڑھائی سے متعلق سن کر سیدھے ہو بیٹھی

جی اللحمد اللہ ارسلہ کی پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن آئی ہے اور میری تیسری تعبیر نے فخر سے بتایا

ماشاء اللہ اللہ آپ دونوں کو مزید کامیابیاں عطا کرے تو بیٹا آپ لوگوں کا آگے کا کیا پلان ہے ؟ روبینہ نے نرمی سے پوچھا

ارسلہ اور تعبیر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا

ہا ہم آگے پڑھنا چاہتے ہیں ہم نے کافی یونیورسٹیز میں داخلہ بھیجا ہے ہمیں امید ہے کے ہمارا کہیں نا کہیں ایڈ مشن ہو جاے گا ابکے ارسلہ جلدی سے بولی تھی

اچھا بیٹا کہاں اپلائی کیا ہے آپ نے ؟ روبینہ نے سرسری سا پوچھا اور ارسلہ اور تعبیر نے پاکستان بھر کی سرکاری یونیورسٹیز کے نام لے دیئے

حم یہ تو اچھی بات ہے کے آپ دونوں نے اتنی جگہ اپلائی کیا ہے مگر بیٹا سرکاری اداروں میں اکثر اوکات داخلہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہاں سفارش چلتی ہے جتنی بڑی سفارش ہو اتنا آسان ہوتا ہے داخلہ اور شاید آپ میری بات سے اختلاف کریں مگر۔ سرکاری اداروں میں جتنی اچھی تعلیم دلوائی جانی چاہئے اتنی اچھی تعلیم دلوائی نہیں جاتی آپ دونوں بہت قابل ہیں میں نہیں چاہتی کے آپ دونوں اپنے آپ کو ضائع کریں روبینہ نے نرمی سے کہا

مگر میڈم ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کے ہم کسی پرائیویٹ یونیورسٹی میں داخلہ لیں ارسلہ بجھے دل سے بولی تعبیر نے بھی اسکی تائید کی

کوئی بات نہیں بیٹا۔آپ پریشان نہیں ہوں میں این جی او چلاتی ہوں اور اگر آپ دونوں آگے پڑھنا چاہتی ہیں تو میں آپ دونوں کی تعلیم کا پورا خرچہ اٹھاؤں گی آپ کیا پڑھنا چاہتی ہیں اور کہاں داخلہ لینا چاہتی ہیں روبینہ کی بات پر دونوں کی آنکھیں آخری حد تک پھیلی تھیں کیا انکی دعائیں رائیگا نہیں گئی تھیں کیا اللہ نے

انکی سن لی تھی ؟رزلٹ کے اتنے دن بعد بھی جب کسی ادارے سے داخلے کے لئے فون نہیں آیا تھا تو دونوں اندر کہیں مایوس ہو چکی تھیں مگر یوں اچانک انکی سن لی جائے گی یہ تو انکے ذہن و گمان میں بھی نہیں تھا

آآپ سچ کہ رہی ہیں ؟آآپ ہمیں آگے پڑھائیں گی۔ارسلہ اور تعبیر نے یک زبان ہو کر کہا آنکھوں میں نمی تی

بلکل بیٹا آپ دونوں اتنی قابل ہیں تو بھلا کیو نکر آپ کو آگے نا پڑھایا جاے آپ کی عمر کے بچے ہی تو ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں اور ہم اپنے سرمائے کو یوں ضائع نہیں ہونے دے سکتے۔روبینہ نے مسکرا کر کہا

آپکا بہت بہت بہت بہت شکریہ ہم کیسے آپکا شکریہ ادا کریں ارسلہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

آپ اچھا ساپڑھ کر کسی قابل بن کر میرا شکریہ ادا کریے گا ویسے کیا آپ دونوں کی کوئی پسند ہے کے آپ کس یونیورسٹی میں جانا چاہتی ہیں روبینہ نے نرمی سے پوچھا

ہمیں بس سوفٹویئر انجینیرنگ یا کمپیوٹر انجینیرنگ کرنی ہے کسی بھی ادارے سے۔ تعبیر نے بیتابی سے کہا

چلیں پھر تو سمجھیں داخلہ ہو گیا میں آپکا داخلہ غلام اسحاق خان انجینیرنگ یونیورسٹی میں کرواؤں گی وہ سرکاری ادارہ ہی ہے مگر اسکو چلاتے پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ ہیں اسکی ڈگری پورے پاکستان اور باہر بھی مانی جاتی ہے آپ دونوں تیاری کریں میں کل اپنے ڈرائیور کے ہاتھ آپکے ضروری کاغذات منگوا کر داخلہ بھیج دوں گی آپ لوگ بس جانے کی تیاری کریں روبینہ نے نرمی سے انکی طرف دیکھ کر کہا

آ آپ سچ کہہ رہی ہیں نا آپ یہاں سے جانے کے بعد مکر تو نہیں جائیں گی ارسلہ نے کسی خدشے کے تحت کہا اور ابکے کریم صاحب نے اسکو گھوری سے نواز کر چپ رہنے کو کہا۔ روبینہ اسکی بات پر مسکرا دیں

ہر گز بھی نہیں ہفتے ڈیرھ بعد وہاں نیا بیچ لگے گا آپ لوگ اسی میں جائیں گی روبینہ نے نرمی سے کہا

اپکا بہت شکریہ میڈم ہم آپکے مشکور ہیں تعبیر نے نم آواز سے کہا تو روبینہ پلکیں جھپکا کر انکو حوصلہ دینے لگیں

اب آپ دونوں جائیں کریم صاحب نے روبینہ کو خاموش ہوتے دیکھ کہا تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا کر اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں

بیٹا انکو جاتا دیکھ کر روبینہ نے پکارا

جی میڈم ارسلہ نے کہا

بیٹا انکا نام تو مجھے معلوم ہو گیا ہے ارسلہ اپکا کیا نام ہے انہوں نے تعبیر کو دیکھ کر کہا

میرا نام تعبیر ہے میڈم۔اسنے سادگی سے کہا مگر روبینہ کچھ پل کو ساکت ہوئیں

سوری بیٹا کیا نام بتایا آپ نے؟روبینہ کو لگا انکو سننے میں غلطی ہوئی ہے

میرا نام تعبیر ہے میڈم اسنے دوبارہ اپنا جملہ دہرایا روبینہ کا دل دھڑکا تھا مگر پھر انکو لگا انکا وہم ہے اسلئے اثبات میں سر ہلا گئیں اور وہ دونوں باہر نکل گئیں

آج دو ہفتے بیت چکے تھے اور کیونکہ روبینہ اپنے وعدے پر قائم رہی تھیں اسلئے انہوں نے۔ارسلہ اور تعبیر کا داخلہ غلام اسحاق خان یونیورسٹی میں کروادیا تھا دونوں ہی سوفٹویئر۔انجینئرنگ میں داخلہ لے پائی تھیں اور اب کچھ ہی دیر میں

روبینہ بذاتِ خد دونوں کو اپنی گاڑی میں یونیورسٹی چھوڑنے جارہی تھیں اب انکو وہیں رہنا تھا ہوسٹل میں ایک کمرہ اُن دونوں کو ملنا تھا

تعبیر ارسلہ نے اپنے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے تعبیر کو پُکارا

ہمم تعبیر ہنوز پیکنگ میں مصروف تھی

یہ چھوڑنا ارسلہ نے اسکی پیکنگ کو دیکھ جھنجھلا کر کہا

ہاں بول تعبیر بھی اسکے پاس آ بیٹھی تھی

یار مجھے یقین نہیں آرہا کے اللہ اس قدر مہربان ہو گیا ہے ہم پر کے ہماری یوں سن لی ارسلہ نے اسکی گود میں سر رکھ کر کہا

یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا وہ عورت اتنی مہربان کیسے ہے تعبیر نے بھی اسکی بات سے اتفاق کیا

روبینہ میڈم کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا ہے کے اس ظالم دنیا میں اچھے لوگ بھی رہتے ہیں ارسلہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

ہاں کتنی خوبصورت خاتون ہیں وہ تعبیر نے تائید کی

بس اب اللہ ہمیں اس در پر کبھی واپس نا لائے ارسلہ نے دعا کی مگر تعبیر کو اسکی بات کچھ اچھی نہیں لگی

یہ کیا بات ہوئی ارسلہ ؟ یہ ہمارا گھر ہے یہاں ہمارے اپنے رہتے ہیں اگر ہم یہاں واپس نہیں آئیں گے تو کہاں جائیں گے ؟ دیکھ سب ہم سے کتنا پیار کرتے ہیں کیا ہم سب کچھ فراموش کر دیں ؟ تعبیر نے اسکو سمجھانا چاہا

ہاں تو میں تو یہاں نہیں لوٹنے والی مجھے یہ جگہ اپنا ماضی یاد دلاتی ہے کے کیسے میرے باپ نے مجھے صرف بیٹی ہونے کی وجہ سے یہاں پھینک دیا پوری زندگی ہم نے چیریٹی میں آئی لوگوں کی اترن پہنی ہے اپنی ہر خواہش ہر خواب کو دبایا ہے احساسِ کمتری میں زندگی گزاری ہے میں اب یہاں واپس نہیں آنا چاہتی

ارسلہ نے ضدی بچے کی ترہان کہا کہ تو وہ سہی رہی تھی واقعی انہوں نے بہت سی حسرتیں پال کر یہاں زندگی گزاری تھی کیونکہ یہ ادارہ صرف بنیادی سہولتیں جو زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں صرف وہی فراہم کرتا تھا ہفتے میں ایک دن گوشت اور باقی دن سبزی دالیں کھا کر گزارا ہوتا تھا انہوں نے تو کبھی اچھے ہوٹلوں میں کھانے نہیں کھائے تھے کبھی اچھے لباس نہیں پہنے تھے کبھی قیمتی اشیا نہیں خریدی تھیں

تعبیر جب تھوڑی بڑی ہوئی تو اپنی مدد آپ کے تحت۔ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر فٹبال اور باسکٹ بال کھیلنے لگی اکثر اوکات ٹورنامنٹ میں انعامات ہوتے تھے اور تعبیر کا کھیلنے کا صرف ایک مقصد ہوتا تھا کے اگر وہ جیتے گی تو انعام کے طور پر رقم ملے گی اور اس رقم سے شاید وہ اور شیلٹر کے دوسرے بچے ایک دن اچھا کھانا کھا لیں گے کچھ میٹھا کھا لیں گے کتنی چھوٹی چھوٹی خواہشیں تھی جنکو پانے کے لئے بھی اتنی محنت کرنی پڑتی تھی اور اگر جو کبھی وہ ہار جایا کرتی تو اسکا دل اس برے

طریقے سے ٹوٹا کے وہ انعام نہیں جیت پائی اب وہ سب بچوں کو خوش نہیں کر پائے گی وہ ایک اچھا دن جو وہ گزارتے تھے وہ نہیں گزار پائے گی اور پھر کئی دن وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر چھپ چھپ کر روتی اور تب اسکو بھی حقیقتاً اپنے ماں باپ سے نفرت محسوس ہوتی جو اسے یہاں احساسِ کمتری کی زندگی گزارنے کے لئے چھوڑ گئے تھے

مگر اس سبکے باوجود بھی اسے اس جگہ سے محبت تھی یہاں کے لوگوں سے محبت تھی وہ اسکے اپنے تھے وہی اسکا خاندان تھے اصلی ماں باپ نے تو یوں سڑک پر چھوڑ دیا تھا تب یہی رشتے یہی دوستیاں اسکے کام آئی تھیں جو آج وہ اُنیس برس کی ہو کر بھی زندہ تھی اسکی عزت محفوظ تھی کیا ہوتا جو کوئی اسے یہاں نا پہنچاتا یہ جگہ اسکو اپنے سائے میں نا لیتی یہ رشتے اسکا سہارا نا بنتے کیا وہ ان سبکو فراموش کر سکتی تھی دل نے بیساختہ نفی کی وہ کبھی اس جگہ کو فراموش نہیں کر سکتی تھی

ارسلہ ہنوز اسکی گود میں سر رکھے ہوئے تھی

سلا اٹھ آپکچھ وقت سبکے ساتھ گزار لیں پھر جانے کا وقت ہو جائے گا اسنے ارسلہ کے سوالوں کے جواب دینے کے بجائے کہا تو ارسلہ بھی اثبات میں سر ہلاتی اٹھ بیٹھی

یار موم آپکی چیریٹی کبھی ختم بھی ہو گی یا نہیں؟ مطلب اب یہ کیا تماشا ہے کے یتیم خانے سے آپ بچے یہاں اٹھا کر لا رہی ہیں ہماری یونی کا ایک سٹینڈرڈ ہے اب ایسے انات آکر جیکی۔ (یونیورسٹی کا چھوٹا نام)۔ کا سٹینڈرڈ گرائیں گے زاویار نے کوفت سے کہا

بری بات بیٹا یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو اس میں اُن بچوں کا کیا قصور ہے اگر جو انکے ماں باپ نے یا رشتیداروں نے انکو یہاں چھوڑ دیا ہے تمہیں پتہ ہے ان

بچیوں کی آنکھیں کیسے بھیگ گئی تھیں جب میں نے انسے کہا کے میں انکی پڑھائی کا خرچہ اٹھاؤں گی۔ روبینہ نے اسکو پیار سے سمجھایا

اچھا موم آپ جانیں اور آپکی چیریٹی سے آبسیشن اسنے چڑھ کر کہا

بیٹا آج میں تمہاری یونیورسٹی آرہی ہوں ان بچیوں کو چھوڑنے اور ہوسٹل وغیرہ دکھانے تمہیں اسلیئے فون کیا تھا کے جب وہ بچیاں آجائیں تو انکا شروع شروع میں تھوڑا خیال کر لینا انکے لئے یہ ماحول نیا ہے روبینہ مدعے کی بات پر آئیں

کیا مطلب مطلب آپ چاہتی ہیں میں اُن لوکلاس لڑکیوں کا گارڈ بن کر یونیورسٹی میں گھوموں؟ come on mom give me a break اسنے ناگواریت سے کہا

بیٹا میں گارڈ بننے کا کہاں کہہ رہی ہوں میں تو کہہ رہی ہوں کے بس تھوڑی بہت مدد کر دینا۔ روبینہ نے اس وقت کو کوسا جب انہوں نے اپنے سر پھرے بیٹے کو فون کیا تھا

میرے سے نہیں ہوتا یہ سب آپکو سب معصوم لگتے ہیں پورے چلتے پرزے ہوں گی یہ لڑکیاں جنکو آپ یہاں لارہی ہیں دیکھئے گا اپنے سب کام باآسانی کر بھی لیں گی اور یونیورسٹی میں انکو کوئی مسئلہ بھی نہیں ہوگا وہ لڑکیوں کی خاصیت سے واقف تھا آخر کو اسکے دن رات انہی لڑکیوں کے ہمراہ تو گزرتے تھے

اچھا بیٹا۔ میں ہاشم کی ڈیوٹی لگادوں گی تم رہنے دو روبینہ نے آخر میں زچ ہو کر کہا اور فون کاٹ دیا

زاویار اُس وقت ہوسٹل کے جم میں تھا اگر اسکی ظاہری شخصیت کی بات کی جاتی تو وہ چھے فٹ دو انچ کا لمبا چوڑا خوبصورت مرد تھا اسکی آنکھیں بھوری تھیں مگر ان میں ہلکا سا سنہری پَن تھا تیکھی مغرور ناک بھرے بھرے لب بھورے سلکی بات کسرتی جسم جو کے اس وقت جم کر کے مزید تراشا ہوا لگ رہا تھا وہ بِلا شبہ بہت ہینڈسم تھا اور اسکو مزید پر کشش بناتی تھی اسکی شہ رگ کی ہڈی وہ کچھ اس ترہان واضع ہوتی تھی کے دیکھنے والے کا دل دھڑکا جاتی اور تو اور اسکے کثرتی جسم سے

نکلتی اسکی نیلی نسیں جو کے سفید دودھیائی بازوؤں پر مردانہ وجاہت کا ثبوت لگتی تھیں جیکی کی ہر لڑکی اُس پر فدا تھی اور یہ بات اسکو مزید مغرور بناتی تھی

اسنے اپنی بوتل سے پروٹین شیک کا بھڑا سا گھونٹ بھرا اور ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھ کر باہر نکل گیا

شیلٹر میں سبکی آنکھیں اُس وقت نم تھیں آخر کو انہوں نے اکھٹے اتنا وقت گزارا تھا وہ سب ایک خاندان کی ترہان رہتے تھے شیلٹر کے بچے جوار سلہ اور تعبیر کے دیوانے تھے اُس وقت روتے ہوئے اُنسے لپٹے ہوئے تھے ابرار جو کے بارہ سال کا تھا اور تعبیر سے بہت زیادہ دلی وابستگی رکھتا تھا وہ تو تعبیر کو چھوڑنے پر راضی ہی نہیں تھا

ابرار میری جان آپو آپ سے ملنے آتی رہے گی نا آپ کیوں یوں رو رہے ہو آپو کا دل اداس ہو رہا ہے تعبیر نے گٹنوں کے بل بیٹھ کر ابرار کے آنسو صاف کیے

آپو مجھے آپکی بہت یاد آئے گی اسنے روتے ہوئے کہا تعبیر کا دل اسکی بات پر دکھا تھا یاد تو اسکو بھی بہت انے والی تھی سبکی

بس میرا بچہ آپ جاتے وقت مجھے پریشان نہیں کرو میں آپ سے ملنے آتی رہوں گی نا تعبیر نے اسکے آنسو پونچھ کر کہا تو وہ شدت سے تعبیر کے گلے لگ گیا ارسلہ بھی سبسے ملتے ہوئے رو رہی تھی اماں نے دونوں کو گلے لگا کر ڈھیروں دعائیں دیں اور اللہ کی امان میں دے دیا

روبینہ جو کے ارسلہ اور تعبیر کو لینے آئی تھیں۔ انکو یوں شیلٹر کے لوگوں سے ملتے دیکھ انجانے میں انکی آنکھیں ہی نم ہوئی تھیں ان سب لوگوں کا آپس میں بس انسانیت کا رشتہ تھا اور کیسے اُس ایک رشتے کی بنا پر آج سبکی آنکھیں نم تھیں

بیٹا ہمیں اب چلنا چاہیے یونیورسٹی دور ہے رات ہونے سے پہلے اینٹری کرنی ضروری ہے۔ روبینہ نے انکو مخاطب کیا تو وہ سبکو ایک آخری بار الوداع کہہ کر باہر نکل گئے

کچھ ہی دیر میں وہ موٹروے پر سوار ہو چکے تھے ارسلہ تو خوشی کے مارے پاگل ہو رہی تھی اسکی خوشی اسکے چہرے سے عیاں تھی خوش تو تعبیر بھی بہت تھی مگر اس چھوٹی سی عمر میں بھی اسکی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ سا تھا وہ کم گو تھی بلاِ فضول بولنا اسکو پسند نہیں تھا اور وہ جب بولتی تھی تو اپنی بات پر ڈٹ جایا کرتی تھی شیلٹر میں رہتے وہ تھوڑی سخت دل سخت جان اور روڈ ہو گئی تھی بس اپنے سے جڑے کچھ لوگوں سے وہ کھل کر بات کرتی تھی ورنہ زیادہ طر خاموش رہنا پسند کرتی تھی

روبینہ نامحسوس طور پر تعبیر کو اپنی نظروں میں رکھیں ہوئے تھیں ناجانے کیوں تعبیر کو دیکھ کر انکو بار بار اپنی روتی بلکتی چھوٹی بہن یاد آتی تھی مگر وہ بلا تحقیق اپنی بہن کو کوئی آس نہیں لگانا چاہتی تھیں اسلئے بس خاموشی سے تعبیر کا معائنہ کر رہی تھیں

بیٹا آپ کب شیلٹر آئی تھیں ؟انہوں نے اچانک تعبیر سے پوچھا

جی میں ارسلہ اور تعبیر نے بیک وقت روبیبہ کو دیکھا اور روبینہ کو خود کی طرف دیکھتا پا کر تعبیر نے ششوپنج میں پوچھا

جی آپ روبینہ نے نرمی سے استفسار کیا

پتہ نہیں جب سے ہوش سنبھالا ہے شیلٹر میں ہی ہوں۔اسنے کندھے اچکائے ارسلہ بھی اب انکی طرف متوجہ تھی

روبینہ اسکے جواب پر کچھ مایوس ہوئیں۔تعبیر کے جواب نے انکو بس محض سر ہلانے پر مجبور کر دیا

ابھی راستہ لمبا تھا تو روبینہ بھی اب اپنا آئی پیڈ کھول کر اپنا کچھ کام کرنے لگیں ارسلہ تو الگ ہواؤں میں تھی تعبیر نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندھ لیں

شام کے قریباً سات بجے وہ لوگ یونیورسٹی پہنچ گئے تھے تعبیر اور ارسلہ کا دل بیک وقت دھڑکا تھا یہ جگہ انکے خوابوں کی تعبیر تھی

چلیں بیٹا روبینہ نے اپنی آنکھوں سے عینک ہٹا کر کہا تو وہ دونوں اثبات میں۔ سر ہلاتی اتر گئیں

ہاشم انکو گیٹ پر ہی مل گیا تھا وہ بے تکلفی سے روبینہ کے گلے لگا تھا اور جواباً روبینہ نے اسکا ماتھا چوما تھا

کیسا ہے میرا بیٹا روبینہ نے اسکے گال سہلا کے پوچھا

بلکل فٹ آپ کیسی ہیں ینگ لیڈی ہاشم نے مسکراہٹ دبا کر کہا

روبینہ ہنس دیں perfect as always honey انہوں نے آنکھ دبائی تو ہاشم کھل کر ہنسا

او تو یہ ہیں ہماری گیسٹس اسنے تعبیر اور ارسلہ کی طرف دیکھ کر او کی صورت میں ہونٹ گھما کر کہا

ارسلہ اور تعبیر پہلی بار کسی لڑکے کو یوں اتنا بے تکلف دیکھ رہی تھیں

ہاں بیٹا یہ ارسلہ ہے اور یہ تعبیر ہیں دونوں سوفٹوئیر انجینئرنگ میں ایڈمشن لے چکی ہیں روبینہ نے سرسری سا تعارف کروایا

مگر ہاشم تعبیر نام پر ٹھٹکا تھا

انکانام تعبیر ہے ؟اسنے نا جانے کس احساس کے تحت پوچھا مگر روبینہ سمجھ گئی تھیں

ہاں بیٹا یہ تعبیر ہے روبینہ کے دہرانے پر ہاشم نے نا سمجھی سے انکی طرف دیکھا مگر روبینہ نے آنکھوں سے ہی نفی کی کے وہ مزید کچھ مت کہے اسلئے ہاشم خاموش ہو گیا

اس سے آگے تو شاید مجھے جانے کی اجازت نہیں ہے اسلئے بیٹا میں اب یہیں سے واپس لوٹوں گی یہ ہاشم ہے میرا بیٹا ہی سمجھ لو اسے یہ آپ دونوں کی سکیننگ کروا کر آپ لوگوں کو اپکے ہوسٹل تک چھوڑ دے گا اور تو اور اگر آپ دونوں کو کسی بھی قسم کی کوئی بھی مدد چاہیے ہو تو آپ لوگ بلا جھجھک ہاشم کی مدد لے سکتی ہیں آپکے ایڈمشن سے لے کر سیمیسٹر کی اور ہوسٹل کی فیس ادا ہو چکی ہے تو اُس وجہ سے فکر مند مت ہوئیے گا یہ کچھ رقم ہے جو میں آپکو ویسے ہی دے رہی ہوں یہاں آپکے کام آئے گی۔ ہر ہفتے ایک مخصوص رقم آپ دونوں تک پہنچ جایا

کرے گی جسکے ذریعے آپ اپنا ہفتے کا خرچہ اٹھالیا کرنا ہوسٹل میں میس بھی پیڈ ہے آپ بلا جھجھک وہاں سے کچھ بھی کھا سکتی ہیں یہ ویسے آپکی پوکٹ منی ہو گی جسّ سے آپ اپنے نوٹس وغیرہ لے سکتے ہیں یا کوئی بھی پارٹی کرنا چاہیں تو کرلیں روبینہ نے نرمی سے کہا

میڈم ہم آپکے بہت مشکور ہیں کے آپ نے ہمارے لیے اتنا کیا ہمارا ایڈ مشن کروادیا ہمیں یہاں تک لے آئیں میں آپکا یہ احسان کبھی اتار نہیں پاؤں گی مگر اب مزید کچھ مت کریں ہم دونوں کے پاس کچھ پیسے ہیں ہم۔ اپنا یونیورسٹی کا خرچہ اٹھالیں گے تعبیر کو اب مزید مدد لیتے ہوئے شرم آرہی تھی تو منع کر گئ

تعبیر بیٹا یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہو کوئی احسان نہیں ہے میں تو بہت خوش ہوں کے میری ذراسی کوششوں کی وجہ سے دو انتہائی لائق بچیاں پڑھ پائیں گی یوں غیروں والی بات نہیں کرو بچے یہ رکھو پیسے اور ایک بات میں ہاشم کو بول چکی ہوں وہ رات تک آپ دونوں کو اپکے سیل فونز لادے گا یونیورسٹی میں سب

سے اہم۔ موبائل ہوتا ہے تو رات تک وہ بھی پہنچ جائیں گے اسکے علاوہ اگر کسی بھی مدد کی ضرورت ہو تو ہاشم ہے یہ آپکی مدد کرے گا انہوں نے دونوں کے گال سہلائے اور ہاشم کو گلے لگایا

اپنے دوست کو کہنا کے میں سخت ناراض ہوں اس سے روبینہ نے مصنوعی آنکھیں گھمائی تو ہاشم ہنس دیا

جو حکم اسنے سر کو خم دیا

خیال رکھنا بچیوں کا انہوں نے ایک آخری بار تاقید کی اور الوداع کر کے وہاں سے چلی گئیں انکو جلد سے جلد گھر پہنچنا تھا ورنہ رحمان صاحب غصہ کرتے

آج تمہیں گھر آنے میں کافی دیر ہو گئی رحمان صاحب نے کتاب سے نظر ہٹا کر ہاتھوں پر لوشن لگاتی روبینہ سے پوچھا

جی میں نے آپکو بتایا تھا نا کے شیلٹر ہاؤس کی دو بچیوں کی تعلیم کا خرچہ میں اٹھاؤں گی وہی جنکا ایڈمشن جیکی میں کروایا ہے (غلام اسحاق خان یونیورسٹی کو حرفِ عام میں جیکی ہی کہا جاتا ہے اسلیئے آگے بھی کہانی میں زیادہ جگہوں پر اِسی نام سے پکارا جائے گا) آج انکو وہاں چھوڑنے گئی تھی تو آتے آتے دیر ہو گئی انہوں نے تفصیل بتائی

اچھا سہی زاویار کیسا تھا؟ انہوں نے زاویار کے بارے میں استفسار کیا جو چھوٹیاں ختم ہونے کے بعد ایک بار بھی گھر نہیں آیا تھا

اسکی تو بات مت کریں مجھسے آپکے بیجا لاڈ پیار نے اسکو بگاڑ دیا ہے آج میں نے اسے کال کی بس اتنا کہنے کے لیئے کے بچیوں کے لیئے ماحول نیا ہو گا بس تھوڑا

خیال کر لینا انکا اور وہ کہاں چڑھا اور کہاں اترا روبینہ نے اسکی شکایت لگائی تو

رحمان صاحب ہنس دیئے

جانے دیں نا بچہ ہے ابھی سمجھ جائے گا

بچہ ہے ؟ پورے چوبیس سال کا ہو گیا ہے پر کسی کے قابو میں نہیں ہے اس دن

آرزو سے بھی بدتمیزی کی تھی اسنے روبینہ ماں تھی اسکے ایسے رویے سے پریشان

اب کے رحمان سیدھے ہو بیٹھے تھے

آرزو کو کیا کہا اسنے لہجے میں ناگواری چھا گئی تھی

یہی کے بھول جائے اپنی بیٹی کو اور آپ جانتے ہیں وہ کتنی حساس ہے اس معاملے

میں روبینہ نے توصف سے کہا

کہتا تو ٹھیک ہے اورنگزیب اور آرزو نے تو یہ ایک دکھ اپنے دل سے لگا لیا ہے اللہ

کی رضا سمجھ کر آگے بڑھ جانا چاہیے۔اورنگزیب بھی نہیں بھولتا اپنی بیٹی کو

رحمان صاحب نے دکھی دل سے کہا

کہنا آسان ہے انکی ایک ہی ایک بیٹی تھی شاید اللہ دوبارہ اولاد دے دیتا تو اتنا دکھ نا ہوتا انکو روبینہ نے اپنی بہن کا تڑپنا یاد کر کے کہا۔ تو رحمان صاحب بھی خاموش ہو گئے

اچھا رحمان روبینہ نے پکارا

جی انہوں نے ابرو اچکائے

جن لڑکیوں کا میں نے داخلہ کروایا ہے نا ان میں سے ایک لڑکی کا نام تعبیر ہے وہ ہے بھی انیس سال کی اگر ہماری پری ہمارے پاس ہوتی تو اتنے سال کی ہی ہوتی پتہ نہیں کیوں اسکو دیکھ کر مجھے لگتا ہے کے وہ لڑکی ہماری تعبیر ہے ہمارے زاوی کی پری

یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ پورے ملک میں ضروری تو نہیں ہے نا کے صرف ہماری گڑیا کا نام ہی تعبیر ہو آپ بھی نا

آرزو کے سامنے اس بات کا ذکر مت کریے گا وہ پریشان ہو گی رحمان نے انکو تنبیہ کی تو روبینہ بھی اثبات میں سر ہلا گئیں

آج انکا یونیورسٹی میں بطور سٹوڈنٹس پہلا دن تھا اور وہ دونوں بہت خوش اور پر جوش تھیں ہاشم کل رات ہی انکے ہوسٹل چھوڑ گیا تھا اور کچھ ہی دیر بعد انکے موبائل بھی دے گیا تھا ارسلہ تو یہ سب دیکھ کر بہت خوش تھی اسکو تو یقین نہیں آرہا تھا کے اسکے ہاتھ میں اسکا اپنا فون ہے جبکہ تعبیر کو اپنا آپ روبینہ کے بوجھ تلے دبتا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ اپنے خیالات جھٹک دیتی تھی یہاں انے سے پہلے انہوں نے تعبیر کی جیتی ہوئی رقم سے کچھ شاپنگ کی تھی جس میں سے ایک جوڑا پہنے تعبیر۔اس وقت کمرے میں موجود آئینے کے سامنے کھڑی تھی

وہ گٹنوں سے کچھ اوپر تک آتی ٹاپ نما شرٹ تھی اور اسکے نیچے کھلے پہنچوں والی

پینٹ تھی وہ دونوں ہی شیلٹر میں اسی قسم کے کپڑے پہنتی تھیں تو ابھی بھی اُس

سے ملتا جُلتا ہلکے نیلے رنگ کا ٹاپ اور اسکے نیچے سفید کھلے پہنچوں والی پینٹ پہنے

تعبیر اپنے گھنے لمبے بھورے بالوں کو کنگھی کر رہی تھی اسکے بال اسکی خوبصورتی

کو چار چاند لگاتے تھے بالوں کی آگے سے بریڈ بنا کر پیچھے کے بال کھلے چھوڑے وہ

بنا میک اپ کے بھی خوبصورت لگ رہی تھی مگر وہ اپنی عمر سے بھی ایک آدھ

سال چھوٹی لگتی تھی اوپر سے اسکی ہائیٹ بھی کچھ خاص لمبی نہیں تھی پانچ فٹ چار

انچ کی ہائیٹ کے ساتھ وہ کہیں سے بھی یونیورسٹی کی طلبہ نہیں لگ رہی تھی بال

بنا کر اسنے پیروں میں اپنے پرانے جوگر پہنے اور وہ تیار تھی گلے میں احتیاطاً ہلکے

نیلے اور سفید رنگ کا لائنوں والا سٹالر لٹکا کر وہ۔ارسلہ کا انتظار کرنے لگی

اسکی بنسبت ارسلہ بہت دل سے تیار ہو رہی تھی ارسلہ بھی بہت خوبصورت تھی

اسکا رنگ ہلکا گندمی تھا مگر آنکھوں کا رنگ گریش سا تھا گھنی پلکیں اور درمیانہ

سا سراپہ وہ تعبیر کی نسبت کچھ صحت مند تھی اور اسکی ہائیٹ بھی پانچ فٹ سات انچ کے قریب تھی جسکی وجہ سے وہ لڑکیوں میں نمایاں ہوتی تھی اسنے بھی۔ تعبیر کی ترہان ہی ہلکے گلابی گٹنوں سے کچھ اوپر آتی ٹاپ کے نیچے سفید ہی کھلے پہنچوں والی پینٹ پہن رکھی تھی اسکو ہمیشہ چھوٹے بال پسند تھے تو آنے سے پہلے زبیدہ (عورتوں کے شیلٹر میں رہتی ایک عورت) سے بال کٹوا کر آئی تھی تو اس وقت تعبیر کے برا کس اسکے بال کندھوں سے کچھ نیچے تھے اسنے کمرے میں موجود استری سے اپنے بالوں کو ہلکا ہلکا سٹریٹ کیا تھا جس پر تعبیر نفی میں سر ہلاتی رہی تھی آنلائن جاب ملتے ہی سب سے پہلے سٹریٹنر خریدوں گی ارسلہ نے کوفت سے بالوں پر استری پھیرتے ہوئے کہا

تو تمہیں کیوں اتنی آخر آرہی ہے بال سیدھے کرنے کی ہم پڑھنے جا رہے ہیں فیشن شو میں نہیں تعبیر نے اسکو گھور کر کہا

تمہیں نہیں پتہ یہ سب بھی ضروری ہے سمجھا کروا سنے آنکھ دبائی اور اسکے بعد آئینے کے آگے کھڑے ہو کر اسنے آنکھوں میں کاجل ڈالا جس سے اسکی گرے آنکھیں مزید خوبصورت لگنے لگی تھیں اور پھر اپنی گھنی پلکوں کو مسکارا لگا کر مزید قاتل بنایا اور اسکے بعد آخر میں لبوں پر ہلکا سا گلوز لگا کر اپنا آپ شیشے میں دیکھنے لگی کے کیا کوئی کمی ہے یہ سب چیزیں انہوں نے انے سے ایک دن پہلے جمعہ بازار سے خریدی تھیں

کیسی لگ رہی ہوں اسنے جوتے پہنتے ہوئے تعبیر سے پوچھا

ماشاءاللہ بہت اچھی بہت پیاری تعبیر نے دل سے کہا تو ارسلہ کھل اٹھی

چلیں ؟اب کے ارسلہ نے جوتے پہنتے ہوئے پوچھا

ہاں چلو تعبیر نے اپنا بیگ تھام کر کہا اسکے بیگ میں بس ایک رجسٹر اور پین تھا

کچھ ہی دیر میں وہ ہوسٹل کے کمرے کو لاک کر کے نکلیں

ہوسٹل سے نکلتے ہی بہت سی لڑکیوں نے انکو اوپر سے نیچے تک دیکھا یہ یقیناً نئے چہرے تھے اور سب انہے پہچاننے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ بنا دیہان دیے ہوسٹل سے کیمپس کی طرف روانہ ہو گئیں

ابھی وہ باہر نکلی ہی تھیں جب انکو گرلز ہوسٹل کے گیٹ پر ہی ہاشم کھڑا دکھائی دیا انکو ہوسٹل سے نکلتے دیکھ کر اسنے ہاتھ ہلایا اور انکی طرف بڑھ گیا

ہیلو لیڈیز کیسی ہیں آپ دونوں ؟اسنے گرمجوشی سے پوچھا

ہم ٹھیک ہیں آپ کیسے ہیں جواب ارسلہ نے دیا

میں تو بہت ہینڈسم ہوں اسنے بے باکی سے آنکھ دبائی تعبیر کا چہرہ سرخ ہوا تھا جبکہ ارسلہ ہنس دی

اتنی خوش فہمی ارسلہ نے لب دبا کر کہا

آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں میں ہینڈ سم نہیں ہوں ؟اسنے ابرو اُچکائے انداز ایسا تھا جیسے اسنے بہت برا منایا ہو

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں تو مذاق کر رہی تھی ارسلہ اسکے سنجیدہ ہونے پر ڈر گئی تو ہاشم اسکا ڈرنا نوٹ کر کے ہنس دیا

مذاق کر رہا ہوں اصل میں آنٹی نے آپ دونوں کی ڈیوٹی مجھے سونپی تھی تو بس اسلئے میں آگیا صبح ہی تاکہ آپ لوگوں کو آپکی کلاس دیکھادوں اور پھر اسکے بعد آرینٹیشن ویک کی وجہ سے ایکٹیوٹیز پلان کی ہوئی ہیں ہم نے آپ لوگ انکا بھی حصہ بنیے گا اسنے کھلے دل سے آفر کی تو ارسلہ نے حامی بھر لی

کیمپس کافی بڑا تھا تو انکو بہت چلنا پڑ رہا تھا اب انکو قریباً دس منٹ ہو چکے تھے چلتے ہوئے ارسلہ اور ہاشم ہلکی پھلکی باتیں کرتے جا رہے تھے۔ارسلہ کیمپس کے متعلق چھوٹے موٹے سوال کر رہی تھی اور ہاشم انکا بڑھا چڑھا کر جواب دے رہا تھا وہ ایک ہنس مکھ لڑکا تھا

کیا آپ گونگی ہیں ؟اسنے اچانک تعبیر کو مخاطب کیا گو وہ سٹپٹا گئی نہیں آپکو ایسا کیوں لگا اسنے سنجیدگی سے سوال کیا

نہیں مطلب i mean میں تب سے بول رہا ہوں آپکی دوست بول رہی ہے آپ خاموش ہیں کیا میری جیکی کا کیمپس اچھا نہیں لگا آپکو اسنے امید سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

نہیں ایسی بات نہیں ہے کیمپس اچھا ہے سب سوال سلانے کر لئے تو میں کیا پوچھوں میں آپ دونوں کو سن رہی ہوں اسنے اپنی میٹھی آواز میں کہا

ہائے میں مر جاؤں کتنی سریلی آواز ہے تمہاری لڑکی میں میوزک سوسائٹی کا پریزیڈنٹ ہوں اور تم میری سوسائٹی جوائن کرو گی اسنے تعبیر کی آواز سنتے کہا تعبیر گڑبڑا گئی

نا نہیں مجھے گانا نہیں اتا اور میں یہاں صرف پڑھنے آئی ہوں ایسے کاموں کے لئے نہیں اسنے ناک سے مکھی اڑائی

تو کیا چار سال بس کتابی کیڑا بن کر گزار دو گی ؟ یہ سوسیٹیز وغیرہ جوائن کرنا ضروری ہوتا ہے اور بس میں نے کہہ دیا ہے تم میری سوسائٹی میں آو گی بلکہ تم دونوں سوسائٹی کا حصہ بنو گے تو مجھے بہت اچھا لگے گا اسنے ارسلہ کو بھی آفر کی ضرور کیوں نہیں تعبیر کے بر عکس ارسلہ نے خوشدلی سے جواب دیا

اور کون کون سی سوسائٹیز ہوتی ہیں یہاں تعبیر نے پہلا سوال کیا اور ہاشم اسکو سب سوسائٹیز کے بارے میں بتانے لگا

اچھا کیا میں اسپورٹس سوسائٹی جوائن کر سکتی ہوں ؟ تعبیر نے سوال کیا

ہاں ہاں کیوں نہیں اسکا پریزیڈنٹ میرا بیسٹ فرینڈ ہے زاویار تم ضرور جوائن کرنا

ویسے یہ بات حیران کن ہے کے لڑکی ہو کر تم میوزک کے بجائے سپورٹس سوسائٹی جوائن کرنا چاہتی ہو ہاشم نے جل کر کہا تو تعبیر مسکرا دی

آپ تعبیر کو ملکے میں نالیں یہ باسکٹ بال اور فٹ بال کی ریجنل پلیئر ہے اور پنڈی اور اسلا ماآباد میں منعقد ہونے والے کتنے ہی ٹورنامنٹ کھیل چکی ہے اور آپکی اِطلاح کے لئے عرض ہے کے وہ ہمیشہ player of the tournament جیتتی ہے ارسلہ نے فخر سے بتایا اور ہاشم کی آنکھیں کھل گئیں

واقعی ؟ اسکو جیسے یقین ہی نہیں آیا ہو

جی بلکل ارسلہ نے دوبارہ کہا

واہ بھای پھر تو ڈرنا چاہئے تم سے اسنے تعبیر کو دیکھ کر کہا تو وہ ہنس دی ہنستے وقت اسکے دائیں گال پر ڈمپل پڑتا تھا

یو نہی چھوٹی موٹی باتیں کرتے انکی کلاس آگئی

لو بھائی یہ تم دونوں کی کلاس ہے اندر پروفیسر موجود ہیں میں اب کلاس کے بعد تم دونوں سے ملوں گا میرا نمبر تم دونوں کے موبائلوں میں سیو ہے کسی بھی چیز کی

ضرورت ہو تو بتا دینا اسنے انکو کلاس میں چھوڑ کر کہا تو دونوں اثبات میں سر ہلا گئیں

ان دونوں کو ہی ھاشم بہت اچھا لگا تھا

دوپہر ساڑھے تین بجے وہ دونوں اپنی کلاسز سے فارغ ہو گئی تھیں اج تو بس سب پروفیسرز نے انٹروڈکشن وغیرہ ہی لیا تھا فلحال اورینٹیشن ویک چل رہا تھا تو پڑھائی کچھ خاص نہیں ہو رہی تھی کلاسز سے فارغ ہوتے ہی ہاشم نے انکو دوبارہ جوائن کیا تھا

تو کیسا رہا آپ دونوں کا پہلا دن کوئی مشکل تو نہیں ہوئی ہاشم نے نرمی سے پوچھا

جی بہت اچھا رہا سب ٹیچرز بہت اچھے ہیں ارسلہ نے بھی اسی ترہان جواب دیا

اب کیا پلان ہے آپ لوگوں کا؟ ہاشم نے آبرو اُچکائے

کیا مطلب ؟ بس اب ہوسٹل جائیں گے ارسلہ نے ناسمجھی سے کندھے اچکا کر

جواب دیا

مطلب کلاسز تو ختم ہوگئی ہیں تو آو میں تم دونوں کو پورا کیمپس دکھاتا ہوں پھر پانچ

بجے کچھ ایکٹیویٹیز پلان ہیں فریشرز کے لئے اسکو انجوائے کرنا ابھی تو پہلا دن ہے

ہوسٹل جا کر کیا کرنا ہے

ہاشم نے آفر کی ارسلہ کا چہرہ کھل گیا وہ واقعی کیمپس گھومنا چاہتی تھی

نہیں مجھے ہوسٹل جانا ہے کیمپس تو ادھر ہی ہے پھر دیکھ لوں گی تعبیر نے کندھے

اچکائے

کیا ہے یار تعبیر۔ چلو نا اورینٹیشن ویک انجوائے کرتے ہیں نا ارسلہ نے منت کی

تعبیر یار آجاو میں گھماتا ہوں کیمپس جیکی کی کیمپس لائف ہی کا تو مزا ہے ہاشم نے

ہاتھ میں پکڑے پوڈ سے انہیل کیا ابھی وہ مزید کچھ کہتا جب اسکے پاس سے

گزرتی ایک لڑکی رک کر ہاشم کے گلے لگی تھی ہاشم بھی جوابا اپنے دونوں بازو

اسکے گرد باندھ دیئے

کیسے ہو ارما نے بے تکلفی سے ہاشم کو گلے لگا کر کہا

بلکل ٹھیک تم کیسی ہو کہاں غائب ہو ہاشم نے اس سے الگ ہو کر کہا ارسلہ اور

تعبیر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا انہوں نے یہ بے باکی پہلی بار دیکھی تھی دونوں کے

گال سرخ ہوئے تھے

بس یار i was in london just came back two

days ago اس لڑکی نے ایک ادا سے کہا اور ایک ناگوار نگاہ تعبیر اور ارسلہ پر

ڈالی اپنی ڈریسنگ کے لحاظ سے ارما کو وہ دونوں بہت ٹیپیکل اور بیکورڈ لگی تھیں اور

انکو ہاشم کے ساتھ دیکھ کر اس لڑکی کی ناگواری میں اضافہ ہوا تھا

یہ کون ہیں اسنے ابرو اچکا کر پوچھا

یہ اوہاں میں ملوانا بھول گیا یہ تعبیر اور ارسلہ ہیں فریشرز ہیں سوفٹوئیر انجینئرنگ کر رہی ہیں ہاشم نے خوشدلی سے بتایا

ارما نے ایک نظر انکو دیکھ کر ناک سکوڑی

Since when did your standards got so low ?hashim

ارما نے ناگواری سے کہا اسکی بات پر تعبیر اور ارسلہ کا چہرہ اتر گیا تھا اور ہاشم کو بھی ارما کی بات شدید ناگوار گزری تھی

کیا مطلب ہے اس بات کا؟ ہاشم نے سرد لہجے میں پوچھا

مطلب look at you کتنے ہینڈسم ہو تم یہ لڑکیاں تو تمہارے ساتھ کھڑی ہونے کے بھی قابل نہیں ہیں ارما نے ناک سے مکھی اڑائی

اپنی حد میں رہو ارما تم ہوتی کون ہو میری دوستوں کے بارے میں یہ بقواس کرنے والی؟ ہاشم نے ناگواری سے کہا ارما کو سبکی کا احساس ہوا

تم ایسے کیوں ریکٹ کر رہے ہو؟

کیا مطلب میں کیسے ریکٹ کر رہا ہوں تمہیں کوئی حق نہیں ہے میری دوستوں کے بارے میں ایسے بات کرنے کا جاؤ یہاں سے اسنے سرد نگاہ اس پر ڈال کر کہا اور خود آگے بڑھ گیا اسکو جاتے دیکھ ارما بھی پیر پٹک کر نکل گئی اسکے جاتے ہی ہاشم اُن دونوں کی طرف بڑھا تھا

ارسلہ تعبیر i am so sorry ارما کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں اسنے شرمندگی سے کہا

چلو ارسلہ تعبیر نے بغیر جواب دیئے اسے چلنے کو کہا

تعبیر پلیز i am sorry ہاشم نے اسکا راستہ روک کر کہا

آپ کیوں ہمارے ساتھ گھوم رہے ہیں ہم آپکے قابل نہیں ہیں تعبیر نے سپاٹ تاثرات سے کہا

یار میں معافی مانگتا ہوں مجھے اندازہ نہیں تھا کے ارما اتنی بدتمیزی کرے گی پلیز میں پہلے ہی بہت برا فیل کر رہا ہوں یوں جا کر مجھے مزید شرمندہ مت کروا سنے منت کی

تعبیر کو ہاشم کے اتنی منت کرنے پر مزید منع کرنا اچھا نہیں لگا آخر اسنے انکی کل سے اتنی مدد کی تھی تو وہ اثبات میں سر ہلاتی اسکے ساتھ کیمپس دیکھنے لگیں

اور یہ ہے ہمارا اسپورٹس کامپلیکس ہاشم نے گٹھنوں کے بھار جھک کر گہرے سانس بھرتے ہوئے کہا پورا کیمپس دکھاتے دکھاتے وہ تھک گیا تھا

کیسی لگی ہماری جیکی ؟ اسنے سانس درست کر کے کہا

بہت اچھی بیک وقت دونوں کے منہ سے نکلا تھا وہ دونوں کیمپس دیکھ کر مسمرایز انداز میں بولی تھیں

دیکھا جیکی ہے ہی ایسی کے سبکو اس سے پہلی نظر کا عشق ہوتا ہے ہاشم نے فخریہ انداز میں کہا

ٹھیک کہا آپ نے۔ کیمپس تو بہت اچھا ہے تعبیر نے تعریف کی

چلو گرلز اب کچھ ہی دیر میں میری پرفارمنس ہے میوزک سوسائٹی کا پریزیڈنٹ ہوں نا اسنے کالر کھڑے کر کے کہا دونوں اسکی بات پر ہنس دیں دونوں کو ھاشم بہت اچھا لگا تھا

اور ایک بات میری پرفارمنس دیکھے بغیر۔ ہوسٹل گئی تو ناراض ہو جاوں گا وہ جاتے جاتے بھی وارن کرنا نہیں بھولا تھا دونوں اسکی بات پر ہوسٹل جانے کا ارادہ ترک کر کے وہیں گھومنے لگیں

کیسے عجیب سے لوگ ہیں۔ لڑکیوں کے لباس دیکھوارسلہ نے ایک لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا جسنے ٹائٹ پینٹ کے اوپر چھوٹی سی کروپ ٹاپ پہنی ہوئی تھی جو اسکے پیٹ کو ڈھکنے میں ناکافی تھی

ہاں سہی کہہ رہی ہو تعبیر نے حامی بھری ابھی وہ وہیں گھوم رہی تھیں جب پاس ہی باسکٹ بال کورٹ میں ایک دم چیخ چہاڑاڈل گیا دونوں ایک دم ڈر کرا چھلی تھیں اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سانس درست کرتی باسکٹ بال کورٹ کی طرف دیکھنے لگیں

آوازیں کلیئر ہوئی تو وہ اس شور میں ہر لڑکی کے منہ سے زاویار نامی شخص کا نام سن کر الجھن سے اپنے قدم اسی طرف بڑھا گئیں

پاس پہنچتے ہی انہوں نے دیکھا کے سارارش زاویار نامی لڑکے کے باسکٹ بال میچ کے لئے مچا ہوا تھا باسکٹ بال تعبیر کی کمزوری تھی تو وہ بھی دلچسپی سے دیکھنے لگی اور پھر۔ سیٹی بجنے پر میچ شروع ہو گیا

میچ شروع ہوئے دو منٹ ہو گئے تھے مگر تعبیر ابھی بھی اُس لڑکے کی شکل نہیں دیکھ پائی تھی جسنے zavi 10 کی شرٹ پہن رکھی تھی

اور پھر کچھ ہی دیر میں لڑکیوں کی ہوٹنگ اور چیخوں میں اضافہ ہوا تھا کیونکہ وہ زاوی نامی شخص ایک گول کر چکا تھا

اب کے اسنے اپنے پسینے سے طر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے چہرہ موڑا تو ارسلہ تو اپنا دل ہی تھام گئی

ہائے اللہ تعبیر یہ کتنا پیارا ہے ارسلہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا تعبیر نے اسکو گھوری سے نوازا

کیا بقواس کر رہی ہو

یار دیکھ کتنا حسین ہے یہاں تو ہر طرف حُسن ہی حُسن ہے ارسلہ کا دل یونیورسٹی کے لڑکوں پر آ گیا تھا اب کے تعبیر نے اسکے کندھے پر ایک تھپڑ۔ جھڑا

تعبیر کا سارا دیہان میچ پر تھا

پندرہ منٹ گزرنے پر میچ کا سکور آٹھ چھے تھا عدنان جان توڑ کوشش کر رہا تھا

جیتنے کی آج وہ یہ میچ جیت جائے بیشک یہ ایک فرینڈلی میچ تھا مگر عدنان زاویار کو

ہرا کر ہاشم کو چِڑھانا چاہتا تھا جو زاویار کے سر پر اچھلتا پھرتا تھا اور اسے بہت تنگ

کرتا تھا

زاویار نے ابکے ایک اور گول کیا تھا پورا کورٹ شور سے گونج اٹھا زاویار کے

نعرے بلند ھوئے

تعبیر کو نا جانے کیوں عدنان کا ہارنا اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ چاہتی تھی کے وہ جیت

جائے یا شاید زاویار کو جیتتا دیکھ کے اسکے اندر کا پلیئر جاگ رہا تھا

پانی کے لئے وقفہ لے کر میچ پھر سے شروع ہو گیا زاویار پھر سے اپنے گول کی

طرف جا رہا تھا

یار تم ادھر سے جاؤ ناُاُس سے بال چھینو گے تو گول ہو گا زاویار کو گول کی طرف

جاتے دیکھ کر تعبیر کے منہ سے نجانے کیسے نکلا زاویار سمیت پورے کورٹ نے

مڑ کر اسکی طرف دیکھا اور اسی پل عدنان نے زاویار سے بال چھینی اور دیکھتے ہی

دیکھتے وہ گول کر گیا پورا کورٹ اُبکے افسوس سے سر جھٹک گیا ارسلہ نے تعبیر کا

کندھا ہلا کر اسکو ہوش دلوایا

کیا کر رہی ہو ارسلہ نے اسکے کان میں کہا تو تعبیر نے دانتوں تلے زبان دبائی وہ نا

جانے کیسے اتنے رش میں سبکو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی

زاویار نے ایک ناگوار نگاہ تعبیر پر ڈالی اور میچ کی طرف متوجہ ہو گیا

ابکے سکور سات نو تھا میچ دوبارہ شروع ہو گیا

اب عدنان بھی زاویار کی ترہان اٹیک موڈ میں ہی کھیل رہا تھا جسکی وجہ سے زاویار

اب سکور نہیں کر پا رہا تھا

مگر سکور کور کتے دیکھ کر تعبیر کو پھر سے کوفت ہوئی تھی وہ ارسلہ سے آگے

کورٹ کے بلکل پاس کھڑی تھی اور ہاتھ بے چینی سے مسل رہی تھی

ادھر سے نہیں ادھر سے جاو اٹیک کرو اسکے کندھے سے کھینچ کر بال لو اسنے

دوبارہ بے اختیاری میں بولنا شروع کر دیا جو صرف زاویار اور عدنان ہی سن پائے

زاویار کا دیہان ایک بار پھر بٹا تھا اور عدنان نے بلکل ویسے ہی کیا جیسے تعبیر نے

اسکو بولا تھا

ہاں بھاگو بھاگو لے جاو دائیں طرف ہو جاو بھاگو بھاگو پھینکو وہ اسی بے اختیاری

میں عدنان کو گائیڈ کرتی رہی زاویار نے اس سے دیہان ہٹا کر عدنان سے بال

چھیننا چاہی مگر تعبیر کے پھینکو کہنے پر عدنان نے بال نیٹ کی طرف پھینکی اور

دیکھتے ہی دیکھتے عدنان کا ایک اور گول ہو گیا

تعبیر خوشی سے چہک گئی yes اسنے اپنے دونوں ہاتھوں سے زور سے تالی ماری۔

پورا کورٹ افسوس کر رہا تھا کے زاویار کے خلاف ایک اور گول ہو گیا ہے اور اس سب میں تعبیر واحد تھی جو عدنان کے گول کرنے پر خوش ہو رہی تھی

اب گول آٹھ نو تھا بس ایک گول رہتا تھا زاویار کو اس پانچ فٹ دو انچ کی لڑکی پر بہت غصہ آیا تھا اسنے اس چہرے کو پہلی بار دیکھا تھا یقیناً وہ کوئی فریشر تھی

میچ دوبارہ شروع ہو گیا ابکی بار بال عدنان کے ہاتھ میں تھی

بھاگو بھاگو۔ دائیں طرف ہو جاو جھکو۔ جمپ جمپ جمپ لگاؤ تعبیر ایک بار پھر خود کو روک نہیں پائی انکی گیم میں مداخلت کرنے سے ابکی بار زاویار نے اسکی طرف دیہان نہیں دیا وہ مسلسل اسکو بھٹکا رہی تھی

بھاگو یار تمھیں پلیئر کسنے بنایا ہے بائیں طرف جھکو بھاگو jump and throw تعبیر نے ایک بار پھر۔ عدنان کو گائیڈ کیا اور انجانے میں ہی اسکی آواز اتنی اونچی ہو گئی کے پورا کورٹ خاموشی اور ناگواری سے اسکو دیکھنے لگا وہ اسکے

کہے پر عمل کرتے ہوئے عدنان ایک اور گول کر چکا تھا عدنان کے دوست خوشی

سے جھوم اٹھے عدنان بھی خوشی سے بھنگڑے ڈالنے کے درپر تھا وہ سمجھ نہیں پا

رہا تھا یہ فرشتہ نما لڑکی کون ہے جو اسکو زاویار سے جیتنے میں مدد دے رہی ہے

اب کے زاویار کی برداشت کی حد ختم ہو رہی تھی اسکا دل چاہ رہا تھا کے وہ اٹھا کر اس

لڑکی کو باہر پھینک دے مگر ضبط کرتا چہرہ موڑ گیا

کیونکہ یہ ایک فرینڈلی میچ تھا تو کوئی بھی اسکا ایمپائر نہیں تھا اسلئے ابھی تک تعبیر کو

کسی نے نہیں ٹوکا تھا اور زاویار اسکو ٹوکنا اپنی توہین سمجھتا اگر وہ اسکو روک دیتا تو

سب اسکو رونددبولتے جو اسے ہر گز بھی گوارہ نہیں تھا اسلئے وہ ناگواری سے رخ

موڑ گیا

اب ایک آخری گول ہونا باقی تھا کیونکہ میچ ختم ہونے میں چند ہی منٹ باقی تھے تو

اس ایک آخری گول پر دونوں کی جیت اور ہار مبنی تھی

میچ دوبارہ شروع ہو گیا سبکی انگلیاں انکے دانتوں میں تھیں ناجانے کون جیتنے والا

تھا

بال چھینو لے لو آگے آو اور چھینوyes perfectاب بھاگو تیز لے جاو اپنے

نیٹ تک جھک جاو بائیں طرف ہو جاو گھومو بھاگو بال بچاؤ بھاگو بھاگو یار پاگل

انسان تعبیر نے کوفت سے کہا زاویار کی بس ہو رہی تھی یہ لڑکی یقیناًا اسکے ہاتھوں

مرنے والی تھی

بھاگو بھاگو جمپ کرو چھینکو بال تعبیر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود بال پکڑ کر گول

کر دے اسکو عدنان پے غصہ آرہا تھا جو اسکے نزدیک فارغ پلیئر تھا

شٹ یار بال نیٹ میں نہیں گئی تھی اسلئے تعبیر کو کوفت ہوئی اب کے بال زاویار کے

ہاتھ میں تھی اور وہ اپنے نیٹ کی طرف بھاگ رہا تھا

بھاگو پیچھے جاو بائیں طرف سے پکڑو چھینو لے لو یار دوبارہ جاؤ لو لو لو اسنے چیخ کر کہا

بھاگو پکڑو yes پر فیکٹ بھاگو بھاگو جاو یار اپنے نیٹ کی طرف جاو۔ جھک جاو جمپ جمپ جمپ لگاؤ پاگل انسان yes بس اب پھینکو بائیں طرف ڈالو ڈالو ڈالو اور اسکی باتوں پر عمل کرتے ہوئے عدنان ایک آخری گول بھی کر چکا تھا تعبیر نے اسکو گول کرتے دیکھ تالیاں بجاتے ہوئے یس کیا تھا بل آخر وہ جیت گئی تھی اسکو تو ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کے وہی جیتی ہے پورا کورٹ شدید غصّے سے تعبیر کو گھور رہا تھا اسکی وجہ سے زاویار ہار گیا تھا

عدنان کے دوستوں نے اسکو کندھوں پر اٹھا لیا تھا زاویار نے ایک غصیلی نگاہ تعبیر پے ڈالی اور اپنی ہڈی پہنتا کورٹ سے نکلا تھا اسے یہ بات ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا کے وہ ایک لڑکی کی وجہ سے ہار چکا تھا

تعبیر خوش تھی کافی ارسلہ نے آکر اسکا ہاتھ پکڑا اور کھینچ کر کورٹ سے باہر نکلی تو پاگل ہو گئی ہے تعبیر کیا کر رہی تھی تو دماغ ٹھیک ہے تیرا ارسلہ نے اسکو کندھے پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا

کیا ہے یار تعبیر نے چڑھ کر کہا

کیا ہو گیا ہے تجھے پورا کورٹ تجھے گھور رہا ہے کیا ضرورت تھی انکی گیم میں گھسنے کی؟ ارسلہ نے اسکو جھاڑ پلائی

یار وہ اتنا فضول پلیئر ہے جسکی حد نہیں اسکو کھیلنا ہی نہیں آتا اسنے عدنان کا ذکر کیا

تو اس سے تجھے کیا مسئلہ ہے وہ زاوی تجھے کچا چبانے کے درپر تھا تیری وجہ سے ہارا ہے وہ ارسلہ نے اسکو عقل دلانی چاہی

یار میں نے جان کر نہیں کیا تو جانتی تو ہے میں باسکٹ بال اور فٹ بال کو لے کر کس قدر جنونی ہوں بس دیکھ کر مجھسے رہا نہیں گیا اور میں نے انکی گیم میں مداخلت کرلی اسنے کان کھجاتے ہوئے کہا

چل اب نکلیں یہاں سے ورنہ یہ سب لڑکیاں تجھے آنکھوں سے ہی نگل لیں گی

ارسلہ اسکا ہاتھ تھام کر سپورٹس کمپلیکس سے نکلی

مگر تعبیر کو نا جانے کیوں کمینی سی خوشی ہو رہی تھی

دن گزرتے گئے اور اورینٹیشن ویک گزر گیا ہاشم نے اس پورے ہفتے میں دونوں کی کافی مدد کی تھی اب دونوں تھوڑی بہت اس ماحول کی عادی ہونے لگی تھیں اورینٹیشن ویک ختم ہوتے ہی ریگولر کلاسز شروع ہو گئی تھیں اب کلاسز کے شیڈول کی وجہ سے ہاشم سے بھی انکی ملاقات کم ہونے لگی تھی آج بھی جب وہ دونوں کلاس لے کر نکلی تو انجانے میں انکا سامنا عدنان سے ہوا وہ بھی سوفٹویئر انجینئرنگ کے چھٹے سیمیسٹر میں تھا اور تعبیر کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا اور پہچان تو تعبیر بھی گئی تھی

ہیلو کیسی ہیں آپ؟ عدنان نے رک کر پوچھا

ٹھیک ہوں اسنے سر سری سا جواب دیا

میں اپکا اس دن کے لیے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں آپکی وجہ سے میں زاویار سے جیت پایا ورنہ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس سے جتنے کا عدنان نے اسکا شکریہ ادا کیا

شکریہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ i am sorry میری وجہ سے آپکی گیم خراب ہو گئی اسکو شرمندگی سی ہوئی تھی

ارے نہیں نہیں گیم خراب کرنے کی کیا بات ہے یہ تو ایک فرینڈلی سا میچ تھا میں اور زاویار اکثر ایسے ہی کھیلتے ہیں پر میں کبھی جیت نہیں پاتا ہمیشہ وہی جیتتا ہے پر اس دن آپکی وجہ سے میں جیت گیا اسکے لئے آپکا بہت شکریہ اسنے ایک بار پھر شکریہ ادا کیا

کوئی بات نہیں اسکے تعبیر بھی مسکرا دی

ویسے آپ لوگ کس سیمیسٹر اور کس ڈیپارٹمنٹ سے ہیں اسنے ایک بار پھر پوچھا

ہم سوفٹویئر انجینئرنگ کے فرسٹ سیمیسٹر سے ہیں تعبیر نے ارسلہ کا ہاتھ تھام کر کہا

او اچھا اچھا میں بھی سوفٹویئر انجینئرنگ سے ہوں چھٹے سیمیسٹر میں

یہ تو اتفاق ہو گیا ارسلہ نے ہنس کر کہا

بلکل اگر آپ لوگ فری ہو تو ہم کیفے چلتے ہیں آپ دونوں کی ٹریٹ پینڈنگ پر ہے عدنان نے خوشدلی سے آفر کی

ہم فری ہیں

ہم فری نہیں ہیں تعبیر اور ارسلہ نے یک زبان کہا مگر دونوں کی الگ بات سن کر عدنان ہنس دیا

فری ہیں یا نہیں ؟ اسنے مسکراہٹ ضبط کر کے کہا

دراسل کوئی کلاس نہیں ہے پر ہم لائبریری جا کر نوٹس بنانا چاہ رہے ہیں تعبیر نے سنبھل کر کہا

اوہو ابھی تو سیمیسٹر شروع ہوا ہے نوٹس بھی بن جائیں گے چلو او کیفے چلتے ہیں

عدنان نے اتنی سی بات کر کے قدم بڑھا دیئے تو مجبوراً ان دونوں کو بھی اسکے پیچھے جانا پڑا

کیفے میں داخل ہوتے ہی ارسلہ کو خوشگوار حیرت ہوئی وہاں کا ماحول ہی کچھ ایسا تھا لڑکے لڑکیاں اکھٹے صوفوں پر بیٹھے گپیں لگا رہے تھے پورا کیفے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا

وہیں ایک کونے میں ہاشم گٹار لئے بیٹھا ہوا تھا اور اپنی خوبصورت آواز میں گانا گا رہا تھا اسکے ارد گرد ایک ہجوم سا تھا لڑکیاں اپنے فون میں اسکی ویڈیو بنا رہی تھیں

ارسلہ بھی اسی ہجوم کی طرف بڑھ گئی

جو نہی ہاشم کا گانا ختم ہوا پورا کیفے تالیوں سے گونج اٹھا اور وہ اترتا ہوا داد وصولنے لگا

یار زاوی پانی پکڑا اسنے گلا کھنگالتے وقت زاویار سے کہا وہ اثبات میں سر ہلاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا

پانی خریدتے وقت بیساختہ اسکی نظر عدنان کے ساتھ کھڑی تعبیر پر پڑی اور اسکو دیکھتے ہی اسکے چہرے پر ناگواری پھیل گئ

کلاس کے بعد باسکٹ بال کورٹ میں ملیں بہت دن ہو گئے ہیں گیم لگائے زاویار نے عدنان کو دیکھ کر کہا

جو حکم سرکار وہ سر تک ہاتھ لے گیا

اور ایک بات اپنی اس اسٹپنی کو چھوڑ کر آنا آج ہماری گیم ڈسٹرب نا ہو اسنے تعبیر کو دیکھ کر اس پر طنز کیا اور عدنان بیساختہ ہنس دیا تعبیر نے غصّے سے اسکو گھورا

زاویار کندھے اچکا کر آگے بڑھنے ہی والا تھا جب تعبیر نے اسکو آواز دی

او مسٹر یہ سٹاپنی کسکو بولا تم نے تعبیر نے غصّے سے سرخ چہرہ لئے کہا زاویار نے مڑ کر ایک نظر اسکو سر سے پیئر تک دیکھا

تمھیں بولا اسنے کندھے اچکائے

تم ہوتے کون ہو مجھے ایسے ناموں سے بلانے والے ؟ تعبیر نے اُسی انداز میں کہا

زاویار خان کا ستور وہوتا ہوں اُسنے کندھے ایک بار پھر اچکائے

تم ہو گے سٹاپنی اور کیا کہا میرے بغیر آئے وہ تمہارے ساتھ کھیلنے تم یقیناً مجھسے ڈر گئے ہو تعبیر۔ طنزیہ ہنسی اور اس بات پر زاویار کی ہنسی بیساختہ تھی

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ اب زاویار خان کا ستور وپر اتنا برا وقت نہیں آیا کے بامشکل پانچ فٹ چار انچ کی اسٹپنی سے ڈرنے لگے وہ استہزائیہ ہنسا اور تعبیر کے تو تن بدن میں جیسے آگ لگ گئ

ارسلہ سمیت پورا کیفے ہکا بکا اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا

نہیں ڈرتے نا مجھسے تو ڈرنا سیکھ لو عدنان کے ساتھ میچ لگانے کے بجائے میرے ساتھ شام میں باسکٹ بال کا میچ لگاؤ خود ہی سمجھ آجاے گی کے یہ پدی کیا چیز ہے

تعبیر نے چیلینج کیا زاویار بیساختہ کھکھ لگا بیٹھا

یار کتنی فنی ہو تم جاو بچے کوئی اور کام کرواتنے بڑے مارکے مارو گی تو زمین کے بل گرو گی زاویار نے بمشکل اپنی ہنسی کو قابو کر کے کہا

چلو پتہ لگ جائے گا میرے مارکوں کا شام میں پانچ بجے باسکٹ بال کورٹ اسنے ناک سے مکھی اڑائی اور آگے بڑھ گئی زاویار نے اسکی پشت کو دور تک دیکھا اور سر جھٹک دیا

ایسے تو پھر ایسے ہی سہی دیکھتا ہوں یہ اسٹپنی کیوں اتنا اچھل رہی ہے

شام ہو گئی کلاسز آف ہوتے ہی ساری یونیورسٹی ہی تقریباً باسکٹ بال کورٹ میں جمع ہونے لگی کیونکہ پچھلے میچ میں پوری یونیورسٹی ہی تقریباً زاویار کا تعبیر کی وجہ سے ہار نادیکھ چکی تھی اب وہ سب اُن دونوں کو آمنے سامنے دیکھنا چاہتے تھے

یار تعبیر تو پاگل ہو گئی ہے کیا ضرورت ہے پنگے لینے کی اچھا خاصا وقت گزر رہا ہے یہاں کیوں ایویں فضول میں اسکو اپنے پیچھے لگا رہی ہے ارسلہ کب سے تعبیر کو سمجھانا چاہ رہی تھی مگر تعبیر سننے کو تیار ہی نہیں تھی آخر کو اسکی ہمت کیسے ہوئی تھی اسکے قد پر بات کرنے کی وہ اپنے قد کو لے کر بہت حساس تھی

نہیں سلا وہ سمجھتا کیا ہے خود کو ناجان نا پہچان میں تیرا مفت کا مہمان آج ساری اکڑ نکال کر رہوں گی تعبیر نے اپنے بالوں کو دو چوٹیوں کی صورت باندھا اور بیٹھ کر تسمے باندھنے لگی اسکے گھنے لمبے بال چہرے کے اطراف میں چوٹیوں کی صورت گر رہے تھے تسمے باندھ کر ایک آخری نظر اسنے شیشے پر ڈالی وہ اپنی تیاری سے مطمئن تھی جبکہ اسے کوئی بھی دیکھتا تو یہی کہتا کے یہ کسکا بچہ کھو گیا ہے

ایک تو قد چھوٹا دوسرا چوٹیاں اسکے چہرے کو مزید معصوم اور کم عمر بنا رہی تھیں

اسنے ستواں ناک چڑھا کر پانی کے دو گھونٹ پیئے اور باہر نکل گئی ارسلہ بھی نفی

میں سر ہلاتی اسکے پیچھے لپکی

سپورٹس کمپلکس اُس وقت بچوں سے کچا کچ بھرا ہوا تھا یونیورسٹی میں ہلا گلا کرنے

کا بس ایک موقع چاہیے ہوتا تھا جو آج زاویار اور تعبیر کی صورت مل چکا تھا ہر بچہ

زاویار کو سپورٹ کر رہا تھا جبکہ ہاشم نے صاف کہہ دیا تھا کے آج وہ تعبیر کی

طرف ہے یونیورسٹی میں کوئی بھی اسکو سپورٹ نہیں کر رہا تھا ایسے میں ہاشم کو

اچھا نہیں لگ رہا تھا اسلیئے زاویار کے لاکھ آنکھیں دکھانے کے باوجود بھی وہ اپنے

ساتھ عدنان اور کچھ چار پانچ مزید بچوں کو ملا چکا تھا جس میں زیادہ لوگ عدنان

کے دوست تھے ہاشم نے انکے ساتھ مل کر تعبیر کے نام کے پوسٹر بھی بنا لئے تھے زاویار اسکو گالیاں بک رہا تھا

چل چل آج سے میں تعبیر پر بولی لگایا کروں گا تو ہے ہی نکما اس دن اس چومو عدنان سے ہار گیا تو میں اپنے پیسے ڈبو نہیں سکتا اسلئے آج سے میں تعبیر کی طرف ہوں وہ ہر بار اسکو اسکی پچھلی ہار یاد کروا کر ٹال دیتا

زاویار اپنی مخصوص zavi 10 والی ہڈی نما شرٹ پہنے نیچے شارٹس اور nike کے جوتے پہنے تعبیر کا انتظار کر رہا تھا لاپرواہی ظاہر کرنے کے لیے بال کے ساتھ پریکٹس جاری تھی

کچھ ہی منٹوں بعد تعبیر اور ارسلہ آگے پیچھے کمپلیکس میں داخل ہوئیں اسکو آتے دیکھ سکی ہنسی نکلی تھی وہ لگ ہی اتنی چھوٹی سی بچی رہی تھی کے یونیورسٹی کی ٹپ ٹاپ لڑکیوں کو اسکا مذاق اڑانے کا موقع مل گیا تھا اسکو دیکھ کر ہنسی تو زاویار کو بھی آ رہی تھی مگر وہ اپنی ہنسی دبا کر سنجیدہ ہو گیا ہاشم اور عدنان اسکی طرف بڑھے اور

اسکو بیسٹ آف لک وش کرنے لگے اسنے سب کا شکریہ ادا کیا اور زاویار کی طرف دیکھا زاویار کے بر عکس اسکے پاس مہنگی کٹ اور جوتے نہیں تھے اسنے لنڈے سے خریدا۔ ٹراؤزر اور کسی سستی سی دکان سے خریدی گئی ہاف سلیو شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اسکے دودھیا سفید بازو نظر آرہے تھے اور پیروں میں بھی لنڈے سے خریدے گئے جوتے پہن رکھے تھے لڑکیاں تو اسکی سستی ڈریسنگ پر ہی ناک منہ چڑھا رہی تھیں

میچ کا ریفری یونیورسٹی کا ہی لڑکا سجاد تھا اسنے دونوں کو میدان میں دیکھ کر سیٹی بجائی جو کے میچ شروع ہونے کی نشاند ہی تھی

زاویار کے نعرے اور چیخیں ماحول کو اور پر جوش کر رہی تھیں

میچ شروع ہوتے ہی زاویار نے تعبیر کو ایک ایزی ٹارگٹ سمجھتے کھیلنا شروع کیا مگر تعبیر اپنی پوری جان لگا رہی تھی وہ ہر حال میں جیت کر زاویار کی اکڑ توڑنا چاہتی تھی

بال اس وقت زاویار کے ہاتھ میں تھی اور وہ اسکو باونس کرتے اپنے گول کی طرف بھاگ رہا تھا تعبیر بھی بھرپور کوشش کر رہی تھی کے اُسے بال چھین سکے بھاگتے بھاگتے بال گول کے پاس پہنچ گئی تھی اس سے پہلے کے تعبیر بال کو پکڑ پاتی زاویار نے بال اچھال دی اور وہ نیٹ کے اندر چلی گئی اور پورا کورٹ نعروں سے گونجھ اٹھا

زاوی

یس

تالیاں اور ہوٹنگ نے ماحول کو زعفران کیا تعبیر نے کوئی رِیکشن نہیں دیا

ارسلہ بیچاری کے ناخن ٹینشن سے دانتوں میں دبے تھے جسکو بار ہا ہاشم نکال چکا تھا مگر وہ دوبارہ کترنے لگتی تھی

باسکٹ بال میں ایک گول آپکو دو پوائنٹ دلواتا ہے اور زاویار کے دو پوائنٹ ہو چکے تھے

سیٹی پر میچ پھر شروع ہوا اور ابکی بار تعبیر کے ہاتھ میں بال تھی وہ اسکو ہتھیلی سے باونس کرتی اپنے گول کی طرف لے جارہی تھی اور زاویار اُسے بال چھیننے کی کوشش کررہا تھا مگر زاویار نے ایک بات نوٹ کی تھی کے وہ اتنی بھی کوئی کچی کھلاڑی نہیں تھی وہ بارہا کوشش کرچکا تھا بال چھیننے کی مگر بے سود وہ عین موقعے پر بال کے آگے آجاتی تھی جس سے وہ چھین نہیں پاتا تھا

پانچ منٹ اسہی ترہان بیت گئے جس میں ایک بار بال زاویار کے ہاتھ میں آئی مگر تعبیر ہوشیاری سے اُس سے بال چھین کر اپنے گول کی طرف بڑھنے لگی اور اس سے پہلے کے زاویار اس سے بال چھینتا تعبیر نے بال اچھال دی اور بال سیدھے نیٹ کے اندر گئی۔

یہ دیکھتے ہی ہاشم نے ہاتھ میں پکڑی سیٹی سے سیٹیاں بجانی شروع کردیں اور ارسلہ عدنان سمیت اسکے دوستوں نے بھی خوشی سے تالیاں بجائی اور شور کیا مگر وہ زاویار کے فینز کا مقابلہ نہیں کرسکے

میچ دوبارہ شروع ہوگیااور اسطرح تعبیر نے ایک اور گول کر دیا ہاشم کی

سیٹیوں میں تیزی آئی پورا کورٹ خاموشی سے دیکھ رہا تھا زاویار نے ایک نظر اس

چُھٹکی کو دیکھا وہ اسکو فضول میں ہلکے میں لے رہا تھا اب اسنے بھی فیصلہ کیا کے وہ

رف کھیلے گا

میچ دوبارہ شروع ہوا اور ابکی بار بال زاویار کے ہاتھ میں تھی وہ تعبیر کی پہنچ سے

بال دور کرتا گول کر گیا پورا کورٹ پھر سے چیخوں اور نعروں سے گونج اٹھا

اب سکور چار چار تھا ایسے ہی ہاف ٹائم ہو گیا اور پانچ منٹ کی بریک کے بعد دوبارہ

میچ شروع ہوا

دونوں ایک دوسرے کو ٹف ٹائم دیتے رہے اور آخر میں سکور آٹھ چھے تھا

زاویار کا آٹھ اور تعبیر کا چھے پورا کورٹ خوشی سے جھوم رہا تھا کیونکہ میچ بس

ایک آدھ منٹ میں ختم ہونے لگا تھا اور یقیناً زاویار نے جیتنا تھا وہ بس وقت ضائع

کر رہا تھا مگر تعبیر کو نا جانے کیا سوجھی ایک دم جوش میں آکر زاویار سے بال

چھین گئی اور اس سے پہلے کے زاویار سمجھ پاتا تعبیر نے دور سے ہی بال اچھالی اور وہ بال سیدھا جا کر تعبیر کے گول میں ڈلی ہاشم اور عدنان جو مایوس سے بیٹھے تھے ایک دم اپنی جگھوں سے اچھلے ابھی تعبیر نے گول کیا ہی تھا کے ساتھ ہی سیٹی بج گئی مطلب ٹائم اوور

(باسکٹ بال کے اصول یہ کہتے ہیں کے جو بندہ بہت دور سے گول کر دے اسکو بینیفٹ ملنا چاہیے اور ایسے میں اس گول کا سکور دو کے بجائے تین پوائنٹس ہوتے ہیں) تعبیر نے کیونکہ زاویار کے گول کے پاس کھڑے ہو کر اپنے نیٹ میں بال ڈالی تھی اس وجہ سے اس گول کے اسکو تین پوائنٹ ملے تھے اور ایسے میں آخری منٹ میں تعبیر کے نو جبکہ زاویار کے آٹھ پوائنٹ تھے اور تعبیر یہ میچ جیت گئی تھی

آخری منٹ میں گول ہوا تھا اسلئے زاویار اسکور ریکور نہیں کر سکا اگر وقت ہوتا تو وہ یقیناً ایک اور گول کر کے ایک پوائنٹ آگے نکل ہی جاتا

تعبیر نے جونہی سیٹی کی آواز سنی وہ خوشی کے مارے اچھلنے لگی ہاشم عدنان ارسلہ اور عدنان کے دوست خوشی سے اچھلتے ہوئے تعبیر کی طرف بڑھے جبکہ پورا کورٹ خاموش ہوچکا تھا لڑکیاں نفرت اور جلن سے تعبیر کو دیکھ رہی تھیں جسنے انکے زاویار کو ہرادیا تھا

زاویار کو تو یقین ہی نہیں آرہا تھا کے وہ اس چُھٹکی سے ہار چکا تھا لوگ صیح کہتے ہیں کے آپکا ضرورت سے زیادہ خُوداعتماد ہونا آپکو منہ کے بل گرا بھی سکتا ہے اور ایسا ہی کچھ زاویار کے ساتھ بھی ہوا تھا

اسنے ایک نظر اس فائٹر طیارے کو دیکھا اور لاکر روم کی طرف بڑھ گیا ہاشم اسکے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر وہ جانتا تھا کے زاویار گیم کو گیم کی ترہان لیتا ہے اسلئے تعبیر کی خوشی میں خوش ہونے لگا

تعبیر بہت خوش تھی آخر کار اسنے اس اکھڑ و مغرو انسان کو منہ کی کھلائی تھی وہ اور ارسلہ ہوسٹل آچکی تھیں اور مسلسل میچ کی باتیں کر کر کے ہنس رہی تھیں

مگر تعبیر نہیں جانتی تھی کے یہ ایک میچ یونیورسٹی میں اسکے لئے عذاب بن جائے گا باتیں کرتے کرتے دونوں پر سکون سی سو گئیں

یار زاوی کیا روٹھی محبوبہ کی ترہان برتاو کر رہا ہے تو جانتا ہے فرینڈلی میچ تھا اس بیچاری کو کوئی سپورٹ نہیں کر رہا تھا ایسے میں اگر میں نے اسکو سپورٹ کر دیا تو تو غصہ مت کرنا ہاشم شام سے اسکو منانے کی کوشش کے رہا تھا مگر مجال ہے جو وہ اسکی طرف دیکھ بھی رہا ہو

ہاں تو اب کیوں یہاں آیا ہے جانا اس بیچاری کے پاس زاویار نے اسکو گھورا

کیا کروں یار تیرے بغیر نیند نہیں آتی ہاشم نے دانتوں تلے لب دوبا کر مسکراہٹ دبائی

بقواس نا کرزاویار نے اسکواپنے سے دور دھکیلا تو وہ ہنس دیا

اچھانااب مان جاآجا کیفے چلیں کچھ کھانے کا دل کر رہا ہے انکی یونیورسٹی میں ہی

بہت سے مہنگے ریسٹورنٹ اور کیفے تھے جو رات دیر تک کھلے رہتے تھے تاکہ بچے

وہاں سے کھاپی سکیں

توکھلائے گا آج زاویار نے اٹھتے ہوئے کہا

ڈن ہاشم نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا دونوں ایسے ہی تھے زیادہ دیر تک ناراض

نہیں رہتے تھے ایک دوسرے سے

ویسے ایک بات ہے لڑکی میں دم ہے ہاشم نے والک کر کے کیفے کی طرف جاتے

ہوئے کہا آج تعبیر نے اسکو حیران کیا تھا

ہمم مجھسے جیتی ہے کچھ بات تو ہو گی زاویار نے کندھے اچکائے

ریجنل ٹیم میں کھیلتی ہے ہاشم نے بتایا تو زاویار نے ایک بار اسکو دیکھا اور کندھے

اچکائے جیسے اسکو کیا اسکی بلا سے نیشنل ٹیم کی پلیئر ہو

دونوں یونہی ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ کرتے کیفے پہنچ گئے

آج میچ کو گزرے دو ہفتے ہو گئے تھے زندگی معمول پر آ گئی تھی یونیورسٹی کی

عادت ہو گئی تھی یونیورسٹی میں سب انہیں اُس میچ کے بعد جاننے لگے تھے تعبیر

تقریباً روز ہی وقت نکال کر شیلٹر فون کر لیتی تھی اور تھوڑی دیر سب

سے بات کر لیتی تھی اور سپیکر پر فون ہونے کی وجہ سے ارسلہ بھی حال چال پوچھ

لیتی سب کا مگر وہ اس دوران ایک بار بھی پنڈی نہیں گئی تھیں

روبینہ سے بھی انکی ہفتے میں ایک آدھ بار بات ہو جاتی تھی وہ حال چال کے ساتھ انکی ضروریات کا پوچھ لیتی تھی ہاشم کے توسط انہیں ہر ہفتے روبینہ کی طرف سے بھیجی گئی رقم مل جاتی تھی وہ دونوں اسکو لینے میں ہچکچاتے تھے مگر روبینہ ڈپٹ دیتیں تو وہ خاموشی سے پیسے رکھ لیتی تھیں

دونوں ہی آنلائن جابز کرتی تھیں تاکہ اپنے خرچے خود سے بھی اٹھا پاتیں اب انکے پاس کافی رقم جمع ہو جاتی تھی

اس دن کے بعد تعبیر کی زاویار سے کوئی ملاقات یا آمنا سامنا نہیں ہوا تھا مگر ہاشم سے روز ہی ملاقات ہو جاتی تھی

اس دوران ایک چیز جو عجیب ہوئی تھی وہ ہوسٹل کی لڑکیوں کی ان دونوں کے لئے نفرت اور حقارت تھی

میچ کے بعد سے تقریباً پورا گرلز ہوسٹل ہی انکے خلاف ہو گیا تھا اور انہوں نے انکے ناک میں دم کر رکھا تھا

خاص کر زاراجو کے زاویار کی ریسینٹ ایکس تھی وہ تو تعبیر سے زیادہ ہی کھار کھاتی تھی اور اسکا بس نہیں چلتا تھا تعبیر کو ذلیل کر کے رکھ دے مگر تعبیر بھی ان سب کا مقابلہ اپنی زبان سے کرلیتی تھی شیلٹر نے اسے بہت مضبوط بنادیا تھا اسکو کوئی رلا نہیں سکتا تھا

آج ارسلہ کی طبیعت خراب تھی تو وہ آرام کی نیت سے ہوسٹل ہی رک گئی تھی تعبیر اکیلی ہی کلاس کے بعد کوریڈور کی سیڑھیاں جو کے گراؤنڈ میں کھلتی تھیں ان پر بیٹھ کر اسائنمنٹ بنا رہی تھی وہ لائبریری جانے کی نیت سے کلاس سے نکلی تھی مگر موسم بہت خوبصورت تھا ٹھنڈی ہوا دیکھ کر وہ وہیں بیٹھ گئی سردیوں کی آمد آمد تھی اور اکتوبر کے آخری دن چل رہے تھے اسلئے موسم کافی ٹھنڈا ہو گیا تھا

ابھی اسنے بمشکل ایک صفہ لکھا تھا جب ہلکی ہلکی بونداباندی شروع ہو گئی تعبیر کو بارش بہت پسند تھی اور اسکا چہرہ کھل اٹھا تھا ابھی وہ اپنا سامان سمیٹ ہی رہی تھی

جب دیکھتے ہی دیکھتے بارش تیز ہو گئی بچے اپنے قیمتی لباس بچاتے کوریڈورز اور کلاسوں میں گھس رہے تھے اپنا بیگ بند کر کے تعبیر نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نا پا کر گراؤنڈ کی طرف آ گئی آج اسنے سیاہ رنگ کی گٹنوں تک آتی ٹاپ کے ساتھ پینٹ پہن رکھی تھی بالوں کا فرنٹ سے ٹوسٹر نما سٹائل بنا کے سیدھے گھنے بال کمر پر ڈال رکھے تھے بالوں کی لمبائی نے کمر کو ڈھک رکھا تھا وہ جونہی بارش میں کھڑی ہوئی پل میں بھیگنے لگی سردیوں کی آمد تھی اور ایسے میں بارش کا پانی بہت ٹھنڈا تھا یہ موسم ایسا تھا کے اس بارش میں نہانے سے وہ بیمار پڑ سکتی تھی مگر اسکو پرواہ نہیں تھی بارش اسکی کمزوری تھی اسنے اپنے ہاتھوں میں پانی جمع کر کے چہرے پر گرانا شروع کر دیا اور ہنسنے لگی ہنستے ہوئے گالوں کے گڑھے نمایاں ہو رہے تھے

ہاتھ کھول کر وہ گول گول گھومنے لگی اور اسکے گیلے بال چہرے اور گردن پر چپکنے لگے

زاویار جو کے کیفے سے نکلتا بچتا بچاتا کوریڈور کی طرف جا رہا تھا اسکی اچانک نظر تعبیر کی طرف اٹھی وہ ہنستی ہوئی چہرہ اوپر کر کے پانی کی بوندیں اپنے چہرے پر گرنے دے رہی تھی چہرہ اوپر کرنے سے سراہی دار گردن ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی زاویار کی نظر اسکی گردن سے ہوتے اسکے چہرے پر گئی دائیں گال کا ڈمپل الگ ہی چھپ دکھا رہا تھا اور اس سے اوپر نگاہیں لے جانے پر زاویار کی نظر اسکی گھنی مڑی پلکوں پر ٹھہر گئی آنکھیں بند ہونے کے باوجود وہ اسکی پلکوں پر پانی کی بوندیں اٹکی دیکھ سکتا تھا

وہ اتنا بے خود سا اسکو دیکھ رہا تھا کے اسے اندازہ ہی نہیں ہوا

کے وہ بھی اسکی ترہان پورا بھیگ گیا ہے ہوش سنبھالتے ہی وہ کوریڈور کی طرف بھاگ گیا اور اپنے آپ کو کوسنے لگا کیا ضرورت تھی اتنا غور سے دیکھنے کی مگر نا جانے کس احساس کے تحت دل کی ضد پر اسنے ایک بار پھر پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور تبھی تعبیر کی نظر بھی اُس سے ملی تھی وہ جلدی سے چہرے پر ہاتھ پھیر

کر پانی کی بوندیں صاف کر گئی اور تب تعبیر کو احساس ہوا کے وہ شیلٹر میں چھت پر نہیں بلکہ یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں کھڑی بھیگ رہی ہے بھیگنے کے خیال سے اسے اپنے گیلے لباس کا خیال آیا اور جلدی سے نیچے دیکھا اور تعبیر کے لئے مرنے کا سا مقام تھا اسکا لباس اسکے جسم کے ساتھ بلکل چپکا پڑا تھا اور اسکے جسم کے خدو خال واضع کر رہا تھا تعبیر نے اپنا جسم جلدی سے اپنے ہاتھوں اور بازوؤں سے ڈھانپا اور اسکی اس حرکت پر زاویار کو ہنسی سی آئی تعبیر کو اسکی نظروں سے چڑھ ہو رہی تھی آخر وہ اتنے غور سے کیا دیکھ رہا تھا

وہ جلدی سے کوریڈور میں آئی اور اپنا پہلے سے پیک کیا بیگ اٹھایا اور ایک بھی نظر زاویار پر ڈالے بغیر اسکے پاس سے گزر گئی

زاویار خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھتا رہا اسکے ساتھ سے گزرتے ہی اسنے نظریں اسکی پشت پر ٹکا دیں

لڑکی میں دم تو ہے اسنے لبوں پر زبان پھیر کر بس اتنا کہا اور ہنستا ہوا گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوسٹل کی طرف چلا گیا اب جا کر اسکو پہلے لباس تبدیل کرنا تھا

ہاجرہ ہاجرہ کب سے آوازیں دے رہی ہوں کہاں ہو تم یہ دیکھو یہاں کتنی مٹی جمی ہوئی ہے تمہیں پتہ ہے نا کے آریز کو ہر گز گندگی نہیں پسند آج اتنے دن بعد میرا بیٹا آرہا ہے جلدی صفائی کرواور جا کر کچن میں دیکھو حسنین (کک) نے کیا کیا بنالیا ہے اور ہاں چاول ابلنے رکھو میں آرہی ہوں کھیر بنانے انہوں نے ایک ساتھ ہاجرہ کو کئی حکم دیئے اور وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی

اکرم اکرم روبینہ نے ابکے اکرم نامی ایک اور ملازم کو آواز لگائی

جی بیبی

اوپر جا کر زاوی کو اٹھاؤ اسنے بھائی کو لینے جانا ہے اور ابھی تک سویا پڑا ہے روبینہ کی بات پر اکرم تھوڑا سا گھبرایا

بیبی جی وہ چھوٹے صاحب نیند سے جگانے پر غصہ کرتے ہیں

اکرم تم جاو میں دیکھتا ہوں

ابھی روبینہ کچھ کہتی کے اورنگزیب کی آواز گونجی وہ ابھی ہی آرزو کے ساتھ اۓ تھے آریز کے آنے کی خوشی میں سب جمع ہو رہے تھے

اسلام علیکم بھابھی اورنگزیب نے اپنا سر جھکا کر سلام کیا

وعلیکم اسلام۔اتنی دیر سے آئے ہو دونوں آریز بس انے والا ہے روبینہ نے اورنگزیب کو ہلکا سا گلے لگا کر کہا اور اب آرزو سے ملنے لگیں

میں زاویار کو دیکھتا ہوں اورنگزیب یہ کہہ کر اوپر اسکے کمرے کی طرف بڑھ گئ

آپی بس وہ گھر لاک کرتے کرتے دیر ہو گی ساتھ ریز کو میرے ہاتھ کی بریانی

بہت پسند ہے نا اسلئے وہ بنا رہی تھی تو دیر ہو گئی آرزو نے روبینہ سے ملتے ہوئے کہا

ارے میری جان اتنا سب بن رہا ہے گھر میں تم نے فضول میں تکلف کیا روبینہ

نے آرزو سے ڈش لیتے ہوئے پیار سے ڈپٹا

کوئی بات نہیں میرا بیٹا آرہا ہے تو بس اسلئے آرزو نے نرمی سے کہا

آرزو بہت خوبصورت تھیں کہیں سے نہیں لگتا تھا کے انکی شادی کو بیس سال

سے زیادہ ہو گئے ہیں گزرے سالوں میں اولاد کے دکھ نے انکو مرجھا کر رکھ دیا

تھا مگر پھر بھی وہ بہت خوبصورت تھیں

یہ کسکی موت آئی ہے جو مجھے نیند سے جگارہا کمرے کی لائٹ چلتے دیکھ اسکی نیند میں خلل ڈلا تھا

میری اور نگزیب کی بات پر وہ پٹ سے آنکھیں کھول گیا اور اٹھ بیٹھا

ارے بھائی آپ یہاں جلدی سے بیڈ سے نکلا وہ شرٹلیس سونے کا عادی تھا اوپر سے سردیوں کی آمد تھی مگر وہ ابھی بھی پنکھا فل سپیڈ میں چلا کر سو رہا تھا

زاوی یار عقل کرو باہر اچھی خاصی سردی ہے اور تم پنکھا چلا کر شرٹ اتار کر سو رہے ہو اور نگزیب نے اسکو ڈپٹا

یار بھائی آپکو پتہ تو ہے مجھے ایسے ہی نیند آتی ہے آپ بتائیں صبح صبح یہاں کیا کر رہے ہیں آنی سے لڑائی ہو گئی کیا اسنے آنکھ دو بائی

بقواس کرو والو بس صبح کا وقت نہیں ہے جناب شام کے ساڑھے پانچ ہو رہے ہیں اور بھابھی نیچے آگ بگولا ہو رہی ہیں تمہارے نا اٹھنے پر اور نگزیب نے اسکو آگاہ کیا

اوشٹ آج تو ریز آرہا ہے میں نے اسکو لینے جانا تھا وہ جلدی سے اٹھا

ہانجی بلکل جلدی نہا کر نکلو سات بجے کی فلائٹ ہے ریز کی

اور نگزیب اسے اٹھا کر خود نیچے آگئے

نیچے ہی رحمان صاحب بھی آچکے تھے اور نگزیب اُنسے ملنے لگے

چھوٹے دن بادن تمہارا خون سفید ہوتا جارہا ہے ہفتوں ہفتوں اپنے بھائی کو اپنا

چہرہ ہی نہیں دکھاتے رحمان کے شکوے پر اور نگزیب جزبز سے ہوئے

نہیں بھائی جان ایسی بات نہیں ہے بس بزنس کی مصروفیت تھی کچھ بس اسلئے

نہیں آسکا آپکو بھول سکتا ہوں بھلا اور نگزیب نے رحمان کے ہاتھ تھام کر لبوں

سے لگائے اپنے بھائی سے انکی محبت ہی کچھ ایسی ہی تھی

اتنی ہی دیر میں زاویار فریش سا اپنی گاڑی کی چابی گھماتا نیچے آیا

آ گیا میرا شیر رحمان صاحب نے بیٹھے بیٹھے ہی زاویار کے لئے اپنی باہیں واہ کیں اور وہ بھی ہنستا ہوا ان میں سما گیا

اچھا نہیں کرتے اپنے باپ کو اپنا چہرہ دیکھنے کے لئے بھی ترساتے ہوئے رحمان نے اس سے بھی شکوہ کیا

ہاں آپ نے بھی تو بلی کا بکرا ہی بنانا ہے نا جب تک خیر منا سکتا ہوں منا رہا ہوں اسکا اشارہ سیاست کی طرف تھا

تم لوگ کیوں نہیں سمجھتے کے ہمارے ملک کو ضرورت ہے ہماری انہوں نے ناراضگی سے کہا

بھائی جان یہ کہیں کے نشہ ہے سیاست جسے اب آپ چاہ کر بھی نہیں چھوڑ سکتے اورنگزیب نے مسکراہٹ ضبط کر کے کہا

تم تو مت ہی بولو اگر آج تم نے حامی بھر لی ہوتی نا میری جگہ سنبھالنے کی تو یوں اتھرے گھوڑوں کے آگے ہاتھ نا جوڑنے پڑتے انکا اشارہ زاویار کی طرف تھا انکی بات پر زاویار اور اورنگزیب دونوں ہنس دیئے

ہنس بعد میں لیجیے گا ابھی جاو میرے بیٹے کو لاؤ اسکی فلائٹ لینڈ ہو گئی ہو گی اب تک روبینہ کچن سے انکی آوازیں سن کر نکلی تھیں

موم کچھ نہیں ہو جائے گا اگر آپکا لاڈلا تھوڑا انتظار کر لے گا اتنی جو نسی وہ ایم این اے کی اولاد ہے زاویار نے آنکھیں گھمائی

بیٹا جی وہ سچ میں ایم این اے کی اولاد ہے رحمان نے اسکے کان کھینچ کر کہا تو ہوا میں کہکے گونجے

آہ بابا یار زاویار نے کان چھڑوانے چاہے

جا رہا ہوں اس ایم این اے کی اولاد کو لینے زاویار ایک ناراض نظر سب پر ڈال کر نکل گیا

زاوی میں چلوں ساتھ اورنگزیب نے پوچھا

نہیں بھائی ہاشم کو لے جا رہا ہوں اسنے مین ڈور کے پاس کھڑے ہانک لگائی تو

اورنگزرب نے اثبات میں سر ہلا دیا

کا ستورو ہاؤس کا ھال ایریا اُس وقت کہکوں سے گونجھ رہا تھا

آج پورے ڈیرھ سال بعد اریز۔ رحمان کا ستورو لندن سے واپس آیا تھا اور اسکے

آتے ہی سب مکمل سا ہو گیا تھا

کھانا کھا کر سب اب ھال میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہاشم بھی ادھر ہی تھا

آنی آپکی بریانی کو بہت مس۔ کیا میں نے وہاں آتے ہی بریانی کھا کر مزہ آگیا اریز نے دل کھول کر تعریف کی

مجھے خوشی ہے کے تمہیں بریانی پسند آئی آرزو نے خوشدلی سے کہا

اریزاب توڈیرھ سال بھی گزر گیا اور تم ماشاءاللہ سے انیتس سال کے ہو جاو گے نیکسٹ ویک اب ہم کچھ نہیں سنیں گے اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو بتادو ورنہ میں اور آرزو کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ لیں تاکہ بہو گھر آسکے روبینہ نے اپنے لاڈلے بیٹے کو وارن کیا

موم یار مجھے گھر آئے ابھی دو گھنٹے بمشکل ہوئے ہیں اور آپ ہیں کے شادی کی رٹ لگا بیٹھی ہیں اریز نے آنکھیں گھمائی

ریز جانی شادی تو کرنی ہی ہو گی بھابھی نے یہ ڈیڑھ سال بھی جیسے گزارا ہے ناہم سے پوچھو اورنگزیب نے اریز کی حالت مزید پتلی کی انکی بات پر اریز کا منہ بن گیا جبکہ باقی سب ہنس دیئے

ہاں جی تو پھر ریز کوئی پسند ہے تو بتا دے تیرے بعد ہی میرا نمبر آئے گا زاویار نے بھی اپنا حصہ ڈالا

تو تو بقوا س بند کر تیرے سارے کر توتوں سے واکف ہوں میں آریز نے گدی اٹھا کر ماری جو زاویار بروقت کیچ کر گیا

بات کو ٹالو مت روبینہ نے پھر بات کا رخ اُسی طرف موڑ دیا

موم میری لائف میں کوئی نہیں ہے آپ دیکھ لیں جو صحیح لگے میں شادی کر لوں گا اریز کی بات پر روبینہ نے اسکا ماتھا چوما

میرا بیٹا اریز ہنس دیا

دیکھ لو یہ ہوتی ہے اولاد دور رہ کر بھی کتنا سلجھا ہوا ہے اور ایک یہ زاوی ہے آئے روز اسکی کرتوتیں سامنے آتی ہیں رحمان نے اسکو لتاڑا

یہ سہی ہے ایک تو میں آپ لوگ کا خیال کر کے باہر پڑھنے نہیں گیا کے میرے ماں باپ پریشان نا ہوں اور ماں باپ کو کوئی قدر نہیں ہے اسنے ناراضی سے کہا

اور آپ لوگ فکر مت کریں شادی میں بھی آپ لوگوں کی اجازت سے ہی کروں گا جس سے آپ کہیں گے اسنے آنکھیں ٹپٹاپا کر کہا

ہاشم اسکی بات پر کانوں کو ہاتھ لگا گیا تین سالہ یونیورسٹی لائف میں اسنے بمشکل ہی کوئی لڑکی چھوڑی تھی اور اب تو سوچو ہے کھا کر بلی کا حج پر جانے کا ارادہ بن رہا تھا

میرے بیٹے کو کیسی لڑکی چاہیے روبینہ نے پوچھا

ماما مجھے کسی سٹرونگ انڈیپینڈنٹ لڑکی سے شادی کرنی ہے جو خود کو کوئی نازک کلی مت سمجھے بلکہ ہر چیز کا ڈٹ کر مقابلہ کرے بس یہی ڈیمانڈ ہے میری اریز نے اپنی پسند بتائی

ریز بھائی آپکی پسند کے مطابق ایک لڑکی ہے میری نظر میں ہاشم نے جوش سے کہا تو سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے

کون ہے روبینہ نے بے صبری سے پوچھا

آنٹی تعبیر

تعبیر کا نام سن کر آرزو اور نگزیب زاویار سب سکتے میں چلے گئے

آنٹی تعبیر ہاشم کی بات پر سب سکتے میں چلے گئے روبینہ کا چہرہ جیسے کھل سا گیا تھا

ک کون تاب تعبیر آرزو نے ہاشم اور پھر روبینہ کو دیکھ کر بے صبری سے پوچھا

دل تو اور نگزیب کا بھی دھڑ کا تھا وہیں ہاشم کی بات سن کر زاویار کو نجانے کیوں بہت غصہ آیا تھا

تعبیر بہت کمپیٹنٹ ہے بہت اسٹرونگ ہے اور تو اور پڑھائی کے ساتھ اس وقت بھی دو جابز کر رہی ہے پڑھائی کے بعد بھی وہ جاب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ وہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی ہاشم تو جو تعبیر کے گن گانا شروع ہوا چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

آپی ہاشم کس تعبیر کی بات کر رہا ہے آرزو اپنی جگہ سے اٹھ کر روبینہ کے قدموں میں انکا ہاتھ تھام کر بیٹھ گئیں یہ نام ہی سکون کا باعث بن رہا تھا

آرزو کیا کر رہی ہو اٹھ کر اوپر بیٹھو روبینہ نے آرزو کو ڈپٹ کر اوپر بٹھایا

آپی کون ہے تعبیر آرزو نے دوبارہ پوچھا

میری جاجان وہ روبینہ کچھ جزبز سے ہوئی تھیں ایک نظر رحمان پر ڈالی انہوں نے آنکھ کے اشارے سے بات مکمل کرنے کا کہا

آر آرزو وہ زاوی لوگوں کی یونیورسٹی میں پڑھتی ہے این جی او کے توسط ایک شیلٹر میں جانا ہوا تھا تو وہاں دو بچیاں تھی ارسلہ اور تعبیر دونوں نے ایف ایس سی

میں ٹاپ کیا تھا ایڈ مشن کو لے کر بہت پریشان تھیں تو میں نے انکا جیکی میں ہی ایڈ مشن کروایا تھا روبینہ کی بات اور اور نگزیب اور آرزو کا دل دھڑ کا تھا

م میری تعبیر ہو گی وہ آرزو نے آنکھوں میں آنسو لئے کہا ہاشم کو اب اپنی بات پر پچھتاوا ہو رہا تھا اسکے تو ذہن او گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کے تعبیر کے ذکر پر آرزو ہرٹ ہو نگی

نا نہیں آرزو پوری دنیا میں بس ہماری تعبیر کا نام ہی تو تعبیر نہیں ہو گا نا روبینہ نے انکو سمجھانا چاہا

میں مل ملنا چاہتی ہو ہوں اس سے پلیز مجھے اُس بچی سے ملوادیں آرزو نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے

ارے آرزو کیا کر رہی ہو جب تعبیر کھوئی تھی تو میں نے بذاتِ خد پورے پاکستان میں ڈھنڈوایا تھا بچی کو اور یہ بچی تو پنڈی کے شیلٹر سے ہے ایسا کیسے ممکن ہے کے وہ بچی ہماری پری ہو رحمان نے سمجھانا چاہا

مگر بھ بھائی جان کیا پتہ وہ بعد میں کسی تر ہان وہاں پہنچ گئی ہو کیا پتہ وہ می میری

پری ہی ہوا بکے اور نگزیب نے بھی ایک امید کے تحت کہا اور رحمان خموش

ہو گئے

ہیش ہاشم بیٹا پلیز اُس بچی سے ملوا دو مجھے آرزو نے ہاشم کے آگے ہاتھ جوڑے

آآپ کے کیا کر رہی ہیں آنی آپ تعبیر سے ملنا چاہتی ہیں تو ہم مل لیں گے پر ہاتھ

مت جوڑیں ہاشم نے انکے ہاتھ تھام کر کہا تو آرزو خوشی سے ہاشم کے سینے سے

لگ گیئں

یار بات تو میری شادی کی ہو رہی تھی آپ سب نے الگ ہی فلم چلالی ہے اریز

نے ماحول پر چھائی کشیدگی کو ختم کرنے کی کوشش کی تو سب نا چاہتے ہوئے بھی

مسکرا دیئے

ہاں بھائی ہاشم پھر کیا خصوصیات ہیں اُس لڑکی کی اریز نے دوبارہ پوچھا

بھائی پوچھیں مت وہ لڑکی تو توپ ہے اسکی اولین خصوصیت یہ ہے کے ایک

شریر نظر زاویار پر ڈالی اسنے گھور کر نفی میں سر ہلایا

کیا اریز کے پوچھنے پر اسنے زاویار کو آنکھ ونک کی

تعبیر نے باسکٹ بال میں دو مرتبہ زاویار کو ہرایا ہے ہاشم کی بات پر سب نے بے

یقینی سے اسکی طرف دیکھا اور زاویار کا دل کیا ہاشم کو اٹھا کر یہاں سے باہر پھینک

دے

نا کرو سچی اریز کو ہنسی کا دورا پڑا تھا

سچی بھائی بلکل سچی ھاشم بھی آریز کے ہاتھ پر تالی مار کر ہنسا

پھر تو موم کل ہی میرا رشتہ لے جائیں لڑکی میں دم تو ہے اریز کی بات پر جہاں

سب ہنسے تھے وہیں زاویار کا غصّے سے برا حال ہوا تھا

ابے او وہ بہت چھوٹی ہے تجھسے اپنی عمر کی ڈھونڈ کوئی اور تو بچ مجھسے اب اسنے اریز کے ارادے خاک میں ملا کر بھاگتے ہوئے ہاشم کے پیچھے دوڑ لگائی سب انکی بچگانہ حرکتوں پر ہنس دیئے

یونیورسٹی میں امتحانوں کا دور شروع ہو چکا تھا سردی بھی شدت پکڑ چکی تھی سیمیسٹر اینڈ ہونے والا تھا جسکی وجہ سے آج کل یونیورسٹی میں افراتفری کچھ کم تھی لڑکے لڑکیاں یونیورسٹی میں کوئی خاموش کونا ڈھونڈتے وہاں پڑھتے رہتے تھے لائبریری کھچا کھچ بھری رہتی تھی فوٹو کاپیر پر کتاریں لگی رہتی تھیں ہر بچہ اپنے نوٹس فوٹو کاپی کروا کر انکو پڑھتا رہتا تھا آج کل تو کیفے بھی سنسان رہتا تھا کیفے کی خاموشی اس بات کی گواہ تھی کے امتحان سر پر ہیں

ارسلہ اور تعبیر اس وقت کیفے کے بجائے ٹک شاپ سے چائے کے کپ لے کر کوریڈور کی سیڑھیوں میں بیٹھ گئیں وہ صبح سے لائبریری میں تھیں اب چائے پینے کی غرض سے لائبریری سے نکلی تھیں آج کل وہ بہت دیر سے ہوسٹل جاتی تھیں زیادہ وقت لائبریری یا ہوسٹل کے ساتھ بنے سٹڈی ہال میں ہی گزرتا تھا

(سٹڈی ہال جیکی کے بچوں کے لئے لائبریری کی ترہان ہی ایک ہال تھا بس فرق یہ تھا کے وہاں کتابیں نہیں رکھی گئی تھیں ٹیبل چیئرز اور صوفے لگائے گئے تھے تاکہ بچے وہاں پڑھ سکیں)

آج شکر کرو لائبریری میں جگہ مل گئی ورنہ اتنی دور سٹڈی ہال میں جانا پڑتا ارسلہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا

ہاں سہی کہہ رہی ہو پر مجھے نہیں لگتا کے اب ہمیں وہاں جگہ ملے گی اب ہال میں ہی چلتے ہیں وہاں سے ہوسٹل بھی پاس ہے تعبیر نے بھی چائے کا گھونٹ بھر کر کہا تو ارسلہ کندھے اچکا گئی

چائے ختم کر کے دونوں ہال کی طرف چل دیں ہال میں پہنچتے ہی ایک ٹیبل دیکھ کر دونوں وہاں بیٹھ گئیں

یونیورسٹی میں ابھی بھی کسی نے انکو ایکسیپٹ نہیں کیا تھا اور ہوسٹل میں لڑکیاں ہما وقت انکے ناک میں دم کیے رکھتی تھیں مگر اب دونوں کو عادت ہو گئی تھی ارسلہ اکثر ان سب باتوں کو دل پر لے جاتی تھی مگر تعبیر کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

اب بھی انکے ہال میں آتے ہی لڑکیوں نے ناک منہ چڑھایا تھا اور اسکا اظہار بھی کیا

رامین جو کہ آج کل زاویار کی گرل فرینڈ تھی وہ تعبیر کو دیکھتے آنکھیں گھمانے لگی ہوسٹل میں سب سے زیادہ ٹف ٹائم اسے آج کل رامین ہی دے رہی تھی کیونکہ زاویار اور تعبیر کی کافی لگتی تھی جسکی وجہ سے رامین نے اپنی دوستوں سمیت تعبیر کا جینا حرام کر رکھا تھا

تمھیں کیا ہوا ہے رامین یہ ناک منہ کیوں چڑھا رہی ہو ہاشم نے اسکو دیکھ کر

مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا ہاشم کی بات پر زاویار نے بھی ایک نظر رامین پر ڈالی

کچھ نہیں بس ان دو بلڈی اور فنز کو دیکھ کر موڈ آف ہو گیا میرا رامین نے منہ بگاڑ

کر کہا اور اور فنز کا نام سن کر دونوں سمجھ گئے تھے کے کسکی بات ہو رہی ہے ہاشم

کو رامین کی بات ایک آنکھ نا بھائی

بات تو زاویار کو بھی بری لگی تھی مگر کندھے اچکا گیا

انہوں نے تمہیں کیا کہا ہے؟ ہاشم نے آبرو اچکا کر کہا

کہنا کیا ہے یہ تعبیر خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتی ہے ہوسٹل میں ایسے گھومتی ہے جیسے

اسکے باپ کا ہو رامین نے ناگواری سے کہا

کیا مطلب؟ ہاشم نے دوبارہ پوچھا

مطلب یہ کے سب لڑکیوں سے اسکا بیر ہے کسی کو کچھ سمجھتی نہیں ہے رامین نے دانت نکوسے

تم لوگ بھی تو اسکا جینا حرام کرتے ہو ناہوسٹل میں تو وہ اس لئے ایسے کرتی ہو گی ہاشم نے کندھے اچکائے ہاشم کی بات سن کر رامین گڑبڑا گئی

معط مطلب رامین نے ایک نظر زاویار کو دیکھ کر کہا

مطلب یہ کے میں نے سنا ہے کے پورا گرلز ہوسٹل اُن دو بیچاریوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے صرف اسلئے کیونکہ وہ زاویار کو ٹکر دیتی ہے ہاشم نے آبرو اچکا کر کہا

ایس ایسا کچھ نہیں ہے زاویار کی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ ہچکچائی

اچھا میں نے تو یہ بھی سنا ہے کے انکے لئے کھانا نہیں بنتا میس میں اور واشروم بھی استعمال نہیں کرنے دیتی تم لوگ انہیں کیونکہ تم لوگوں کو غریبی کی بو آتی ہے اور تو اور انکا سامان چھپا دیتے ہو تم لوگ وہ جو کھانا اپنے لئے خود بناتی ہیں اسکو بھی یا تو پھینک دیتی ہو یا پھر اس میں کچھ نمک چینی وغیرہ ڈال دیتے ہو ہاشم کی

بات پر رامین کو سانپ سونگھ گیا وہ یہ سب کیسے جانتا تھا وہیں زاویار کے آبرو تنے تھے اگر یہ سچ تھا تو بہت غلط تھا وہ دونوں کچھ کرتی کیوں نہیں تھی اس سب کو روکنے کے لئے

م میں جا رہی ہوں میری پڑھائی ہو گئی رامین سے جب کوئی جواب نا بن پایا تو دم دبا کر بھاگ گئی اور ہاشم زاویار کو دیکھنے لگا

تجھے یہ سب کسنے بتایا اور یہ کرتی کیوں نہیں ہیں کچھ ؟ زاویار نے ایک نظر اپنے سے دو ٹیبل چھوڑ کر بیٹھی تعبیر اور ارسلہ کو دیکھ کے کہا

مجھے سب ارسلہ نے بتایا اور تعبیر کسی سے خود مدد نہیں لیتی کیونکہ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی انکو اینٹھ کا جواب پتھر سے دیتی ہے ہاشم کے بتانے پر زاویار کے چہرے پر ستائش ابھری

پر انہیں موم کو بتانا چاہیے تو بتادے موم کو وہ کر دیں گی سب ٹھیک

نہیں تعبیر نے آنٹی کو بتانے سے منع کیا ہے وہ مزید احسان نہیں لینا چاہتی آنٹی کا
ہاشم نے کندھے اچکائے زاویار خاموش سا انکی ٹیبل کو پر سوچ نگاہوں سے دیکھنے
لگا اور پھر کندھے اچکا کر اپنی کتاب پر جھک گیا

امتحان آئے تو دن رات کی خبر بھول گئی سب بچے بس کتابی کیڑے بن گئے اور
پورا ہفتہ ایک عجیب سی ٹینشن بنی رہی نا دن کا پتہ چلتا نا ہی رات کا اور بل آخر۔
امتحان ختم ہو گئے آج آخری پیپر تھا اور بچے بہت خوش تھے کے بھلے جیسے بھی
پیپر ہوئے ہوں آخر کار جان تو چھوٹ ہی گئی تھی

اِسی کے ساتھ زاویار اور ہاشم کے بیچ کا آخری سیمیسٹر شروع ہو رہا تھا اور وہ لوگ اپنے آخری سیمیسٹر کو یادگار بنانا چاہتے تھے جسکی وجہ سے یونیورسٹی نے انکے لئے پہاڑی علاقوں کا ایک ٹریپ آرگنائز کیا تھا یہ ٹریپ پوری یونیورسٹی کا جا رہا تھا ہر سیمیسٹر کا اور بچے بہت پر جوش اور خوش تھے

ٹریپ کے جاتے ہی یونیورسٹی خالی سی ہو جانی تھی اسلئے ہی تعبیر نے فیصلہ کیا تھا کے وہ لوگ یہ دن شیلٹر میں گزاریں گے ارسلہ کا بہت دل تھا ٹریپ پر جانے کا مگر تعبیر کا کوئی ارادہ نہیں تھا تعبیر نے ارسلہ کو کھلی آزادی دی تھی کے اگر وہ جانا چاہتی ہے تو لازمی چلی جائے جس پر ہاشم اور عدنان لوگوں سے مشورہ کر کے ارسلہ مان بھی گئی تھی اب اس وقت ارسلہ اپنا بیگ ٹریپ پر جانے کے لئے باندھ رہی تھی جبکہ تعبیر اپنا بیگ پنڈی جانے کے لئے باندھ رہی تھی

ارسلہ نے بیگ باندھ کر تعبیر سے چھپ کر ایک میسیج ہاشم کو کیا

ہاشم تعبیر سچ میں پنڈی جا رہی ہے وہ ٹریپ پر نہیں آئے گی تو میں کیا کروں گی

رونے والے ایموجی کے ساتھ ہاشم کو میسیج بھیجا

تعبیر کی ایسی کی تیسی وہ ہمارے ساتھ ہی جائے گی ہاشم نے میسیج کیا

وہ کیسے ؟ارسلہ نے سوال کیا

بس دیکھتی جاو

بیگ پیک ہو گیا آو یونیورسٹی کا چکر لگا ایں کل تو پھر تم پنڈی اور میں پہاڑوں میں

چلی جاؤں گی ارسلہ نے شوخ ہو کر کہا تو تعبیر ہنس کر اسکے ساتھ چل دی

وہ دونوں گراؤنڈ میں آ کر ایک بینچ پر بیٹھ گئیں

میں بہت سی تصویریں بنا کر لاؤں گی تمہارے لیے ارسلہ نے اداسی سے کہا

میں ویڈیو کال کیا کروں گی تعبیر نے بھی ہنس کر کہا

یار تعبیر چل لو نا ساتھ ارسلہ نے ایک بار پھر کہا

یار ارسلہ میری جان ابھی تو تین سال پڑے ہیں اگلی بار چلوں گی نا ساتھ اس بار میرا اشیلٹر جانے کا دل ہے جبسے یہاں آئے ہیں ایک بار بھی نہیں گئے ابرار یاد کر کے روتا ہو گا تعبیر نے اداسی سے کہا ارسلہ خاموش ہو گئی اور دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں جب انہیں دور سے ہاشم اور زاویار آتے دکھائی دیئے ارسلہ کا چہرہ کھل سا گیا تھا وہ جانتی تھی اب ہاشم اسکو منا لے گا مگر ساتھ زاویار کو دیکھ کر وہ پریشان ہوئی جو تعبیر نے تھوڑا بہت ماننا بھی ہوتا وہ زاویار کو دیکھ کر نہیں مانتی

ہیلو بڈی کیسی ہو ہاشم آتے ساتھ تعبیر کے بال بگاڑ گیا جس پر تعبیر ڈر گئی مگر پھر سنبھل کر مسکرا دی

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو ساتھ کھڑے زاویار کو سرے سے اگنور کیا اسکو بھی کونسا پرواہ تھی وہ بھی فون میں مصروف رہا

پیکنگ ہو گئی تم لوگوں کی ہاشم نے یوں ظاہر کیا جیسے وہ نہیں جانتا کے تعبیر نہیں جا رہی

ختم ہو گئی ارسلہ نے جواب دیا

تم چھٹکی زرا زیادہ سویٹر رکھ لینا چھوٹے بچوں کو ٹھنڈ زیادہ لگتی ہے ہاشم نے تعبیر کو کہا اور وہ چھٹکی لفظ پر سرخ ہوئی جبکہ چھٹکی لفظ سن کر زاویار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی

میں بچی نہیں ہوں اور نا ہی چھٹکی ہوں تعبیر نے انگلی دیکھا کر وارن کیا

ہا میرا بچہ تو ناراض ہو گیا تمہارے بھلے کے لیے بول رہا ہوں کے سویٹر زیادہ رکھ لینا اسنے دوبارہ وہی بات کی وہ کونسا باز آنے والا تھا

بہت شکریہ بتانے کے لئے مگر میں جہاں جا رہی ہوں وہاں کی سردی بغیر سویٹر کے بھی برداشت کر سکتی ہوں میں تعبیر نے جتایا

اچھا مطلب تمہارا ناران اور کشمیر کراچی میں ہے ہاشم کی بات پر ارسلہ اور زاویار دبا دبا سا ہنس دیئے اور تعبیر اسکی حاضر جوابی پر پل کو گڑبڑائی

میں ناران نہیں جارہی میں پنڈی جارہی ہوں شیلٹر اسنے باور کروایاارسلہ کا موڈ آف ہوا

یہ کسنے کہا؟ ہاشم نے آبرو اُچکائے

میں نے خود تعبیر نے جی کڑا کر کہا

نہیں چُھٹکی صاحبہ آپ ہمارے ساتھ کل کشمیر اور وہاں سے ناران جارہی ہیں

ہاشم نے اسکی عقل میں اضافہ کیا

اور یہ بتانے والے آپ کون ہیں

تعبیر نے ابرو اچکائے

آپکی ٹکٹ میں نے بذاتِ خود خریدی ہے اور کل آپ ہمارے ساتھ چل رہی ہیں

تعبیر سیدھی کھڑی ہو گئی

ہاشم تم نے ٹکٹ کیوں خریدی ہے مجھے ہر حالت میں شیلٹر جانا ہے میں ٹریپ پر نہیں جاسکتی اسنے انکار کیا

دیکھو تعبیر تمہیں نہیں جانا تو یہ لو فون روبینہ آنٹی کو منع کردو انکے کہنے پر ٹکٹ خریدی ہے میں نے تمہاری انکا کہنا تھا کے تم جاو گی ٹریپ پر اب انہیں منع کردو پھر مت جانا اسنے کندھے اچکائے

آآنٹ آنٹی کو کسنے بتایا کے میں نہیں جارہی ٹریپ پر اسنے حیرانگی سے کہا

فقر مت کرو میں نے بذاتِ خود بتایا ہاشم نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور تعبیر نے کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھا جبکہ ارسلہ اور زاویار اپنی مسکراہٹ دوبا گئے

میں نہیں جاسکتی مجھے شیلٹر جانا ہے ابرار اماں اور باقی سب کتنا یاد کرتے ہونگے ہم جبسے یہاں آئے ہیں ایک بار بھی اُنسے نہیں ملے تعبیر نے دکھی دل سے کہا زاویار نے ایک نظر اسکے اداس چہرے کو دیکھا دل کچھ بے چین سا ہوا تھا

یار تعبیر ڈھائی ہفتے کی چھوٹیاں ہیں ہم تو دس دن میں واپس آجائیں گے باقی دن جا کر شیلٹر میں رہ لینا ہاشم نے حل پیش کیا

تم اس ٹکٹ پر کسی اور کو لے جاؤ مجھے نہیں جانا اسنے ایک بار پھر کہا

اچھا ٹھیک ہے یہ کہہ کر اسنے فون پکڑا اور سیدھی روبینہ کو کال کی

آنٹی یہ تعبیر آپ سے بات کرے گی تعبیر کی سنے بغیر فون اسکے کان سے لگایا اور تعبیر نے کھا جانے والی نظروں سے ہاشم کو دیکھ کر فون پکڑا

اسلام علیکم آنٹی

جی آنٹی

نہیں آنٹی

وہ آنٹی

نہیں آنٹی

جی آنٹی

جی میں جاؤں گی ٹریپ پر۔دو منٹ روبینہ سے بات کر کے اسکی ناں ہاں میں بدل گئی

تم سے کبھی بات نہیں کروں گی ہاشم غصّے سے اسکا فون اسکے سینے پر پھینکا جسکو وہ بروقت کیچ کر گیا ارسلہ خوشی سے جھومتی ہوئی اسکے پیچھے لپکی

ایٹیٹیوڈ کس چیز کا ہے اس میں زاویار کو اپنا اگنور ہونا کھلا تھا

تجھے ہرانے کا ہاشم نے آنکھ دبائی تعبیر بیشک وہ جیت بھول گئی ہو ہاشم نہیں بھولتا تھا اور نا ہی زاویار کو بھولنے دیتا تھا

کمینے ادھر آ تجھے بتاؤں میں اس سے پہلے زاویار ہاشم کو پیٹ کر رکھ دیتا وہ بروقت وہاں سے بھاگ گیا اور زاویار اسکے پیچھے لپکا

ٹریپ اُسی دن کی اگلی صبح کشمیر کے لئے نکل گیا تھا انکا ارادہ ارنگ کیل اور نیلم ویلی جانے کا تھا اور اسکے بعد وہ لوگ وہاں سے ناران کاغان اور شوگران جانے والے تھے

صبح فجر کے بعد ٹریپ نکلا تھا اور ابھی تو سب بچے بس حاضری دینے کے لئے بمشکل اٹھ کر بسوں میں بیٹھے تھے اور بس چلتے ساتھ ہی دوبارہ نیند میں گم ہو گئے تھے

ٹریپ کیونکہ سب سمسٹرز کا تھا تو اسلئے بہت سی بسیں جا رہی تھی بسز بچیز اور ڈیگریز کے حساب سے جا رہی تھیں پر چونکہ تعبیر کا پلان لاسٹ مینٹ پر بنا تھ اسلئے اسکی کلاس کی بس میں جگہ نہیں تھی اور بہت محنت کے بعد ٹیچرز کی

مینتیں کر کر کے ہاشم نے ارسلہ اور تعبیر کو اپنی بس میں ایڈجسٹ کر لیا تھا کچھ بچوں کی ہیر پھیر کرنی پڑی تھی مگر وہ مینیج کر چکا تھا

بس میں جو نہی ارسلہ اور تعبیر نے قدم رکھا تو سب لڑکیوں نے ناک منہ چڑھایا مگر وہ کچھ کر نہیں سکتی تھیں تو خاموش رہیں ہاشم نے انکو ایک کھڑکی کی طرف ایڈجسٹ کر دیا تھا تعبیر کھڑکی والی طرف جبکہ ارسلہ اسکی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی اور ہاشم اور زاویار اُنسے اگلی سیٹوں پر تھے باقی ساری بس باقی بچوں سے بھری تھی انکی بس میں کچھ سیٹس خالی تھیں کیونکہ شروع سے ہی انکی کلاس میں بچے کم رہے تھے اوپر سے آخری سیمیسٹر تک ویسے ہی کچھ بچے چھوڑ گئے تھے یہی وجہ تھی کے ارسلہ اور تعبیر کی سیٹس آرام سے ایڈجسٹ ہو گئی تھیں

بس کے چلتے ہی سب لوگ دوبارہ نیند میں گم ہو گئے تھے ارسلہ بھی تعبیر کے کندھے پر سر رکھے سو گئی تھی مگر تعبیر کو سفر میں نیند نہیں آتی تھی اسلئے وہ کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی اور اسکے دیکھتے ہی دیکھتے آہستہ آہستہ دن نکلنے لگا

تعبیر نے صبح کا منظر دیکھ کر آنکھیں موندھی تو ایک خیال سا آنے لگا

(پہاڑ کسی مزار کا منظر بہت سے لوگ سفید سنگِ مرمر کا فرش بلی کے بچے کے پیچھے بھاگتی ہوئی وہ سنسان جگہ کسی ملنگ کا اسکو پکارنا بیٹا ادھر او بیٹا یہاں کیوں آئی ہو اسکا اپنی ماں کو پکارنا

ماماماما اسکا رونا بارش کالے بادل طوفان مگر خاموشی مزید رونا ماماما اُس ملنگ کا اسکو چپ کروانا تعبیر کا مزید ڈرنا ڈر کے مارے بیہوش ہو جانا)

ماماااا تعبیر نا جانے کب اچانک نیند میں چلی گئی اور پھر یہ خواب اسنے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ کہاں ہے توار سلہ کے کندھے ہلانے پر اسکو ہوش آیا اور اسنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کر کے اسکی طرف دیکھا اور پھر بس میں نظر گھمائی تو سب بچے خاص کر لڑکیاں ناگواری سے اسکو گھور رہی تھیں

س سو سوری اسنے ماتھا صاف کر کے کہا ارسلہ نے اپنی بوتل سے اسکو پانی دیا تو وہ
گٹا گٹ سارا پانی پی گئی چہرے پر ابھی بھی خوف سا تھا ارسلہ اسکی حالت سے
واقف تھی اسلیئے اب سونے کے بجائے اسکے ہاتھ سہلانے لگی

ہاشم بھی دوبارہ سو گیا مگر زاویار کشمکش میں تعبیر کو دیکھتا رہا اسنے بہت زور سے
اپنی ماں کو پکارا تھا اور پھر ہلکی ہلکی ہچکیاں جو وہ جاگنے سے پہلے ہی لے رہی تھی وہ
سب اسکو الجھن میں ڈال گیا تھا

سوچتے سوچتے ذہن میں ایک خیال سا گزرا کے جب تعبیر کھوئی تھی تب وہ آنی
کے ساتھ اُس مزار میں تھی اور تعبیر کا بھی یوں اپنی ماں کو شدت سے پکارنا
زاویار کا دل عجیب ہوا تھا

مگر کچھ دیر سوچنے کے بعد اسنے کندھے اچکائے اور دوبارہ ہاشم کے سر پر اپنی
تھوڑی ٹکا کر سو گیا

کچھ ہی گھنٹوں میں وہ لوگ نیلم ویلی پہنچ گئے تھے اور وہاں پہنچتے ہی سبکی نیندیں اڑھ سی گئی تھیں وہاں کے نظارے ہی ایسے تھے بہت خوبصورت دل کو چھو جانے والے

زاویار نے بس سے نکلتے ہی ایک زبردست انگڑائی لی تھی تاکہ اپنی سستی کو بھگا سکے اسکے پیچھے ہی تعبیر اتر رہی تھی جو اپنے دیہان آتے نیچے کھڑے زاویار کو نہیں دیکھ پائی تھی اور اسکی ناک زاویار کی قمر سے ٹکرائی تھی

آہ تعبیر نے اسکی طرف دیکھ کر اپنی ناک سہلائی زاویار بھی اس اچانک ہوئی افتداد پر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا

نظر نہیں آرہا کے پیچھے سے آرہی تھی میں راستے میں کیوں کھڑے ہو تعبیر نے

ناک پھلا کر کہا

او سوری میں تمہیں دیکھ نہیں پایا میری نظر اتنی نیچے گئی نہیں اسنے ہنسی دوبا کر کہا

یقیناً اسکی ہائیٹ پر چوٹ کی تھی

تمہاری تو سمجھتے کیا ہو خود کو اتنا لمبا قدر رکھ کر تم نے کونسا مارکہ مار لیا ہے غصّے سے

بھویں اُچکائی

ایٹلیسٹ دوسروں میں ٹکریں نہیں مارتا پھرتا میں وہ ہنس دیا کیونکہ غلطی اگر

زاویار کی تھی تو ارسلہ کی بھی تھی جو بے دیہانی میں اس سے ٹکرائی تھی

تمہارے منہ لگنا فضول ہے تعبیر نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر اسکو ایک طرف کیا

وہ بمشکل اسکے سینے تک آتی تھی زاویار اسکے چڑھنے پر ہنس دیا پتہ نہیں کیوں مگر

اسے تعبیر کو چھیڑنے میں مزا اتا تھا

اپنے کمروں میں آرام کرنے کے بعد سب دوپہر کو ہی نکلے تھے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کھانا کھاتے وقت سب پلان بناتے رہے کے وہ کہاں کہاں جائیں گے نیلم ویلی میں انہوں نے دو دن مزید رکنا تھا اسکے بعد ارنگ کیل میں دو دن رک کر پھر انہوں نے ناران کے لئے نکلنا تھا جہاں انہوں نے تین دن رہنا تھا تو اسی حساب سے پلان کو ترتیب دے رہے تھے

سبھی لڑکیوں نے مغربی ڈریسنگ کرر کھی تھی ارسلہ بھی کافی حد تک انکے رنگ میں رنگ چکی تھی اسنے بھی انہی کے طرز کی سویٹر اور کھلے پہنچوں والی پینٹ پہن رکھی تھی تعبیر بھی کچھ ایسی ہی ڈریسنگ میں ملبوس تھی مگر فرق یہ تھا کے اسنے کھلی اوور سائز ہڈی کے نیچے کھلے پہنچوں والا ٹراؤزر پہن رکھا تھا کیونکہ واقعی اسکو یہاں آکر بہت سردی لگ رہی تھی اسلئے اس وقت بھی سر پر ہوڈ

گرائے بیٹھی تھی جسکی وجہ سے وہ ہڈی میں چھپ سی گئی تھی اور بلکل کسی چھوٹے بھالو کی ترہان لگ رہی تھی زاویار بے ساختہ کئی بار اسکو دیکھ چکا تھا پتہ نہیں کیوں مگر زاویار کا دل اسکی طرف مائل ہو رہا تھا اور اس حلیئے میں تو اسے انجانے میں اُس پر پیار آ رہا تھا

کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ ویسے ہی ارد گرد کی سیر کرنے کے لیے نکل گئے

ہاشم ارسلہ اور تعبیر کو ساتھ ساتھ ہی رکھ رہا تھا کیونکہ وہ اکیلی تھیں عدنان سجاد اور عدنان کے باقی دوست بھی انہی کے ساتھ تھے انکا ایک الگ ہی گروپ سا بن گیا تھا جس میں وہ لوگ ہنسی مذاق کرتے ایک دوسرے کو ہنسنے پر مجبور کر رہے تھے تعبیر بھی یہاں آ کر کافی انجوائے کے رہی تھی

شام ہوتے ہی سب ہوٹل واپس آگئے اور آکر کھانے کے بعد بون فائر لگا کر بیٹھ گئے

رامین زاویار کی گود میں اسی کی چادر میں گھس کر بیٹھی ہوئی تھی اور وہ اکیلی ایسے نہیں بیٹھی تھی یونیورسٹی کے کافی کپل یونہی ایک دوسرے سے چپکے بیٹھے تھے ہاشم عدنان سجاد اور باقی لڑکے جو سنگل تھے انکویوں دیکھ دیکھ کے کُڑھ رہے تھے

ہاشم if you don't mind تو میں تمہاری گود میں بیٹھ سکتی ہوں فریسہ جو کے عدنان کی کلاس فیلو تھی اپنے بال انگلی پر رول کر کے بولی

نیکی اور پوچھ پوچھ آجاو ڈارلنگ ہاشم نے جی جان سے اسکو ویلکم کیا اور وہ مسکرا کر ٹانگیں لٹکا کر ہاشم کی گود میں بیٹھ گئی مگر یہ بات ہاشم کی دو کرسیاں چھوڑ کر بیٹھی ارسلہ کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی ہاشم کو اس پوزیشن میں دیکھ کر اسکا دل ٹوٹ سا گیا تھا مگر ضبط کر کے بیٹھی رہی

ویٹر سکی چائے دے گیا اور سب چائے پیتے ہوئے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگے تعبیر اور ارسلہ عدنان اور سجاد سے باتیں کرنے لگیں سجاد کی کسی بات پر تعبیر کی ہنسی چھوٹی اور بات ایسی تھی کے وہ ہنستی ہی چلی گئی سب اپنے آپ میں مگن تھے مگر زاویار کی نظر تعبیر کے ہنستے چہرے پر ٹک سی گئی اور وہ مبہوت سا اسکے گال کے گڑھے میں کھونے لگا تعبیر کو ہنستے ہوئے اپنے چہرے پر کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس ہوا تو ہنسی کو بریک لگی اسنے نظر گھمائی تو زاویار کی نظریں خود پر ٹکی دیکھیں تعبیر نے ایک ابرو اچکا کر اس سے دیکھنے کی وجہ پوچھی تو وہ گڑبڑا کر رامین کے بالوں میں چہرہ چھپا گیا اور رامین تو اسکی اس حرکت پر واری صدقے گئی اور تعبیر نے ناگواری سے چہرہ پھیرا

رات کو کافی دیر سے یہ محفل تمام ہوئی اور سب اپنے کمروں میوں چلے گئے صبح جلدی اٹھ کر انہیں سیر کے لئے نکلنا تھا

اگلے دن صبح کو پچھلے دن کی بانسبت سردی تھوڑی زیادہ تھی اوراب تعبیر کی سردی کی انتہا ہوئی تھی اسکو سردی سے یوں کانپتے دیکھ عدنان نے اپنی ہڈی دے دی جسکے اندر وول لگا تھاتا کہ تعبیر سردی سے بچ سکے مگر دونوں ہی نہیں جانتے تھے کے یہ بیساختہ سی حرکت ان دونوں کے بارے میں ایک ریومر پھیلادے گا

ناشتے کی ٹیبل پر تعبیر کو دیکھتے سبکی ہنسی نکلی تھی کیونکہ وہ عدنان کی ہڈی میں بلکل چھپ سی گئی تھی یہاں تک کے چہرہ بھی بمشکل نظر آرہا تھا عدنان کی ہائیٹ اچھی خاصی تھی جسکی وجہ سے وہ ہڈی تعبیر کے گٹنوں تک جارہی تھی اور بازو بھی کلائی سے کافی آگے آگئے تھے جسکی وجہ سے وہ نمونہ ہی لگ رہی تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی

ناشتے کے دوران ہی فریسہ نے ایک شوشا چھوڑا

اوتو تعبیر اور عدنان ڈیٹ کر رہے ہیں اسنے ہنستے ہوئے کہا اور سبنے بیک وقت

تعبیر اور عدنان کی طرف دیکھا

تعبیر کی چائے اسکی حلق میں اٹکی تھی وہ کھانسنے لگی ارسلہ فریسہ کی بات سے

سنبھلتی تعبیر کو پانی دینے لگی

اور یلی

کیا بات ہے

بڑے چھپے رستم ہیں دونوں ایسی کئی آوازیں ٹیبل پر گونجی تھیں

تم سے یہ بقواس کس نے کی ہے عدنان نے فریسہ سے پوچھا

کیا تعبیر نے تمہاری ہڈی نہیں پہنی ہوئی ؟ فریسہ کے پوچھنے پر عدنان اپنی جگہ چور

ساہو گیا اور ایک لمبا سا "aooo" سب لڑکیوں کے منہ سے نکلا تھا

زاویار کے چہرے پر ناگواری سی پھیلی تھی اسکے اندر عجیب سی جلن ہوئی تھی

ایسی کوئی بات نہیں ہے تعبیر نے سنبھلتے ہوئے کہا

تو پھر کیسی بات ہے رامین نے مزے سے پوچھا

ہم بس دوست ہیں اسکو ٹھنڈ لگ رہی تھی تو میں نے اپنی ہڈی دے دی پہننے کے لئے عدنان نے سمجھانا چاہا

اب جو مرضی بولتے رہو ہمیں پتہ چل گیا کے تم لوگ ایک کپل ہو زارا (زاویار کی ایکس) نے کہا

فریسہ ہنس دی you guys make a cute couple

though اسکی بات پر ہاشم سمیت سبنے شریر نگاہوں سے انکو دیکھا تھا تعبیر نے ایک نظر سب پر ڈالی اور ناشتے میں مشغول ہو گئی اسکی بلا سے جسکو جو سمجھنا ہے سمجھتا رہے

مگر ناشتہ کرتے زاویار کے ہاتھ رکے تھے اسے ناجانے کس بات پر غصہ آرہا تھا

پورا دن ان لوگوں نے نیلم ویلی کی سیر کی تھی گھومتے پھرتے سیلفیاں بناتے شام ہوگئی تھی اور مغرب سے کچھ دیر پہلے وہ ایک ڈھابے نما ہوٹل میں پہنچے تھے جہاں اب جھرنے میں پاؤں ڈال کر بیٹھے وہ لوگ شام کی چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے

شام ڈھلتے ہی ٹھنڈ مزید بڑھ گئی تھی اور جہاں سب لوگ سردی کو انجوائے کر رہے تھے وہیں تعبیر کی سردی سے جان نکل رہی تھی صبح سب کے چھیڑنے پر وہ عدنان کی ہڈی اتار گئی تھی مگر اب سردی کی شدت دیکھ کر اسنے دوبارہ سے وہ پہن لی تھی اور اسکو یہ ہڈی پہنتے دیکھ زاویار کا بس نہیں چل رہا تھا کے اسکے تن سے اس ہڈی کو اتار پھینکے اسنے کبھی اتنا جیلس فیل نہیں کیا تھا جتنا آج پورا دن وہ کرتا رہا تھا صبح ناشتے پر فریسہ کی بات اور پھر اسکے بعد پورا دن سجاد اور ہاشم لوگوں

کاعدنان کو تعبیر کے نام سے چھیڑنے نے زاویار کا موڈ بہت خراب کر دیا تھا وہ خود بھی سمجھنے سے کاسر تھا کے وہ اتنا حساس کیوں ہو رہا ہے

ابھی بھی جب اسنے تعبیر کو دوبارہ سے اسہی ہڈی میں دیکھا تو اسکا موڈ شدید خراب ہو گیا تھا

کیا پیے گا چائے لگوا دوں یا کافی ہاشم نے زاویار سے پوچھا

زہر دے دے اسنے تپا سا جواب دیا

ہاااا مر کیوں رہا ہے نہیں پینی تو نا پی ہاشم نے ناک چڑھا کر کہا

یار ہاشم میرے لئے چائے بول دے اور عدنان اور تعبیر بھی چائے پیئیں گئے انکے لئے بھی لے لے سجاد نے آکر ہاشم کا کندھا ہلایا

اور ارسلہ وہ کیا پیئے گی ہاشم نے پوچھا

سجاد میں کافی لوں گی یہ پیسے پکڑو اور تم خود لو گے ارسلہ نے ہاشم کو نظرانداز کر کے کہا

میڈم میں کھڑا یہاں کیا کر رہا ہوں چائے ہی لے رہا ہوں نا تو یہ پیسے اپنی جیب میں رکھو ہاشم نے آنکھیں دکھائیں

مجھے مفت کے فیورز نہیں چاہیے سجاد کافی لے آو گے یا میں خود لے لوں اسنے سجاد سے پوچھا

تم جاؤ میں لے اتا ہوں اور یہ پیسے پکڑو میں دیتا ہوں سکی چائے کے پیسے سجاد نے پیسے پکڑائے

نہیں می ابھی بات اسکے منہ میں تھی جب سجاد سائڈ ہو گیا

ٹھیک ہے ہاشم سائڈ ہو جا ارسلہ ہم سے احسان نہیں لے سکتی مگر ہم تو ارسلہ سے احسان لے سکتے ہیں نا آج کی چائے ہم سکی ارسلہ پلائے گی سجاد نے کندھے اچکائے اسکی بات پر ارسلہ گڑ بڑا گئ

ہاشم اور زاویار نے اپنی ہنسی دبائی

ہاہاں تو میں پلا دیتی ہوں ہٹو یہاں سے کتنے کپ ایں گے ؟ اسنے سجاد سے پوچھا

زاوی کا ہاشم کا میر اعدنان کا تعبیر کا کریم کا اور ایاز کا اسنے نام گنوائے یہ انکا گروپ تھا

میں دو پیوں گا ہاشم نے دانت نکالے تو ارسلہ اسکو گھور کر لائن میں لگ گئ

زاویار نے وہاں کھڑے کھڑے دور کا جائزہ لیا تعبیر عدنان کی ہڈی پہنے ایاز کی کسی بات پر دھیما سا مسکرا رہی تھی اسکے گالوں کے گڑھے نمایاں ہو رہے تھے

زاویار کا دل دھڑکا تھا

ارسلہ سبکی چائے کے پیسے دے کر باری باری سبکو پکڑانے لگی اتنی دیر میں تعبیر بھی وہیں آگئی تھی باقی سبکے ساتھ

اب چائے پی کر وہ لوگ اپنے جسم کو کچھ حرارت پہنچا رہے تھے

ارسلہ ہاشم کی آواز پر تعبیر سے بات کرتی ارسلہ سوالیہ ابرو اٹھا کر اسکو دیکھنے لگی

کچھ دیر واک کریں ہاشم نے سوال کیا ارسلہ سبکو اپنی جانب دیکھتا پا کر اثبات میں سر ہلا گئی

اب وہ دونوں چائے پیتے ہوئے واک کر رہے تھے

ارسلہ کیا تم ناراض ہو ہاشم نے پوچھا

ن نہیں تو میں کیوں ناراض ہوؤں گی اسنے کندھے اچکائے

مگر تمہارا رویہ کچھ عجیب ہے کل سے کوئی بات بری لگی ہے تو بتادو میں سوری کر لیتا ہوں اسکی بات پر ارسلہ کو بون فائر والا منظر یاد آیا مگر وہ ہاشم پر کوئی حق نہیں رکھتی تھی اسلئے خاموش رہی

نہیں کوئی بات نہیں ہے اسنے سنجیدگی سے کہا

پھر تم آج مجھسے اکھڑی اکھڑی کیوں ہو اسنے دوبارہ پوچھا ارسلہ خاموش رہی فریسہ کی وجہ سے غصہ ہو ہاشم نے پچھلی رات ارسلہ کی نگاہیں خود پر مرکوز محسوس کی تھیں تبھی پوچھ بیٹھا اور ارسلہ گڑ بڑا گئی

اسکی وجہ سے میں کیوں غصہ ہوؤں گی الٹا سوال کیا ایکے ہاشم گڑ بڑا گیا

اسکا میرے اتنا قریب ہونا شاید تمہیں پسند نہیں آیا

مجھے کیوں برا لگے گا ہمارے درمیان کونسا کچھ ہے ارسلہ نے کندھے اچکائے

تم حکم تو کرو سب ہو گا ہمارے درمیان ہاشم نے آنکھ دو با کر کہا

کے کیا مطلب وہ گڑ بڑا سی گئی

مطلب یہ کے i like you مجھے تم بہت اچھی لگتی ہو ہاشم کے اظہار پر ارسلہ کا دل دھڑ کا تھا

ہاں مطلب اچھی میں لگتی ہوں اور جھولی میں اس فریسہ کو بٹھاتے ہوا سنے جیسے مذاق اڑایا

اگر تمہیں کہتا بیٹھ جاو تو تم نے کونسا بیٹھ جانا تھا اسنے زیرِلب کہا

کیا کہا ارسلہ کو جب اسکی سمجھ نا آئی تو پوچھ بیٹھی

کے کچھ نہیں

یار وہ تو اسنے خود آفر کی اور سب کپلز کو دیکھ کر میں بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا اسلئے بیٹھا لیا اسنے کان کھجایا

ایسے لڑکے نہیں چاہیے مجھے اپنی زندگی میں جو آج ایک لڑکی کے ساتھ ہوں تو کل کسی اور کے ساتھ تم مجھے ٹائم پاس کے لیے استعمال نہیں کر سکتے ارسلہ نے صاف انکار کیا بیشک وہ خود بھی ہاشم کو پسند کرتی تھی مگر اسکی دل پھینک نیچر سے بھی واقف تھی

یار ارسلہ میں ایسا اسلئے ہوں کیونکہ کبھی کسی لڑکی نے سیدھے طریقے سے کمیٹ ہی نہیں کیا جس کلاس سے میں بیلونگ کرتا ہوں وہاں لڑکیاں پیار کو بھی کھیل سمجھتی ہیں اچھا وقت گزرنے کے لئے ہم ساتھ وقت بتاتے ہیں اور جلد

ہی بور ہو جاتے ہیں اور پھر بس سب ختم ہو جاتا ہے اکثر تو لڑکیاں اپنے بوائے فرینڈز کے ہوتے ہوئے بھی لفٹ مانگتی ہیں تو پھر اس میں کیسی شرم اسنے کندھے اچکائے

تو مجھ میں کیا بھا گیا تمہیں ارسلہ نے سوال کیا

تم اور تعبیر الگ ہو بہت الگ تم لوگوں میں حیا ہے کوئی شوخی نہیں ہے تم لوگ حساس ہو ایک دوسرے کا درد سمجھتے ہو ہمیں پانچ ماہ ہونے والے ہیں ایک دوسرے کو جانتے ہوئے پر میں نے کبھی تم دونوں کو فضول میں لڑکوں کے ساتھ فری ہوتے نہیں دیکھا بیہودہ ڈریسنگ میں نہیں دیکھا میں اور زاوی پوری یونیورسٹی کے سبسے زیادہ ڈیمانڈڈ لڑکے ہیں اور ہم سب دوست ہیں پر تم لوگوں نے کبھی اپنی کسی حرکت سے ہمیں یہ محسوس نہیں کروایا کے تم لوگ ہم میں دلچسپی رکھتے ہو اور یقین مانو لڑکوں کو ایسی ہی لڑکیاں پسند ہوتی ہیں جن میں حیا ہو ہاشم کی بات پر ارسلہ اسکے سحر میں جکڑتی گئی اسنے کتنی خوبصورتی سے انکے کردار کو بیان کیا تھا

کوئی جلدی نہیں ہے تم اپنا وقت لو اچھے سے سوچ کر جواب دینا میں یہ ٹریپ تمہارے ساتھ یادگار بنانا چاہتا ہوں اسنے اپنی بات کہی اور پھر دور کھڑے سگرٹ پیتے زاویار کی طرف بڑھ گیا

اور ارسلہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسکو دور جاتا دیکھتی رہی

اگلی صبح ناشتے کی میز پر اب آج کا پلان ترتیب دے رہے تھے نیلم ویلی میں آج انکا آخری دن تھا کل فجر کے بعد انھوں نے ارنگ کیل کے لئے نکل جانا تھا

آج سبکا ارادہ تھا کے وہ لوگ دریائے نیلم میں کشتی وغیرہ پر بیٹھیں گے اور آس پاس کے علاقے گھومیں گے

اب کہیں نا کہیں یونیورسٹی کی لڑکیوں نے ارسلہ اور تعبیر کو قبول کرنا شروع کر دیا تھا جو ایک برف تھی وہ آہستہ آہستہ پگھل رہی تھی اور گنتی کی کچھ لڑکیوں کے علاوہ سبکا رویہ اب انکے ساتھ کافی اچھا تھا

ابھی بھی تعبیر اور ارسلہ جبین اور اسکی دوستوں کی کسی بات پر ہنس رہی تھیں سب یوں بیٹھے تھے کے آمنے سامنے لڑکے لڑکیاں بیٹھے ہوئے تھے لڑکیاں آج بھی مغربی لباس میں میک اپ سے اٹے چہرے لئے بیبیٹھی ہوئی تھیں

ارسلہ آج زرا زیادہ دل لگا کر تیار ہوئی تھی اور وقفے وقفے سے ہاشم کی نظریں اپنے چہرے پر بھٹکتی دیکھ رہی تھی اور اسکا چہرہ انجانے میں ہی بلش کر رہا تھا اسکے برعکس تعبیر آج بھی ایک اوور سائز ڈہڈی میں ملبوس تھی وہ پورے ٹریپ پر سبسے چھوٹی تھی عمر میں بھی اور قد میں بھی تو سب اسکو لاڈلی سمجھ کر مذاق کرتے تھے خاص کر لڑکے اور اب تو لڑکیاں بھی اسکو پیار سے تنگ کرنے لگی تھیں جس پر کبھی وہ اپنے گال پھلاتی اور کبھی ہنس دیتی جس سے اسکے گالوں کے گڑھے نمایاں ہوتے اور زاویار کو اپنا دل ان میں ڈوبتا محسوس ہوتا

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ سب سیر کے لئے نکل گئے

رات کو واپس آتے ہی سب جلدی سو گئے کیونکہ کل فجر کے بعد ہی انہیں ارنگ کیل کے لئے نکلنا تھا

اگلی صبح سبکی آنکھ ارنگ کیل میں ہی کھلی تھی کیونکہ بمشکل آنکھیں کھولتے سب بسوں میں سوار ہوئے تھے اور بس چلتے ہی سب سو گئے تھے اور جاگ اب گیارہ بجے کے قریب ارنگ کیل پہنچ کر ہی کھلی تھی

تعبیر پورا راستہ جاگتی آئی تھی اور مبہوت سی قدرت کے نظاروں میں کھو سی گئی تھی

فریش ہو کر سب ناشتے کے بجائے دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے اکھٹے ہوئے اور کھانے پر ہی آگے کا پلان ترتیب دینے لگے

گائیڈ سے مشورہ کر کے اب وہ پاس ہی بنے ایک ہائیکنگ ٹریک پر جا رہے تھے

سب بچوں نے اپنے جوتے پہنے لباس بھی آرام دے ہی پہنا اور نکل پڑے

ہاشم اور ارسلہ کچھ دیر کے لئے الگ ہوئے تھے اور اب باتیں کرتے آہستہ آہستہ جا رہے تھے ارسلہ ہاشم کی کہی تمام باتیں تعبیر کو بتا چکی تھی اور تعبیر کیونکہ پہلے ہی ارسلہ کی فیلنگز سے واقف تھی تو اسکو سب سن کر کافی خوشی ہوئی تھی اب بھی ہاشم کے ایک بار کہنے پر اسنے بے جھجک ارسلہ کو اسکے ساتھ بھیج دیا خود اب وہ ہائیکنگ اسٹیک پکڑے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اوپر جا رہی تھی قد چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسکی کافی محنت لگ رہی تھی یوں اوپر جاتے ہوئے مگر ہار ماننا اسنے سیکھا نہیں تھا اسلئے ہمت کر کے چلتی گئی

عدنان اور سجاد ایاز لوگوں کے ساتھ اپنا مذاق کرتے جا رہے تھے تعبیر نے انکو بھی اپنے ساتھ نہیں باندھا تھا وہ اکیلی ہی جا رہی تھی جب چلتے چلتے اسے جھاڑیوں سے آواز آئی اسنے مڑ کر دیکھا مگر کچھ بھی نہیں تھا

وہ نظر انداز کر کے پھر سے چلنے لگی جب چلتے چلتے ایک سانپ اسکے قدموں میں آیا اور وہ چیخ کر ایک قدم پیچھے ہٹی وہیں بیلنس برکرار نا رکھ پانے کی وجہ سے وہ رول ہوتے ہوتے نیچے کو جانے لگی اسکی چیخیں کوئی بھی سن نہیں پایا تھا کیونکہ سب ہی آگے تھے

زاویار جو کہ تعبیر کی وجہ سے جان بوجھ کر اسکے پیچھے تھوڑا سلو آرہا تھا اسکی چیخ سنتے ابھی محتاط ہوا ہی تھا کے وہ رول ہوتی ہوتی اسکے قدموں کے پاس سے گزرنے ہی والی تھی کے زاویار نے اسکی بازو تھام کر اسکو روک لیا تعبیر نے آنکھیں بند کیے شکر ادا کیا کے وہ مزید نیچے نہیں گئی

کیا ہوا تم ٹھیک ہو زاویار نے فکر مندی سے پوچھا تعبیر کافی برا گری تھی جسکی وجہ سے گٹنے اور بازو بری ترہان سے چِھل گئے تھے خون بھی رس رہا تھا مگر وہ تعبیر ہی کیا جو زاویار کے آگے ہار مان جائے

ہاہاں ٹھیک ہوں اسنے اٹھ کر اپنی پینٹ جھاڑتے ہوئے کہا

ادھر بیٹھو پاگل لڑکی اتنی زیادہ چوٹ آئی ہے اور کہ رہی ہو کے ٹھیک ہوں زاویار نے اسکو ڈپٹا

تمہیں کیا تم جاؤ میں دیکھ لوں گی خود ہی تعبیر نے ہاتھ چُھڑوانا چاہا

چپ ایک دم چپ زخم دیکھنے دو زاویار نے آنکھیں دکھائی تو وہ خاموش ہو گی

زاویار نے اپنے بیگ سے پانی کی بوٹل نکالی اور پہلے بازو کا زخم اور اسکے بعد اسکی پینٹ فولڈ کر کے گٹنے کا زخم صاف کیا

اپنا حلیہ دیکھو اور حرکتیں دیکھو زاویار نے اسکو گھورا

کیا مسئلہ ہے میرے حلییئے کو اسنے لڑاکا عورتوں کی ترہان کہا

توزاویار نے زبان دانتوں تلے دبائی

کیا شیلٹر والے کمپلین وغیرہ نہیں پلاتے تھے جو تم اتنی سی ہی رہ گئی سراسر مذاق اڑایا اور دو انگلیوں کو زرا سا کھول کر باقائدہ اتنی سی کی تصیح کی مگر اسکی بات پر تعبیر کو کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا شیلٹر میں بتائے پل وہ لمحے جب وہ اپنی ہر خوشی ہر حسرت اور خواہش کا گلا گھونٹ کر بس دو وقت کی دال روٹی پر گزارا کرتے تھے اور کیسے باقی لوگوں کے لئے سب کچھ مذاق تھا

تم جیسے لوگ کیا جانو کے جن بچوں کے ماں باپ نہیں ہوتے جو یتیم ہوتے ہیں یا جنکے ماں باپ جان بوجھ کر انکو ایسی جگھوں پر چھوڑ جاتے ہیں تاکہ اپنی جان چھڑوا سکیں انکی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے ہمیں کیسے اپنی ہر خواہش ہر حسرت کو مارنا پڑتا ہے کیونکہ ہمارے پاس وہ ماں باپ نہیں ہوتے جو ہمارے نخرے اٹھائیں ایسی جگہ پر دو وقت کی روٹی مل جانا ایک غنیمت ہوتا ہے اور تم میرے قد پر طنز کر کے میرا مذاق اڑا رہے ہو تعبیر کی آنکھوں میں نمی سی چمکی تھی اور زاویار بے

چین سا ہوا تھا اسنے یہ تو نہیں چاہا تھا وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا کے اپنے مذاق میں کہے گئے لفظوں سے تعبیر کی دل آزاری کرے

تعبیر میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا میں تو مزاا بھی اسکے لفظ منہ میں ہی تھے کے تعبیر اسکی بات کاٹ گئی

بھاڑ میں گیا تمہارا مذاق تمہیں جسٹیفائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتہ ہے تم جیسے امیر زادوں کے لئے ہر چیز مذاق ہے تعبیر نے اٹھتے ہوئے کہا اسکی ٹانگ میں بہت درد تھا جسکی وجہ سے وہ ہائک تو یقیناً نہیں کر سکتی تھی اسلئے اسنے نیچے ہوٹل میں جانے کا فیصلہ کیا

تعبیر یار آئی ایم سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا وہ اسکے پیچھے نیچے اترنے لگا مگر اُسنے جواب نہیں دیا

تعبیر یار پلیز۔ میری بات سنو میرا وہ مطلب نہیں تھا اسنے آواز دی

زاویار میں تم سے ناراض نہیں ہوں نا غصہ ہوں کیونکہ تم نے بات مذاق میں کی ہے تم پریشان نہیں ہو اور جاؤ ٹریک پورا کرو میرے پیئر میں درد ہے میں نیچے جا رہی ہوں جب تعبیر نے کتنی ہی دیر زاویار کو اپنا نام پکارتے نیچے آتے دیکھا تو

اپنے آپ کو کوسنے لگی کیا ضرورت تھی فضول میں اُس پر چڑھائی کر کے خود بیچاری بننے کی اسلیئے مڑ کر اسکو تسلی دی کے وہ غصہ نہیں ہے

بھاڑ میں گیا ٹریک میری بات سنو میں سچ میں شرمندہ ہوں ایسا کیا کروں کے تمہیں یقین دلوا سکوں کے میں سچ میں مذاق کر رہا تھا میرا ارادہ تمہیں ہرٹ کرنے کا نہیں تھا اسنے تعبیر کے سامنے آتے ہوئے کہا

تمہیں کیوں اتنی فکر ہے میرے غصّے اور ناراضگی کی تعبیر نے سوالیہ پوچھا

بس تم ایسے چپ اور اداس اچھی نہیں لگتی اسنے کان کھجا کر کہا کتنا معصوم لگتا تھا ایسے تعبیر نے پل کے پل دیکھ کر سوچا مگر پھر سر جھٹک گئی اب دونوں اوپر جانے کے بجائے نیچے اتر رہے تھے

رامین مارے گی تمہیں اب کے تعبیر نے ہنس کر کہا

کسی کی اتنی مجال زاویار نے ناک سکوڑ کر کہا

ویسے تم کتنے سال کی ہو زاویار نے ایک اور سوال کیا

میں انیس سال کی ہوں تعبیر نے دیہان سے اترتے ہوئے کہا

(اگر میری تعبیر آج ہمارے پاس ہوتی تو وہ انیس سال کی ہوتی) آرزو کی بات جھٹ سے زاویار کے ذہن میں گونجی تھی دل دھڑکا تھا

تعبیر ایک بات پوچھوں برا تو نہیں مانو گی زاویار نے سوال کیا

ہاں پوچھو وہ زاویار سے ایک قدم آگے تھی تو پیچھے مڑ کر پوچھا

جس دن ہم یونیورسٹی سے نکلے تھے تم خواب میں ڈر گئی تھی کیوں ڈری تھی

زاویار کی بات پر تعبیر کے چہرے پر سایا سا لہرایا

وہ وہ جھجھکی

وہ کیا؟ سوالیہ پوچھا

مجھے بچپن سے خواب آتا ہے عجیب سا خواب پھر میں ڈر جاتی ہوں تعبیر نے بتایا

کیا خواب زاویار نے تجسّس سے پوچھا اور تعبیر ٹوٹا پھوٹا سب بتانے لگی

مجھے خواب آتا ہے کے میں بھاگ رہی ہوں بلی کے بچے کے پیچھے اور کھلی سی جگہ ہے سفید فرش ہے عجیب سی جگہ پھر بھاگتے بھاگتے میں ڈر جاتی ہوں میں کسی کو ڈھونڈتی ہوں شاید اپنی ماں کو پر وہ کہیں نہیں ہے پھر میں رونے لگتی ہوں روتے

ہوئے مجھے ایک عجیب سا انسان دیکھ لیتا ہے اسنے ہرے رنگ کا کچھ پہنا ہے

بکھرے بال ہیں مالا ہے ہاتھوں میں بھی عجیب کچھ پہنا ہوا ہے

میں ڈر جاتی ہوں مزید پھر۔مزید روتی ہوں اور وہ میرے پاس آتا ہے میں اور

رونے لگتی ہوں جس عورت کو میں ڈھونڈ رہی ہوں وہ نہیں آتی ایسے ہی روتے

روتے میری آنکھ ہمیشہ کھل جاتی ہے تعبیر کو ابھی بھی سب بتاتے ہوئے عجیب

ڈر سا محسوس ہو رہا تھا

زاویار کا دل دھڑک رہا تھا آرزو تعبیر کو مزار پر لے کر گئی تھی اور جو خواب کا

نقشہ تعبیر بتا رہی تھی وہ مزار کا ہی لگ رہا تھا

تمہیں شیلٹر کس نے بھیجا تھا زاویار نے بیتابی سے سوال کیا

میرے ماں باپ نے ہی چھوڑا ہو گا اسکو یک دم اپنے ماں باپ سے شکوہ ہوا تھا

پر تمہیں یاد ہو شاید کے کس نے چھوڑا تھا وہاں زاویار کا دل دھڑک رہا تھا ہونا ہو

تعبیر آرزو اور اورنگزیب کی ہی بیٹی تھی اسکی اپنی تعبیر اسکی پری وہ لڑکی جسکے

لئے وہ بچپن میں بہت جذباتی تھا اور اسکے کھو جانے پر کتنے دن بخار میں تپتا رہا تھا

نہ نہیں پر اماں بتاتی ہیں جو مجھے وہاں چھوڑ گیا تھا اسے میں مری کے علاقے میں پہاڑوں پر کسی سڑک کے کنارے ملی تھی میں بیہوش تھی اسکے بتانے پر زاویار مزید ششوپنج میں پڑ گیا تھا مری کا علاقہ آنی بھی تو پری کو مری میں ہی کسی بابے کے پاس لے کر گئی تھیں

اوہ خدایا وہ پاگل ہونے والا تھا کاش وہ انکی پری ہوتی اسکے بھائی اور آنی کی بیٹی

وہ باتیں کرتے کرتے نیچے پہنچ گئے تھے

تم ریسٹ کرو میں تمہارے کمرے میں دودھ اور دوائی بھیجتا ہوں یہ کہہ کر وہ اُسے کمرے میں چھوڑ کر نکل گیا

تعبیر بھی آرام دے کپڑوں میں آتے ہی سونے کے لئے لیٹ گئی

اسلام علیکم بھائی زاویار نے بے چینی کے مارے سیدھا اورنگزیب کو کال ملالی اسکا دل عجیب سے احساس سے دھڑک رہا تھا اتنے اتفاق ایک ساتھ نہیں ہو سکتے

تھے وہ یقیناً اسکی آنی کی بیٹی تھی اور اگر تعبیر آرزو اور اورنگزیب کو مل جاتی تو وہ زندگی کی طرف لوٹ آتے اسکی آنی جی اٹھتیں

وعلیکم اسلام اورنگزیب نے خوشدلی سے جواب دیا

بھائی ایک سوال کرنا ہے سوچ سمجھ کر جواب دیں زاویار کے لہجے پر اورنگزیب ٹھٹکے تھے

ہاں پوچھو سب خیر ہے؟ ناسمجھی سے پوچھا

بھائی پری کی کوئی نشانی بتائیں کوئی ایسی نشانی جس سے ہم اتنے سال بعد تصدیق کر سکیں کے ہماری تعبیر ہے

یہ کے کیا کہ رہے ہو زاویار اورنگزیب کا دل اپنی بیٹی کے نام پر دھڑکا تھا

بھائی یار وقت نہیں ہے سگنل ڈراپ ہو جائیں گے جلدی بتائیں کوئی برتھ مارک کوئی چوٹ کوئی نشان کوئی تل کچھ بھی ایسا جو تعبیر کی تصدیق کر سکے زاویار کا دل بے چین تھا

می میری بیٹی کی گردن سے کچھ نیچے دائیں کندھے پر برتھ مارک ہے وہ لمبائی میں تھا پتلا بھورے رنگ کا نیچے سے تھوڑا چوڑا تھا

کیا تم تعبیر کو ڈھونڈ رہے ہو کیا تمہیں تعبیر مل گئی ہے کیا میری بیٹی زندہ ہے

اورنگزیب بیساختہ نم لہجے میں بولے تھے انکے لب کپکارہے تھے جسم لرز رہا تھا

بھائی میں بات کرتا ہوں آپ سے کچھ دیر میں

زاویار مجھے بتاؤ میرے سوالوں کا جواب دو کہہ دو کے تمہیں تعبیر مل گئی ہے میں اور آرزو اب اپنی بیٹی کے بغیر نہیں رہ سکتے وہ رونے لگے تھے عجیب کھچ سی پڑ رہی تھی دل کو

بھائی یار آپ کیوں ایسے کر رہیں ہیں آپ روئیں گے تو آنی کو کون سنبھالے گا

مجھے لگتا ہے میں اپنی پری کے بہت قریب ہوں میں اسکو آپکے پاس لاؤں گا

زاویار کی بات پر اورنگزیب کے دل نے رفتار پکڑی تھی وہ انکو سمجھا کر کال کاٹ گیا

اب بس تعبیر کے کندھے کا وہ نشان دیکھ کر تصدیق کرنی تھی پھر اسکی آنی اور بھائی کی ریاضتوں کا پھل مل جانا تھا

شام ڈھلے سب ٹریک سے واپس آ گئے تھے

تعبیر یار تو کہاں چلی گئی تھی میں ڈھونڈتی رہی تجھے آتے ساتھ ارسلہ نے تعبیر سے پوچھا

میں گر گئی تھی پیچھے ہی زاویار آرہا تھا وہ پھر مجھے نیچے لے آیا

او چوٹ زیادہ تو نہیں لگی ارسلہ نے پریشانی سے پوچھا

نہیں بس تھوڑی سی چوٹ آئی ہے اب بہتر ہے طبیعت

تعبیر نے بتایا تو ارسلہ مطمئن ہو گئی

تو بتا کیسی رہی ٹریکنگ تعبیر نے اسکی گود میں سر رکھ کر اسے چڑھایا اور ارسلہ کے گال دہک گئے

تعبیر کیا سچ میں وہ مجھسے پیار کرتا ہو گا ارسلہ نے اداس دل سے کہا

ہاں کیوں نہیں میری سلا چاہے جانے کے قابل ہے اسنے پیار سے کہا

پر اسکی تو کتنی لڑکیوں سے دوستی ہے کہیں وہ میرے ساتھ بھی ٹائم پاس نا کر رہا ہو ایک اور وہم

میں سر پھاڑ دوں گی اسکا اگر اسنے میری جان کا دل توڑا تو تعبیر کی بات پر ارسلہ کھلکھلا دی

فریسہ کی شکل دیکھنے والی تھی ہم دونوں کو ساتھ دیکھ کر ارسلہ نے کہا لگا کر بتایا تو تعبیر بھی ہنس دی

تو بتا تیرا کیا سین ہے ارسلہ نے آنکھوں میں شرارت لئے پوچھا

کیا مطلب کیسا سین ؟سوالیہ ابرو اٹھائے

عدنان اچھا ہے ارسلہ نے تھوڑا سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

بقواس نا کر ارسلہ مجھے اس سب سے دور رکھ تعبیر سنجیدہ ہوئی تھی اور اسکی گود سے سر اٹھا گئی

تعبیر یار مذاق کر رہی ہوں ارسلہ سمجھ گئی تھی کے اسکو یہ بات پسند نہیں آئی

غصہ مت ہو ارسلہ کی بات پر تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا اور مسکرا کر بات بدل گئی

کل انکے ٹریپ کا آخری دن تھا آج سے دو دن پہلے وہ لوگ ناران آ گئے تھے اور بہت سے سیاہی مقامات کی سیر کر چکے تھے جس میں بابو سر ٹاپ لولو سر جھیل بٹا کنڈی اور ارد گرد کے مقامات شامل تھے مگر وہ لوگ جھیل سیف ال ملوک نہیں جا سکے تھے کیونکہ لینڈ سلائیڈ کی وجہ سے اوپر کا راستہ بند تھا

کل انکی یہاں آخری رات ہوتی کیونکہ کل فجر کے بعد انہوں نے واپسی کے لئے نکل جانا تھا آج رات کھانے کے بعد زاویار اپنے دوستوں سمیت پیدل ہی ہائک کر کے سیف ال ملوک جھیل پر جا رہا تھا کیونکہ وہ یہاں آ کر اس خوبصورت جھیل کو دیکھے بغیر نہیں جانا چاہتا تھا

یونیورسٹی کی انتظامیہ نے سختی سے بچوں کو منع کیا تھا کے لینڈ سلائیڈ کی وجہ سے کوئی بچا بھی جھیل کی طرف نہیں جائے گا مگر وہ زاویار اور اسکے دوست ہی کیا جو کسی کے سن لیں رات کے دو بجے زاویار ہاشم سجاد عدنان ایاز کریم کندھوں پر بیگ ڈالے پیدل ہی جھیل کی طرف نکل گئے انکا ہوٹل جھیل کے راستے پر ہی واقع تھا اسلئے پیدل راستہ تہ کر کے وہ لوگ جھیل پر جا رہے تھے

اب منظر یوں تھا کے ایک طرف دریا بہہ رہا تھا اور دوسری طرف کھائی اور چٹیل

پہاڑ تھے

فاصلہ تقریباً ساڑھے نو کلو میٹر تھا اور کیونکہ سڑک سہی سے نہیں بنی تھی تو وہ

راستہ قریباً دو گھنٹے کا تھا پیدل

پانچوں مزے سے چھیڑ چھاڑ کرتے جا رہے تھے زاویار جب سے ہوٹل سے نکلا

تھا مسلسل سگریٹ اور پوڈ کے کش لگا رہا تھا

ان سب میں عدنان کے علاوہ باقی سب سگریٹ اور پوڈ کے عادی تھے اور یونہی

جا رہے تھے

تقریباً آدھے گھنٹے کا سفر یونہی کٹ گیا جب انکورات کے ڈھائی بجے اپنے سے کچھ

قدم آگے ایک وجود سا نظر آیا جو انکی طرف پشت کیے اوپر کی طرف جا رہا تھا

ابے وہ دیکھ بھوت سجاد اسکو دیکھ کر ایک دم چیخا اسکی بات پر سبنے اوپر کی طرف

دیکھا وہاں واقعی کوئی تھا

اللہ ہمیں بچالو میں نے سنا ہے یہاں بہت چڑیلیں ہوتی ہیں کوئی بھری جوانی میں مجھ پر عاشق ہو گئی تو میں کیا کروں گا ہاشم نے زاویار کے کندھے سے چپکتے ہوئے کہا

دفعہ دور ہو چڑیلوں کا ٹیسٹ اتنا خراب نہیں ہے کے تجھ پر عاشق ہوں زاویار نے اسکو دور دھکیلا

آگے چل کے اسکے پیئر دیکھتے ہیں چڑیلوں کے پیئر الٹے ہوتے ہیں یہ ایاز تھا

لعنت ہو تیری شکل پر تو ہی مر مجھے ایسا کوئی شوک نہیں ہے ہاشم نے لعنت بھیجی

اب وہ اسکے مزید قریب ہو گئے تھے

یار مجھے پتہ نہیں کیوں لگ رہا ہے کے یہ تعبیر ہے عدنان کی بات پر زاویار نے جھٹ سے اوپر کی طرف دیکھا

پاگل ہے اسکا یہاں کیا کام کریم نے اسکو عقل دلوائی

نہیں یہ تعبیر ہی ہے اسنے مجھے سر سری سا بتایا تھا کے وہ جھیل سیف ال ملوک دیکھے بغیر نہیں جائے گی پر مجھے نہیں پتہ تھا کے وہ اکیلی دیکھنے نکل پڑے گی اسکی بات پر سب پریشان ہوئے تھے تعبیر کی اس غیر ذمیدارانہ حرکت سے اسکی

جان اور عزت دونوں کو خطرہ ہو سکتا تھا عدنان کی بات سن کر زاویار تیز قدم اٹھاتا اوپر بڑھنے لگا اب ان سکبو اس وجود کا قد تعبیر جتنا ہی لگ رہا تھا

زاویار چند قدموں کا فاصلہ جلدی سے تہہ کر کے اس تک پہنچا اور اسے خبر ہونے سے پہلے ایک جھٹکے سے اسکا بازو پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا

تعبیر نے جب سے ہوش سنبھالا تھا یہ سنتی آئی تھی کے سیف ال ملوک پر پریاں اترتی ہیں اور نجانے بچپن کی محرومیاں تھی یا کیا کے اسکے ذہن میں یہ بات تھی کے پریاں ہوتی ہیں اور وہ ان پریوں کو دیکھنا چاہتی تھی اسنے کبھی نہیں سوچا تھا کے وہ کبھی شیلٹر سے نکل کر ناران تک آئے گی مگر آج اگر قسمت اسے یہاں لے ہی آئی تھی تو وہ اُن پریوں کو دیکھے بغیر واپس نہیں جانا چاہتی تھی اسنے یہ بھی سن رکھا تھا کے پریاں رات کو سیف ال ملوک پر اترتی ہیں اسلئے اسنے تہائیہ کر لیا تھا کے وہ ان پریوں کو دیکھے بغیر نہیں جائے گی فون کی نیویگیشن پر راستہ لگا

کر وہ قریباً گیارہ بجے ایک بجے سیف ال ملوک کے لئے نکلی تھی اس بات کا اسنے ارسلہ کو بھی نہیں بتایا تھا ارسلہ سے بس یہ کہا کے وہ باہر والک کرنے جا رہی ہے اور وہ اسکا انتظار کیے بغیر سو جائے باہر آ کر بیگ کندھے پر لٹکایا اور جوگر پہن کر ہوٹل کے پیچھے کے دروازے سے نکل گئی آگے والے لان میں یونیورسٹی کے ہی بچے زاویار ہاشم سمیت بون فائر لگا کر بیٹھے ہوئے تھے

کیونکہ اسکی رفتار کافی کم تھی اسلئے ڈیڑھ گھنٹے میں بھی وہ پچاس منٹ کا فاصلہ طے کر پائی تھی ابھی آگے مزید سوا گھنٹے کا سفر تھا

جیسے جیسے وہ اوپر جاتی جا رہی تھی اسکا دل خوف سے دھڑک رہا تھا کیونکہ یہ پہاڑ یہ چشمے دن کے وقت جتنے خوبصورت اور دل کو لبھانے والے لگتے ہیں اتنے ہی رات کو خوفناک لگتے ہیں یوں جیسے اس سیاہی میں بہت سے راز پوشیدہ ہوں تعبیر بیچ میں کئی بار سوچ چکی تھی کے واپس چلی جائے مگر پھر دل کی وہ خواہش دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی

کچھ دیر گزری جب اسے اپنے پیچھے کچھ قدموں کی آواز آنے لگی اور یہاں تعبیر کی روح قبض ہوئی تھی دل ایک سو اسی کی رفتار پر دوڑ رہا تھا مگر اسنے تہیا کر لیا تھا

کے وہ مڑ کر نہیں دیکھے گی چاہے جو بھی ہو جائے وہ اپنے قدموں میں تیزی لے آئی مگر اب وہ قدموں کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی آوازیں بھی سن پا رہی تھی دل اور بیٹھا مگر ہمت نہیں ہاری چلتی گئی

تبھی اچانک اسے اپنے بازو پر کسی کی جارہانہ گرفت محسوس ہوئی اور بس یہ تعبیر کے صبر کا اختتام تھا اس شخص نے تعبیر کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا اور یہاں تعبیر کی بس ہوئی تھی وہ پیچھے مڑتے ہی آنکھیں بند کیے بہت زور سے چیخنے لگی اسکی چیخ پر پیچھے آتے ہاشم نے باقاعدہ ایاز کی گود میں چڑھنے کی کوشش کی تھی اور جواباً ایاز نے اسکو بازو ڈھیلے چھوڑ کر نیچے گرا دیا تھا اب ہاشم کی گالیاں تھی اور ایاز کے کان

تم یہاں کیا کر رہی ہو تعبیر آنکھیں بند کئے چیخ رہی تھی جب جانی پہچانی آواز سن کر اسنے جھٹ سے آنکھیں کھولی اور آنکھیں دو بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں جن میں اس وقت طیش تھا

ت تم یاہ یہاں ؟ تعبیر نے ہکلاتے ہوئے پوچھا

ہاں میں یہاں مگر تم یہاں کیا کر رہی ہو تمہاری ہمت کیسے ہوئی رات کے اس وقت یہاں اکیلے انے کی زاویار نے اسکی کلائی پر گرفت مضبوط کی

ووہ م میں تعبیر کچھ کہنا چاہتی تھی مگر دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کے کچھ کہہ نہیں پا رہی تھی

ہاں تم تم یہاں کیا کر رہی ہو تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں انے کی جانتی ہو کیا کیا ہو سکتا تھا تمہارے ساتھ عقل کہاں ہے تمہاری زاویار نے اسکو بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور طیش کے عالم میں سوال کیا

ہا ہاتھ چھوڑو درد درد ہو رہا ہے تعبیر نے ہاتھ چُھڑوانا چاہا

پہلے میرے سوالوں کا جواب دو تم یہاں کیسے پہنچی ہمت کیسے ہوئی یہاں انے کی مجھے علم ہوتا تم ایسی کسی حرکت کا سوچ رہی ہو میں ٹانگیں توڑ دیتا تمہاری زاویار نے غصّے سے دھاڑ کر کہا وہ چاروں بھی اب ادھر ہی آ گئے تھے اور ہونکوں کی ترہان تعبیر اور زاویار کو دیکھ رہے تھے تعبیر کا یہاں ہونا یقیناً حیران کن تھا مگر زاویار کا یوں ردِ عمل ظاہر کرنا وہ بھی حیران کن تھا جیسی اسکی شخصیت تھی اسکی بلا

سے کوئی مرور بھی جائے اسے کہاں فرق پڑتا تھا مگر تعبیر کو یوں یہاں دیکھ کر تو جیسے وہ آپے سے باہر ہوا تھا

اور اسکی آخری بات پر تعبیر کو تو پتنگے ہی لگ گئے تھے

ہاتھ چھوڑو میرا اور تم کون ہوتے ہو مجھ پر یوں حکم چلانے والے ؟ میں جو مرضی کروں جہاں مرضی جاؤں تم کون ہو اسنے بھی غصّے سے ہاتھ چھڑوا کر کہا

تعبیر تمہیں یہاں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا تمہارا جھیل پر جانے کا من تھا تو بتا دیتی ہم ساتھ لے آتے تمہیں یہاں کچھ بھی ہو سکتا تھا کہیں گر جاتی کوئی چوٹ آ جاتی کوئی جانور آ جاتا یا کوئی ریپ وغیرہ بھی کر سکتا تھا تم یہ سب سوچے سمجھے بغیر کیسے آ گئی یہاں عدنان نے تھوڑا تہمل سے سمجھایا

میں آیت ال کرسی پڑھ کر نکلی تھی کچھ نہیں ہوتا تعبیر کی بات پر سب اسکو ہونکوں کی ترہان دیکھنے لگے یوں جیسے اسکی بات پر یقین نا آیا ہو وہ اتنے خطرناک راستے پر صرف آیت ال کرسی کے سہارے آ گئی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کے آیت ال کرسی سے فرشتے خود اس انسان کی حفاظت کرتے ہیں

ت تم اس خطرناک راستے پر صرف آیت ال کرسی کے سہارے آگئی ہو زاویار نے شاک کے عالم میں پوچھا اور اسنے اثبات میں سر ہلا دیا

تم پاگل ہو دماغ ٹھیک ہے کچھ ہو جاتا تو؟ زاویار کا دل اسے اکیلے یہاں دیکھ کر انجانے خوف سے دھڑک رہا تھا

تو تمہیں اس سے کیا ہے؟ میں جہاں مرضی جاؤں جو مرضی کروں تم کیوں میرے بھائی بن رہے ہو تعبیر نے چڑھ کر کہا اور بھائی لفظ پر زاویار نے دل میں استغفار کی اور پیچھے کھڑے وہ چاروں ہنس دیئے زاویار مر جاتا مگر کسی لڑکی کا بھائی نا بنتا

تم جانتی ہو یہ راستہ کتنا خطرناک ہے اور تمہاری عقل کہاں غائب ہے جو اکیلی نکل پڑی زاویار اب بھی غصّے میں تھا

میں جھیل سیف ال ملوک دیکھے بغیر نہیں جانا چاہتی تھی اور مجھے دیکھنی بھی رات میں تھی اسلئے میں جھیل پر جا رہی ہوں اور تمہیں کیا مسئلہ ہے میں جہاں مرضی جاؤں تعبیر نے اسکو گھورا

تم اب اوپر نہیں بلکہ نیچے جا رہی ہو چلو نیچے زاویار نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسکو نیچے کو لے جانے لگا

ہاتھ چھوڑو میرا پاگل انسان تعبیر نے کھینچ کر اپنا ہاتھ چُھڑوانا چاہا مگر ناکام رہی

عدنان ھاشم اسکو کہو میرا ہاتھ چھوڑے جب زاویار سے بہت کوشش کے بعد بھی اپنا ہاتھ چھڑوانا پائی تو ہاشم کو اور باقی سبکو بلانے لگی

زاوی یار ہاتھ چھوڑ دے اسکا کیوں زبردستی کر رہا ہے ہاشم نے آگے آکر اسکو روکنا چاہا

تو بیچ میں مت بول کیا تم لوگ جانتے نہیں ہو کے کیا ہو سکتا تھا اسکے ساتھ یہ تو پاگل ہے اور تم لوگ اسکا ساتھ دے رہے ہو زاویار نے ہاشم کو بھی ڈپٹا کہہ تو وہ ٹھیک رہا تھا رات کے اس پہر کچھ بھی ہو سکتا تھا

تم نیچے چل رہی ہو زاویار نے اسکو دوبارہ گھسیٹا

نہیں مجھے اوپر جانا ہے پلیز مجھے جانے دو زاویار کا انداز ایسا تھا کے تعبیر بیساختہ اسکی منت کرنے لگی

زاوی یار اب ہم بھی تو چل رہے ہیں اوپر تعبیر کو اپنے ساتھ ہی لے جاتے ہیں

اسکا پتہ نہیں کتنا دل ہے جانے کا عدنان نے تعبیر کا دفاع کیا زاویار نے اسکو بھی گھورا

ہاں پلیز آپ لوگ مجھے بھی لے جاو تعبیر نے زاویار کی منت کی اور آخر کار وہ مان ہی گیا

اب حال یہ تھا کے ان پانچوں کے ساتھ تعبیر بھی مل گئ تھی

قریباً صبح کے ساڑھے تین بجے وہ لوگ جھیل پر پہنچے اور وہاں پہنچتے ساتھ سبکی بولتی بند ہو گئ وہ نظارہ تھا ہی اتنا خوبصورت دو برفیلے پہاڑوں کے بیچ وہ خوبصورت شفاف پانی والی جھیل جس میں اس وقت چاند کا خوبصورت عکس بہت نمایا تھا

تعبیر اُن سبکو پیچھے چھوڑتی آگے آگئی اور سانس روکے اُس منظر کو دیکھنے لگی یوں جیسے وہ اس منظر کو اپنی آنکھوں میں جذب کر لینا چاہتی ہو کیا اللہ کی تخلیق اتنی خوبصورت تھی

یقیناً تھی

وہ پانچوں بھی یونہی مبہوت سے سارے منظر کو دیکھ رہے تھے وہ یہاں پہلے بھی آچکے تھے مگر رات کے وقت وہ جگہ جنت کا ٹکڑا معلوم ہو رہی تھی بہت دیر وہ سب خاموشی سے اس منظر کو دیکھتے رہے یوں جیسے آنکھوں میں بھر لینا چاہتے ہوں

دور کہیں فجر کی نماز کا وقت ہوا تھا تعبیر کے فون میں اذان گونجی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور وہ سب بھی اسکی طرف دیکھنے لگے

کچھ دیر میں دن نکل آئے گا ہمیں اب چلنا چاہیے دو گھنٹے تو جانے میں لگ جائیں گے ہاشم نے پتھر سے اٹھتے ہوئے کہا

مجھے نماز پڑھنی ہے تعبیر نے جھجھک کر کہا وہ پانچوں نمازوں کے عادی نہیں تھے اسلئے تھوڑے شرمندہ ہوئے

ٹھیک ہے تم نماز پڑھ لو پھر نکلتے ہیں یہ عدنان تھا

وضو کیسے کروں اسنے جھجھک کر کہا

جھیل کے پانی سے ہاشم نے حل پیش کیا

میں کروا دیتا ہوں یہ زاویار تھا اور سب حیرانی سے اسکو دیکھنے لگے ہاشم تو بہت کچھ سمجھ بھی رہا تھا

ن نہیں می میں کر لیتی ہوں خود ہی تعبیر کو عجیب لگ رہا تھا مگر زاویار آگے بڑھ کر پانی کی بوتل میں جھیل سے پانی بھرنے لگا تعبیر بھی مجبوراً آگے ہوئی

اب زاویار تھوڑا تھوڑا پانی بوتل سے انڈیل رہا تھا اور تعبیر وضو کر رہی تھی

وضو سے فارغ ہو کر تعبیر اپنے بیگ سے جائے نماز نکالنے لگی اور کعبہ کا رکھ ایاز نے فون سے نکال کر بتا دیا

ہاشم اور کریم دور کھڑے سگریٹ پی رہے تھے عدنان سجاد کی تصویریں کھینچ رہا تھا اور زاویار وہ خاموش سا ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا دل عجیب سا ہو رہا تھا ایک عجیب سا احساس دل میں پنپ رہا تھا جسکو وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسکی نظر مسلسل نماز پڑھتی ہوئی تعبیر پر تھی وہ بہت سی لڑکیوں کے ساتھ رہا تھا وقت گزارا تھا

اور بہت نزدیک تک بھی گیا تھا مگر اسنے کبھی بھی کسی کے لئے ایسا محسوس نہیں کیا تھا جیسا وہ تعبیر کے لئے کر رہا تھا

اسکو نماز پڑھتے دیکھ دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا شاید یہ سب اسلئے تھا کیونکہ وہ اسکے آنی اور بھائی کی بیٹی تھی مگر ابھی یہ ثابت نہیں ہوا تھا کے تعبیر ہی آرزو اور اورنگزیب کی بیٹی ہے مگر پھر دل کیوں چاہ رہا تھا کے وہ ہمیشہ کے لئے اسکی ہو جائے کوئی اسکو نا دیکھے اور نا ہی اس سے بات کرے وہ چاہ رہا تھا کے وہ اسکو خود میں سمیٹ لے کے تعبیر صرف زاویار کو مویسر ہو زاویار جو کے بے انتہا لڑکیوں کے ساتھ رہ چکا تھا یہ سمجھنے سے کاسر تھا کے یہ احساس الگ ہے یہ لمحہ الگ ہے یہ لمحہ محبت کا لمحہ ہے ایسا لمحہ جس میں محبت پوری آب و تاب سے اسکے دل پر قبضہ جما گئی ہے

تعبیر نے نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز تہ کیا

وہ کچھ اداس تھی کیونکہ بہت دیر انتظار کرنے کے باوجود بھی پریاں نہیں آئی تھیں مگر یہ منظر یہ جھیل سب گلے شکوے دور کر گئی تھی

چلیں زاویار نے اسکو اٹھتے دیکھ کہا

حمم تعبیر بھی اسکے ہمراہ ہو گئی

اس سے پہلے وہ لوگ واپس اترتے ایک بوڑھا بابا انکو مل گیا اور اسنے بہت منت کر کے انکو منایا کے وہ سب اس سے جھیل سیف ال ملوک کی کہانی سنیں اور تعبیر سننا چاہتی تھی تو سب مجبوراً رک گئے

اور پھر اسنے بتایا کے کیسے اس پہاڑ پر ایک پری تھی جسکو دیو نے قابو کر رکھا تھا اور پھر شہزادہ سیف ال ملوک اس پری پیکر کو دیو کی قید سے آزاد کروا کر لے گیا تھا

مط مطلب یہاں پریاں سچ میں اترتی ہیں کہانی سن کر تعبیر کے منہ سے بیساختہ نلکا سبنے مذاق اڑانے والی نظروں سے تعبیر کو دیکھا

ہاں پتر ہر چوہدویں کی رات جب پورا چاند ہوتا ہے تب جھیل کے پانی پر اترتی ہیں وہ شخص ان سبکو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کے انکا تعلق اچھے گھرانوں سے ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ پیسے اینٹھنے کے چکر میں تھا

مط مطلب پریاں ہوتی ہیں سچ میں اسنے دوبارہ کہا زاویار نے بیساختہ اسکی طرف دیکھا

ہاں ناپُتر پوری جھیل پر پریاں اترتی ہیں اس بوڑھے نے اسکی بات کی تصدیق کی

کاش میں انکو دیکھ پاتی اُسنے بجھے دل سے کہا

کیا یار چُھٹکی بابا مذاق لگا ہوا ہے تم سیریس ہو گئی ہو پریوں کا اصلی زندگی میں کوئی وجود نہیں ہوتا ہاشم نے اسکے سر پر ہلکی سے تھپکی دی تعبیر اداس ہو گئی تھی وہ یہاں جو دیکھنے آئی تھی اسے وہ سب دیکھنا تو نصیب ہی نہیں ہوا

عدنان نے اپنی جیب سے پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ نکال کر بابے کے ہاتھ میں تھمائے اور وہ لوگ واپسی کے لیے اتر گئے

اب تک سب بہت تھک گئے تھے اور مجبوراً خود کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے

زاویار نے ایک نظر اپنے پیچھے آتے عدنان ہاشم ایاز اور سجاد کو دیکھا اور اپنے قدموں کی رفتار آہستہ کرتے انکے پیچھے آتی تعبیر کے ہم قدم ہو گیا تعبیر نے ایک نظر اسکو دیکھا اور پھر سیدھ میں دیکھنے لگی اسکو زاویار کی حرکت ایک آنکھ نہیں بھائی تھی اسلئے اسکو نظرانداز کر گئی

تعبیر آئی ایم سوری مجھے ایسے ریکٹ نہیں کرنا چاہیے تھا زاویار نے اسکی طرف دیکھ کر کہا تعبیر خاموش رہی

میں سچ میں ایسا کچھ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر تمہیں رات کے اس پہر وہاں دیکھ کر صحیح معینوں میں میری جان نکلی تھی اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو زاویار کی اتنی فقر پر تعبیر نے اجنبے سے زاویار کو دیکھا

چلو فرض کرو مجھے کچھ ہو بھی جاتا تو تمہیں اس سے اتنا فرق کیوں پڑ رہا تھا تعبیر نے آبرو اُچکائے

تمہیں کچھ ہو جاتا تو تمہارے ماں باپ کا کیا ہوتا ذہن میں بیساختہ آرزو اور اورنگزیب کے چہرے لہرائے تعبیر اسکی بات پر ہنس دی ایک کھوکھلی ہنسی تھی ماں باپ ہوتے تو انکو فرق پڑتا نا وہ تو مجھے وہاں چھوڑ کر اپنی جان چھڑوا چکے ہیں تعبیر کی آنکھوں میں نمی سی چمکی تھی جو ہلکی ہلکی پھیلی دن کی روشنی میں زاویار دیکھ چکا تھا

تم کیسے کہہ سکتی ہو کے تمہارے ماں باپ نے تمہیں وہاں چھوڑا ہے ہو سکتا ہے کسی نے انسے تمہیں چھین لیا ہو اور آج بھی وہ تمہارے انتظار میں بیٹھے ہوں

زاویار کی بات پر تعبیر نے نفی میں سر ہلایا

ایسا صرف کہانیوں میں ہوتا ہے اصلی زندگی میں نہیں تعبیر نے ہنس کر کہا

مطلب پریاں اصل زندگی میں ہو سکتی ہیں مگر ایسی باتیں صرف کہانیوں میں ہو سکتی ہیں سٹرینج ہاشم جو کہ اُنسے کچھ قدم ہے آگے چل رہا تھا تعبیر کی بات سن کر اسے چڑھانے لگا سب اسکی بات پر ہنس دیئے

تم دفعہ ہو جاو ہاشم بات مت کرنا اب مجھسے تعبیر نے اسکے کندھے پر ہلکی سی چپت رسید کی

آہ مار دیا ظالم ہاشم کی اداکاری عروج پر تھی سب ہنس رہے تھے

قریباً صبح کے ساڑھے پانچ بجے وہ لوگ واپس ہوٹل پہنچ گئے تھے اور تھکے ہارے سب اپنے کمروں میں گھس گئے

مگر بستر پر لیٹنے کے بعد بھی جو انسان نہیں سو پا رہا تھا وہ زاویار خان کا ستورو تھا دل کی حالت عجیب تھی دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا اور آنکھیں بند کرنے پر

بھی تعبیر کا دوپٹے میں لپٹا چہرہ اور دعا کے لیے اٹھے ہاتھ سامنے آرہے تھے اس ایک سفر نے زاویار کے دل کی حالت بدل دی تھی وہ انسان جو لڑکیوں کو صرف وقت گزاری کے لیے استعمال کرتا تھا آج ایک لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا

یہ لڑکی مجھے پاگل کردے گی اپنی سوچوں سے تنگ آکر زاویار نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا

مجھے بھی ہاشم کی نیند میں ڈوبی آواز گونجی شاید وہ بھی خواب میں ارسلہ کو دیکھ رہا تھا تبھی ایسے جواب دیا

مرجاذلیل انسان زاویار نے اسکو تکیہ مارا اور خود بھی سب سوچوں کو جھٹکتے آنکھیں موندھ گیا

بل آخر ٹور اپنے اختتام پر پہنچا تھا تعبیر جانا نہیں چاہتی تھی مگر آج وہ اس بات کا اقرار کرتی تھی کے اگر وہ نا جاتی تو دل میں ایک خلش سی رہ جاتی کے وہ کیوں نہیں گئی ناران میں بتائی وہ آخری رات بہت کچھ بدل گئی تھی وہ عجیب کش مکش میں پڑ گئی تھی زاویار کا رویہ نارمل نہیں تھا وہ حق جتاتا انداز وہ تعبیر کو اکیلے وہاں دیکھ لینے پر یوں تڑپ جانا نہیں یہ نارمل نہیں تھا اس رات کے بعد تعبیر زاویار کو نظر انداز کر رہی تھی کیونکہ زاویار کی وہ لو دیتی نظریں بہت کچھ باور کروا رہی تھیں

ناران سے واپس آتے ہی تعبیر اور ارسلہ شیلٹر آگئی تھیں اور ہاشم اور زاویار بھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے

آنی یار یہ سب اتنا آسان نہیں ہے وہ عام لڑکیوں کی ترہان نہیں ہے کے اسے کچھ بھی کہانی سنا دو اور وہ مان جائے ابھی تو کنفرم بھی نہیں ہے کہ وہی ہماری پری ہے میں کیسے اسے ادھر لے اووؤں زاویار نے آرزو کو سمجھانا چاہا

تو مجھ مجھے اسکے پاس لے جاؤ نا مجھسے مزید انتظار نہیں ہو رہا پلیز ریز اپنی آنی پر رحم کھاؤ آرزو نے ہاتھ جوڑے

یار آنی کیا کر رہی ہیں میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے نا کے آپکی بیٹی کو اپکے پاس لے کر اووؤں گا تو مجھ پر بھروسہ رکھیں میں لے کر اووؤں گا زاویار نے آرزو کو اپنے کندھے سے لگایا

دکھتی کیسی ہے میری بیٹی آرزو نے آنکھوں میں دیپ لئے پوچھا اور اسکے ذکر پر زاویار کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے

پری ہے زاویار ہنس کر بولا اسکا پانچ فٹ چار انچ کا سراپا ذہن میں گھوما

خبردار جو میری بیٹی کو پری کہا تو پیچھے سے اورنگزیب نے اسکی بات سنتے اسکو ٹوکا زاویار ہنس دیا

کب مل سکتے ہیں ہم اُسے اورنگزیب کے لہجے میں تڑپ تھی

بھائی یار میں آپکو اور آنی کو ایک بات کلیئر کرنا چاہتا ہوں یہ میرا اندازہ ہے کے وہ ہماری تعبیر ہے شاید میں صحیح ہوں شاید غلط کیونکہ ابھی میں نے تصدیق نہیں کی مگر اگر وہ ہماری تعبیر ہوئی تو میرا وعدہ ہے میں اسکو آپ دونوں کے پاس لے کر آؤں گا زاویار نے صاف بات کی تو اورنگزیب نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا

ایک بات ابھی بتا رہا ہوں وہ آپ دونوں کے پاس آ بھی گئی تو بھی میری امانت ہو گی زاویار نے شوخ لہجے میں کہا اسکو اپنی امانت کہتے ہوئے دل دھڑکا تھا یہ احساس بہت خوبصورت تھا

نکلو یہاں سے تم ایک نمبر کے آوارہ بھلا میں اپنی بیٹی تمہیں کیوں دوں گا

اورنگزیب نے اسکی حرکتوں پر چوٹ کی

بس ٹھیک ہے مجھے تو وہ پہلے ہی مویسر ہے آپ بھول جائیں اسے پھر وہ بھی کہاں بعض انے والا تھا ایک نمبر کا ڈھیٹ تھا کندھے اچکا کر دونوں کی جان لبوں پر لے آیا

اچھا اچھا جب وہ ہمیں مل جائے گی تو سوچیں گے پھر اورنگزیب نے اپنا بھرم رکھتے ہوئے اسکا ترلا کیا

آرزو تو اس پر واری صدقے جا رہی تھیں ایک تو وہ پہلے ہی بہت لاڈلا تھا اوپر سے اب انکی بیٹی سے ملانے کا ذریعہ بھی بن رہا تھا

اور وہ بھی پورے پورے لاڈ اٹھوا رہا تھا

انکو شیلٹر آئے دو دن ہو گئے تھے اور شیلٹر میں سب انکا بہت خیال کر رہے تھے

تعبیر اپنے اور ارسلہ کے مشترکہ کمرے میں بیٹھی ابرار کا سر گود میں رکھے اسکے بال سہلا رہی تھی جب ارسلہ آندھی طوفان بنی اندر داخل ہوئی

تعبیر تعبیر کدھر ہے ارسلہ نے کمرے کے باہر سے ہی آوازیں لگانا شروع کر دیں

ادھر ہوں تعبیر کی آواز سنتے ارسلہ کمرے میں داخل ہوئی

جلدی کر تعبیر تیار ہو جا ہم باہر جا رہے ہیں ارسلہ نے الماری میں گھس کر کہا

کہاں جا رہے ہیں تعبیر نے ناسمجھی سے پوچھا

گھومنے پھرنے ارسلہ نے آنکھ دبائی

سچی ارسلہ آپی میں بھی جاؤں گا ابرار نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا

نانا بچے نہیں جاتے گھومنے تم جاؤ اپنا ہوم ورک کرو چلو نکلو یہاں سے ارسلہ نے ابرار کو بھگایا اور وہ منہ بسورتا وہاں سے نکل گیا

چل اٹھ نا اب ارسلہ نے تعبیر کو گھور کر کہا

جا کہاں رہے ہیں ہم یہ تو بتا تعبیر نے ارسلہ کو گھور کر کہا

یار وہ ہاشم بھی اسلام آباد میں ہے نا اسلئے وہ کہہ رہا ہے کہیں مل لیتے ہیں بس اسکے ساتھ جا رہے ہیں ارسلہ نے کان کھجا کر کہا

تو اسکے ساتھ تو جا میرا کیا کام بھلا تعبیر نے کندھے اچکائے

یار تعبیر تو جانتی تو ہے میں اکیلے نہیں جا سکتی تو چل نا ساتھ ارسلہ نے اسکو کھینچتے ہوئے کہا

اس منحوس سے ناراض ہوں میں مجھے نہیں جانا اسے اپنی ناراضگی یاد آئی

یار وہ تیری ساری ناراضگی دور کر دے گا تو چل تو سہی ارسلہ نے اسکو دوبارہ کھینچا
تو وہ مرتی کیا نا کرتی کے مصداق اٹھ گئ
اور کچھ ہی دیر میں دونوں تیار ہو کر ٹیکسی پر بیٹھ کر نکل گئیں

ہوٹل پہنچتے ہی انکی نظر دور ٹیبل پر بیٹھے ہاشم پر پڑی
مگر یہ کیا وہ اکیلا نہیں تھا اسکے ساتھ کوئی اور بھی تھا اور وہ کوئی اور یقیناً زاویار تھا
یہ یہاں کیا کر رہا ہے تعبیر نے ارسلہ سے پوچھا
اللہ کی قسم تعبیر مجھے ہاشم نے نہیں بتایا تھا کے زاویار بھی آرہا ہے ارسلہ نے
تھوک نگلتے ہوئے کہا تعبیر نے اسکو گھورا اتنی ہی دیر میں ہاشم بھی انکو دیکھ چکا تھا
اسلئے ہاتھ ہلانے لگا اور دونوں انکی طرف بڑھ گئیں
اسلام علیکم دونوں نے انکو سلام کیا تو ان دونوں نے بھی شرافت سے جواب دیا
اور اور وہ دونوں بیٹھ گئی

سر سری سی باتیں کرتے ہاشم آرڈر نوٹ کروانے لگا

تعبیر مسلسل اپنے چہرے پر کسی کی نظریں محسوس کر رہی تھی اسنے زاویار کی طرف دیکھا تو وہ ڈھیٹ بنا تعبیر کو دیکھنے میں محو تھا

تعبیر نے ناگواری سے نظریں پھیر لیں مگر وہ باز نہیں آیا نظریں ہنوز اس پر ٹکی تھیں

تو پھر مس چُٹکی کیسا لگا ٹریپ ؟ ہاشم نے آرڈر کر کے پوچھا

بہت اچھا مجھے سچ میں بہت مزہ آیا تعبیر نے انکھوں میں چمک لیے کہا اب وہ تینوں ٹریپ کی باتوں میں مصروف تھے

تعبیر کو اب زاویار کی نظروں سے چڑھ سی ہونے لگی تھی

کوئی پرابلم ہے زاویار ؟ بل آخر اسنے سیدھا زاویار سے سوال کی ایک پل کو تو وہ گڑ بڑا گیا

نا نہیں تو مجھے کیا پرابلم ہو گی اسنے سیدھا ہوتے کہا

تو پھر اپنی نظروں کا زاویہ بدلو مجھے چڑھ ہو رہی ہے تمہاری نظروں سے تعبیر نے اسکو گھور کر کہا ایک پل کو تو زاویار گڑ بڑا گیا مگر وہ زاویار ہی کیا جو کسی کے شرم دلانے پر شرم کر جائے

میں کیوں زاویہ بدلوں میری آنکھیں ہیں میں جہاں مرضی دیکھوں اسنے کندھے اچکائے

ٹھیک ہے دیکھتے رہو بیٹھ کر میں ہی اٹھ جاتی ہوں تعبیر نے اسکو عصر نا ہوتے دیکھ کر کہا

ارسلہ تم لنچ کر و یونیورسٹی کھلنے والی ہے مجھے کچھ چیزیں لینی ہیں میں پاس ہی شاپنگ مال جا رہی ہوں جب فارغ ہو جاو تو مجھے فون کر دینا میں آجاؤں گی

تعبیر اپنا بیگ پکڑ کر سیٹ سے اٹھ گئی

یار تعبیر کیا ہو گیا یہ تو ہے ہی پاگل اسکی وجہ سے تم مت جاو تو اٹھا اور دفعہ ہو یہاں سے ہاشم نے تعبیر کو روک کر زاویار کو دفعہ ہونے کا اشارہ کیا ہاشم پہلے ہی اُس پر تپا ہوا تھا کیونکہ آج وہ بن بلایا مہمان تھا

دیکھ لی تیری یاری لے آیا نا تو بھی ہماری دوستی کے درمیان چھوکری کو زاویار نے جان بوجھ کر دوہائی دی جس پر ارسلہ گڑبڑا گئی

نا نہیں نہیں زاویار ایسی بات نہیں ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے تم بیٹھو یہیں اور تعبیر یار تو بھی بیٹھ جانا بس تھوڑی دیر ارسلہ نے منت کی

نہیں نہیں اب تم دونوں ہی بیٹھ کر یہاں ڈیٹ مارو میں تو دفعہ ہو رہا ہوں یہاں سے زاویار نے بیچارے سے تاثرات چہرے پر سجا کر کہا ارسلہ لفظ ڈیٹ پر سٹپٹائی تھی ہاشم نے گھور کر زاویار کو دیکھا

اب چلو بھی بیٹھ کر انکی ڈیٹ میں کباب میں ہڈی نا بنو زاویار نے تعبیر کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا اور ان تینوں کا منہ کھل گیا

تعبیر اسی سے جان چھڑوانا چاہ رہی تھی اور وہی اسکے گلے پڑ رہا تھا

تعبیر نے گھور کر ارسلہ کو دیکھا اور اسنے ہاتھ کے اشارے سے منت کی تو تعبیر پیر پٹک کر زاویار کے روبرو ہو گئی

میرا پیچھا کرنا بند کرو تعبیر ہوٹل کے باہر والی سڑک پر چل رہی تھی مارکیٹ کچھ ہی دور تھی اسلئے اسنے پیدل چلنے کا فیصلہ کیا مگر وہ ڈھیٹ بھی اسکے پیچھے ہی تھا یار کیا ہے تعبیر کیا ایسا ہو سکتا ہے کے فار ونس ہم بغیر لڑے عام لوگوں کی تر ہان بات کر سکیں تمہارا رویہ میرے ساتھ اتنا روڈ کیوں ہے ؟زاویار نے اسکو بازو سے پکڑ کر اسکا رکھ اپنی طرف کیا

یہ کیا بدتمیزی ہے بازو چھوڑو میرا تعبیر نے اس سے ہاتھ چھڑوایا

اچھا سوری ہاتھ نہیں پکڑتا اب پر میری بات کا جواب تو دو زاویار نے پھر منت کی زاویار تم کیوں ایسے کر رہے ہو تمہارا رویہ عجیب ہے ٹریپ پر میں نے کئی بار نوٹس کیا کے تم میرے ساتھ عجیب ہو اور جس رات میں جھیل پر جا رہی تھی مجھے دیکھ کر تمہارا رِیکشن عجیب تھا مطلب عدنان ہاشم سجاد ایاز لوگ بھی تھے وہاں پر کسی نے بھی مجھے دیکھ کر اتنا شدید رِیکشن نہیں دیا جتنا تمہارا تھا اب بھی ہوٹل میں تمہاری نظریں مجھے الجھن دے رہی تھی تمہارا دیکھنے کا انداز کیوں بدل رہا ہے اور اب یوں میرے پیچھے پیچھے انا میں اسکا کیا مطلب سمجھوں اسکی

بات سن کے زاویار کو اندازہ ہوا تھا کے وہ اتنی بھی بے خبر نہیں ہے جتنا وہ اسے سمجھ رہا تھا

تعبیر کچھ نہیں ہے بس ویسے ہی موم نے تمہارا اور ارسلہ کا ایڈمشن کروایا تھا نا تو بس اسلئے میں اور ہاشم تم لوگوں کا خیال کرتے ہیں زاویار نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا وہ جانتا تھا کے اگر ابھی ہی اپنے جذبات کا اظہار کر دے گا تو بازار کے بیچوں بیچ وہ تھپڑ سے گال لال کر دے گی تعبیر کو بھی اسکی بات پر کچھ سکون ہوا تھا ورنہ جب سے وہ ٹریپ سے آئی تھی عجیب کشمکش میں تھی

اب اگر وہم ختم ہو گئے ہوں تو کچھ کھالیں؟ بہت بھوک لگ رہی ہے زاویار کے پوچھنے پر تعبیر نے اسکو گھورا

اتنا فری کس نے کروایا ہے؟ تعبیر کی بات پر وہ ہنس دیا کون تھی یہ لڑکی جسکو زاویار خان کا ستورو کے ساتھ کھانا کھانے میں بھی مسئلہ تھا کوئی بتاتا اس لڑکی کو کے لڑکیاں مرتی ہیں زاویار کے ساتھ ایک ڈنر کرنے پر

یار ہاشم کے ساتھ لنچ کرنے کا ارادہ تھا وہ تو ڈیٹ پر پہنچ کر مجھے بھول ہی گیا ہے اکیلے لنچ کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو کر لو نا ساتھ اسنے منت کی اور ابکی بار تعبیر نے

بھی احسان کرنے والے انداز میں ہامی بھر لی اور زاویار کی تو جیسے عید ہوئی تھی وہ اسلا ما باد کا سیکٹر 'e' تھا جہاں ایک کتار میں کافی ہوٹل تھے وہ انہی میں سے ایک میں لنچ کی نیت سے گھس گئے تھے

زاویار کا موڈ آج کچھ زیادہ ہی اچھا تھا ابھی کچھ ہی دیر پہلے وہ تعبیر کے ساتھ لنچ اور کافی ڈیٹ سے آیا تھا اسکا دل عجیب ہو رہا تھا وہ بہت سی لڑکیوں ساتھ رہا تھا ڈیٹس پر بھی گیا تھا یہاں تک کے کئی لڑکیوں کے ساتھ تو اسنے ہوٹل رومز میں بھی وقت گزارا تھا مگر اسے کبھی بھی اتنی خوشی کسی لڑکی کے ساتھ وقت گزار کر نہیں ہوئی تھی جتنی تعبیر کے ساتھ وقت گزار کر ہوتی تھی تعبیر کا روب کچھ ایسا تھا کے زاویار اسکا ہاتھ تک نہیں تھام سکا تھا مگر پھر بھی دل میں عجیب سی گدگدی ہو رہی تھی

انہوں نے کافی باتیں کی تھیں جن میں زیادہ دیر زاویار ہی بولتا رہا تھا تعبیر بس منہ بنا کر اسکو سنتی رہی تھی اور اس سبکے دوران اسنے کئی بار ہاتھ پر بندھی گھڑی پر

نظر ڈالی تھی اسکی یہ حرکت زاویار کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی مگر وہ مبہم سا مسکراتا کھانا کھاتا رہا کیونکہ وہ ہاشم کو میسیج کر چکا تھا کے اپنی ڈیٹ کا وقت طویل کر لے کیونکہ اسکو تعبیر کے ساتھ ابھی کچھ وقت اور گزارنا ہے جس پر ہاشم اسکو سو گالیوں سے نواز چکا تھا مگر اسکی تو جیسے جوتی کو بھی پرواہ نہیں تھی

پھر بل آخر شام کے سات بجے تعبیر اور ارسلہ اپنے شیلٹر روانہ ہوئی تھیں ہاشم اور زاویار نے انکو ڈراپ کرنے کی آفر کی تھی مگر وہ سہولت سے انکار کر چکی تھیں کیونکہ انکے شیلٹر کے باقی لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع مل سکتا تھا جو کے وہ نہیں چاہتی تھیں

اب زاویار ہاشم کو اسکے گھر ڈراپ کر کے قریباً آٹھ بجے اپنے گھر لوٹا تھا ہونٹوں پر سیٹی کی دھن بجاتے وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو روبینہ رحمان کا ستور واریز اور نگزیب کا ستورو اور آرزو کو بیٹھے پایا

انکو دیکھ کر اسنے اپنے سیٹی بجاتے لب سیدھے کیے

کہاں سے آوارا گردیاں کر کے آرہا ہے میرا نالائق بیٹا رحمان صاحب نے زاویار

کو ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر طنز کیا وہ اس پر شدید تپے ہوئے تھے جو پہلے

آدھی چھوٹیاں سیر پر لگا آیا تھا اور اب اسلام آباد میں ہوتے ہوئے بھی گھر میں کم

ہی نظر آتا تھا

آپکی بہو سے ملنے گیا ہوا تھا ڈیڈ زاویار نے انکو آنکھ ماری جس پر سب ہنس دیے اور

رحمان صاحب نے اسکو گالیوں سے نوازا تھا

مگر بہو کے ذکر پر آرزو کا دل دھڑکا تھا

آپ لوگ بتائیں یہاں کس لئے محفل جمائے بیٹھے ہیں اسنے آبرو اُچکائے وہ

اورنگزیب کے ساتھ بیٹھ چکا تھا اپنا سر بھی لاڈ سے اسکے کندھے پر رکھا تھا جس پر

اورنگزیب نے اسکو مصنوعی سا گھور کر دور کیا تھا مگر وہ صدا کا ڈھیٹ مزید

اورنگزیب سے لپٹ گیا تھا جس پر وہ صرف اسکو دل میں گالیاں ہی دے پایا تھا

اریز کے سسرال والے آرہے ہیں کل شادی کی تاریخ رکھنے روبینہ نے اپنے

لاڈلے بیٹے کو دیکھ کر بتایا

اوا چھاااا اسنے اچھا کو لمبا کیا اریز بس اسکو گھور کر رہ گیا

کیا بات ہے بھائی تو تو بڑا ہو گیا ہے تیری تو شادی کی عمر ہو گئی ہے اسنے اریز کو چھیڑ اتھا جس پر سب دبی دبی ہنسی ہنس دیے اور اریز نے اسکو دل میں گالیوں سے نوازا تھا

زاویار بس مذاق بہت ہو گیا ہم سیریس بات کر رہے ہیں
اور نگزیب تم بتاؤ کیا تاریخ رکھنی چاہیے رحمان صاحب نے اورنگزیب سے پوچھا
بھائی صاحب ابھی جنوری ختم ہو رہا ہے میرا خیال ہے فروری کا دوسرا یا تیسرا ہفتہ رکھ لیتے ہیں کیا خیال ہے انہوں نے سبکی طرف دیکھا
بالکل ٹھیک بھائی فورٹینتھ فیبرری کو بارات رکھیں گے اس بونگے کا بھی ویلنٹائن ڈے اچھا گزر جاے گا زاویار نے اریز کو چڑھانے کی خاطر انتہائی بیباک بات کی تھی جس پر روبینہ اور آرزو سمیت اریز کا بھی چہرہ سرخ ہوا تھا رحمان صاحب تو بس اپنے چھوٹے سپوت کی بیشر میاں ملاحظہ کر رہے تھے بدتمیز انسان دفع ہو جاو یہاں سے تم سے بات کرنا ہی فضول ہے اورنگزیب نے اسکو خود سے دور دھکیلا تھا زاویار بس ہنس دیا

تم ٹھیک کہہ رہے ہو اورنگزیب یہ تاریخ سہی رہے گی رحمان صاحب بھی اس تاریخ سے متفق تھے

مگر رحمان اتنی جلدی تیاریاں کیسے ہو نگی روبینہ تھوڑا پریشان ہوئی تھیں

کم آن روبینہ آپ پریشان نہیں ہوں آپ نے کونسا لوکل مارکیٹ سے شاپنگ کرنی ہے میں سویرا (رحمان صاحب کی اسسٹنٹ) سے کہہ کر آپکی اور آرزو کی ہر ڈیزائنر پر بوکنگ کروادوں گا وہ آپ لوگ کو سپیشل ڈیل کرلیں گی اور تیاری ہو جائے گی رحمان صاحب کو انکا اعتراض فضول لگا تھا روبینہ کے خود کے بھی بہت کنٹیکٹس تھے انکو رحمان کے ریفرنس کی ضرورت تھی نہیں مگر پھر بھی وہ اپنے شوہر کی بات پر مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گئیں

مبارک ہو بھائی شادی ہو رہی ہے تیری زاویار اٹھ کر شرارت سے اریز کے گلے لگا تھا جس پر اسنے زاویار کے کندھے میں مکا جڑا تھا ان دونوں کا پیار دیکھ کر سب مسکرا دیئے تھے

کل وہ ہو جائیں ایک بار پھر مہمانوں کی لسٹ فائنل کر کے بکنگز کروالیں گے اورنگزیب کی بات پر رحمان نے اثبات میں سر ہلا یا تھا

اب سب ہلکی پھلکی باتوں میں شادی کی پلاننگ کر رہے تھے

یونیورسٹی کھل گئی تھی اور جیکی کی رونکیں لوٹ آئی تھیں کیونکہ زاویار اور ہاشم لوگوں کے بیچ کا آخری سیمیسٹر شروع ہو گیا تھا تو وہ ہر وقت کیمپس میں بس میلہ لگائے رکھتے تھے یقیناً کچھ مہینوں بعد یہ رونکیں ختم ہو جانی تھی جو چار سال سے ساتھ تھے انہوں نے الگ الگ راستوں کے مسافر بن جانا تھا

آج بھی کلاسز کے بعد ہاشم اپنے گٹار پر دھن بجاتا گانے گا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے بھیڑ جمع ہو گئی تھی

شام کے چھے بج رہے تھے اور سینٹرل گراؤنڈ میں سب ہاشم کے ارد گرد جمع گانے گاتے مزا کر رہے تھے ارسلہ تو سب سے آگے تھی اسکو آج کل ہاشم کی ہر بات ہر ادا پسند تھی اور گانا گاتے وقت تو وہ لگتا ہی کمال تھا

تعبیر۔اپنی کلاس کے بعد لائبریری چلی گئی تھی کیونکہ اُسے کچھ کتابیں ایشو کروانی تھیں

ابھی وہ لائبریری سے نکلی ہی تھی کے اسکی ٹکر جلدی میں وہاں سے گزرتے عدنان سے ہو گئی

سوری سوری عدنان نے ہاتھ اٹھا کر معافی مانگی تعبیر پہلے تو اپنی کتابوں کی وجہ سے بھڑکنے لگی تھی مگر پھر عدنان کی آواز سن کر اسکو گھور کے رہ گئی

ارے چھوٹی دنیا تم عدنان بھی اسکو دیکھ کر ریلکس ہو گیا

چھوٹی دنیا کس کو بولا تعبیر ہمیشہ کی ترہان چھوٹی دنیا کہلوانے پر بھڑک اٹھی تھی

اچھا اچھا سوری عالم چنا عدنان نے اسکے چہرے کے زاویے بدلتے دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کر کے کہ تعبیر جانتی تھی کے عدنان نے اب بھی طنز کیا ہے مگر ضبط کر گئی

ہوا کے گھوڑے پر سوار کدھر جا رہے تھے تعبیر نے پوچھا

یار وہ ہاشم نے پھر اپنی نوٹنکی شروع کی ہوئی ہے سجاد اور ایاز کو وہاں سے اٹھنے نہیں دے رہا کسی بہانے سے انکو لینے جا رہا ہوں

میں بھی اسی طرف جا رہی تھی ارسلہ کو لینے بس ہوسٹل چلیں وہ دونوں

سینٹرل گراؤنڈ کی طرف قدم موڑ چکے تھے

تعبیر عدنان کی کسی بات پر ہنستی ہوئی گراؤنڈ میں داخل ہوئی تھی عدنان بھی اپنی بات پر مسکراہٹ ضبط کرتا تعبیر کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا اسنے شاید دوبارہ کچھ کہا تھا جس پر تعبیر نے اسکے کندھے پر ہلکی سی چپت رسید کرتے ہنستے ہوئے اسکو آنکھیں دکھائی تھی اور اسکی آنکھیں دیکھانے پر عدنان بھی ہنس دیا تھا

دور کھڑی دو آنکھوں نے یہ منظر انتہائی غصّے سے دیکھا تھا

عدنان یار بس کرو اب مار کھاؤ گے تعبیر نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا ہنس ہنس کر اسکے پیٹ میں درد شروع ہو گیا تھا

ہاہا مار کر دکھاؤ عدنان نے اسکے بال بگاڑے تھے تعبیر اسکی حرکت پر اسے مصنوعی سا گھورتی اپنے چھوٹے قد کی وجہ سے اچھل کر عدنان کے بالوں تک پہنچنا چاہ رہی تھی تاکہ انکو ویسے ہی بگاڑ سکے عدنان بھی ہنستا ہوا اپنی گردن کو مزید اکڑا رہا تھا تاکہ تعبیر کا ہاتھ اس تک نا پہنچ سکے

تعبیر ابھی تعبیر مزید عدنان کے سر تک پہنچنے کی کوشش کرتی جب اسکو زاویار کی انتہائی سنجیدہ آواز اپنے کانوں میں سنائی دی تعبیر اور عدنان نے بیک وقت مڑ کر زاویار کو دیکھا

ارے زاوی تو ادھر ہے تو سجاد اور ایاز کہاں ہیں ہاشم سے ان بیچاروں کی جان خلاصی کروادے تیری مہربانی وہ کب سے مجھے بول رہے عدنان نے زاویار کو دیکھ کر کہا تعبیر اب خاموش تھی

تو جا خود دیکھ زاویار نے انتہائی روکھے لہجے میں عدنان کو کہا جس پر عدنان نے اجنبی سے زاویار کو دیکھ کر کندھے اچکائے اور آگے بڑھ گیا

او کے تعبیر یار کل ملاقات ہو گی اور ہاں پروم پر میری پارٹنر ہو اب تم جاتے جاتے وہ تعبیر کو خدا حافظ کرنا نہیں بھولا تھا اور لگے ہاتھوں اسکو پروم پر اپنا ساتھی بننے کا وعدہ بھی یاد دلوایا تھا عدنان کی اس بات پر زاویار کے تن بدن میں آگ لگی تھی اس بات کا کیا مطلب تھا کے تعبیر عدنان کے ساتھ پروم پر جا رہی تھی اس سے پہلے تعبیر زاویار کو نظر انداز کر کے آگے بڑھتی زاویار نے اسکو بازو سے پکڑ کر اسکو گراؤنڈ میں لگے درخت کی اوٹ میں کیا تھا

آہ یہ کیا حرکت ہے زاویار تعبیر نے اسکو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر کہا تھا

تم پروم پر میرے ساتھ جاوگی عدنان کے ساتھ نہیں زاویار نے اسھی سنجید گی سے کہا

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کے میں وہی کروں گی جو تم مجھسے کہو گے تعبیر نے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

کیونکہ تم واقعی وہ کروگی جو میں تمہیں کہوں گا زاویار ہنوز سنجیدہ تھا تعبیر کو اسکی ذہنی حالت پر شبہ ہوا

سوچ ہے تمہاری ہاتھ چھوڑو میرا ورنہ میں تھپڑ لگادوں گی تعبیر نے اپنا بازو کھینچنا چاہا تھا

میری بات سنو تم ابھی عدنان کو منع کروگی کے تم اسکے ساتھ نہیں جاسکتی پروم میں اور آج کے بعد میں تمہیں عدنان کے ساتھ ہنستے یا فری ہوتے نا دیکھوں

عجیب آگ سی لگی تھی سینے میں دونوں کو دیکھ کر

تم ہو کون مجھے یہ کہنے والے ؟ تعبیر نے اِستہزائیہ کہا

فقر مت کرو بہت جلد بہت کچھ بن جاؤں گا تمہارا پھر کرنا یہ سوال زاویار نے ہنس کر کہا

زاویار مجھے چھوڑو ورنہ میں چلاؤں گی تعبیر کو اب اندر کہیں زاویار سے ڈر سا لگا تھا

چھوڑ دوں گا پر یہ سمجھ لو کے آج کے بعد عدنان تمہارے قریب بھی نہیں بھٹکے اسنے وارن کیا اور اسکی بازو چھوڑ دی

تمہاری ایسی کی تیسی یہ روب جا کر اپنی ان چہیتی گرل فرینڈز کو دکھاؤ اور انہی کے ساتھ تم پروم پر جاوگے میں تمہیں عدنان کے ساتھ ہی جا کر دکھاؤں گی پروم پر روک کر دکھانا تعبیر نے اسکے سینے پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈال کر اسکو دور دھکیلا تھا اور غصّے سے وہاں سے نکلی تھی مگر جاتے جاتے بھی زاویار کو جاہل نامی لقب سے نوازنا نہیں بھولی تھی

جاو تو سہی تم بچو اسکے ساتھ پھر دیکھو میں کیا کرتا ہوں زاویار نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا اور غصّے سے وہاں سے نکلا تھا

ایک ہفتہ مزید گزر گیا تھا اور یونیورسٹی بھر میں پروم نائٹ کی تیاریاں ہو رہی تھیں (پروم نائٹ ایک ایسا اینول فنکشن تھا جس میں لڑکے لڑکیاں جوڑیوں کی صورت میں فارمل ڈریسنگ میں فنکشن میں آیا کرتے تھے اور پھر پوری شام ساتھ بتاتے تھے جس میں ڈانس اور بہت سی گیمز بھی شامل تھیں شام کے اختتام پر جو جوڑی سب سے زیادہ اچھی لگ رہی ہوتی تھی اسکو یونیورسٹی کے پرنسپل اور وائس پرنسپل کی طرف سے انعام دیا جاتا تھا)

زیادہ طر لڑکے لڑکیاں اپنے بوائے فرینڈز اور گرل فرینڈز کے ساتھ ہی انے والے تھے مگر جو بیچارے لڑکے سنگل تھے وہ سنگل لڑکیوں کی منتیں کر رہے تھے تاکہ وہ انکے ساتھ جوڑی بنا کر پروم میں شرکت کر سکیں

اس دن کے بعد تعبیر زاویار کو اوویڈ کر رہی تھی اسکو زاویار کا رویہ بہت عجیب لگا تھا آخر وہ ہوتا کون تھا اس پر اس ترہان حق جتانے والا

ہاشم اور ارسلہ تو ایز آ کپل ہی شرکت کرنے والے تھے اور تعبیر نے عدنان کے ساتھ ہی جانے کا فیصلہ کیا تھا پہلے تو شاید وہ پروم میں ناہی جاتی مگر جب سے اسنے زاویار کا روب جتاتا رویہ دیکھا تھا وہ ضد میں عدنان کے ساتھ جا رہی تھی ارسلہ

نے ہی اپنے اور تعبیر کے لئے آنلائن ڈریس آرڈر کیے تھے جو کے سلک کے بال گاؤن تھے ارسلہ کو جب سے ہاشم کی اپنے لئے پسندیدگی کا پتہ چلا تھا وہ تو الگ ہی آسمان پر تھی ابھی بھی وہ پوری دل جمعی سے پروم کی تیاریاں کر رہی تھی اسکے بر عکس تعبیر لیپ ٹاپ میں سر گھسائے بیٹھی تھی اسنے کچھ ہی دن پہلے دوسری جاب ڈھونڈی تھی اور اب دو جابز کو ایک ساتھ مینیج کرنا اسکے لئے مشکل تھا مگر اسے یہ کرنا تھا

یار تعبیر کیا ہے چھوڑ بھی دو اس لیپ ٹاپ کی جان یہ دیکھو میں ایسے بال بناؤں گی پروم پر ارسلہ نے ایک تصویر آگے کر کے کہا

تعبیر نے مسکرا کر اسکو دیکھا

اچھے لگیں گے

ہاں نا تم کیسے بناؤ گی ارسلہ نے اشتیاق سے پوچھا وہ شاید تعبیر سے باتیں کرنا چاہ رہی تھی اسلئے تعبیر نے لیپ ٹاپ بند کر کے اس سے باتیں کرنے کا فیصلہ کیا

پتہ نہیں یار تم بتاؤ کیسے بنواؤں تعبیر نے اس سے ہی مشورہ مانگا اور ارسلہ بھی اسکو بہت سے ہیئر سٹائل دکھانے لگی

تم عدنان کے ساتھ ہی جا رہی ہو پروم پر؟ ارسلہ نے پوچھا

ہمممممم تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا

ہاشم کہہ رہا تھا کے زاویار اور تم پروم پر اکھٹے جا رہے ہو ارسلہ نے اسکو جانچتی نظروں سے دیکھ کر کہا

اور ہاشم کو یہ کسنے کہا؟ زاویار کے نام پر اسکو تپ چڑھی تھی

شاید زاویار نے ارسلہ نے کندھے اچکائے زاویار کے نام پر تعبیر نے غصّے سے مٹھیاں بھینچی تھیں وہ کیوں بلا فضول میں اسکے بارے میں باتیں بنا رہا تھا

ایسا کچھ نہیں ہے مجھے عدنان نے پوچھا تھا پروم کے لئے میں نے اسے ہاں کر دی میں زاویار کے ساتھ نہیں جا رہی تعبیر نے ارسلہ کو سمجھایا تو اسنے کندھے اچکا دیئے اب وہ دونوں دوسری باتوں میں مصروف ہو چکے تھے

اریز کی شادی نزدیک تھی اسلئے زاویار اس ویک اینڈ پر بھی اسلا م آباد آیا ہوا تھا روبینہ اور آرزو شادی کی تیاریوں میں مگن تھے

زاویار اُس وقت اورنگزیب کے گھر تھا اسکو آرزو کے ہاتھ کا چائینز بہت پسند تھا اور آج اچانک ان پر نازل ہو کر زاویار اپنی فرمائش بھی کر چکا تھا جس پر آرزو تو واری صدقے جاتی کچن کا رخ کر چکی تھی اور اورنگزیب اب زاویار کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے دونوں کے درمیان باتیں تو کم ہی ہو رہی تھیں جبکہ نوک جھوک زیادہ چل رہی تھی جب اچانک اورنگزیب سنجیدہ ہوئے تھے

زاویار تم ہمیں ہماری بیٹی سے کب ملواؤ گے ؟انہوں نے بیتابی سے پوچھا تھا تعبیر کے ذکر پر زاویار کی آنکھوں میں اسکا غصّے سے تپتا چہرہ واضع ہوا تھا

بہت جلد زاویار نے مسکرا کر کہا

زاوی اب ہم سے مزید انتظار نہیں ہو رہا پلیز مجھے اور آرزو کو ہماری بیٹی سے ملوا دو نا اورنگزیب کا لہجہ نم ہوا تھا

اوہو بھائی کیا ہو گیا ہے وہ آپکی اولاد ہے اسکو آپکے پاس ہی آنا ہے پر اتنا آسان نہیں ہے وہ بہت غصّے والی ہے بہت پریکٹیکل اسے اس بات پر یقین دلوانا کے اسکے ماں باپ آپ لوگ ہیں بہت مشکل ہو گا مطلب بہت زیادہ مشکل ابھی تو وہ مجھسے بھی لائن سیدھی نہیں کر رہی تو اسکو اگر میں یہ کہوں کے آو تمہیں

تمہارے نئے نئے دریافت کیے ماں باپ کے پاس لے چلوں تو وہ مجھے تو جو قتل کرے گی سو کرے گی اسکے ساتھ ساتھ ایپ لوگوں کو بھی کبھی قبول نہیں کرے گی زاویار نے اورنگزیب کو سمجھانا چاہا

مگر ایسے تو وہ کبھی ہمیں قبول نہیں کرے گی آرزو جو کے ابھی ابھی کچن سے نکلی تھی زاویار کی بات پر رونے لگی تھی

آنی یار آپ روئیں تو نہیں زاویار نے آرزو کو صوفے پر بیٹھا کر اسکا ہاتھ تھاما

اب بس ہو گئی ہے میری میں مر جاؤں گی اگر مجھے میری بیٹی اب نا ملی تو وہ ہنوز رو رہی تھیں

آنی میری جان وہ آپکی بیٹی ہے میں نے وعدہ کیا ہے نا اسکو آپکے پاس لانے کا تو میں لاؤں گا بس تھوڑا انتظار کر لیں پلیز زاویار نے اپنے ہاتھ سے انکے آنسو پونچھے

زاوی اسکی تصویر ہی دکھا دو تاکہ میرے دل کو کرار آ جائے آرزو نے زاویار کی منت کی تھی جس پر زاویار نے بے بسی سے اورنگزیب کو دیکھا تھا انکی آنکھوں میں بھی وہی تڑپ تھی اپنی بیٹی کے لئے زاویار نے ہار مانتے ہوئے اپنا فون نکالا وہ

جانتا تھا ایک بار آرزو نے تعبیر کی تصویر دیکھ لی تو وہ مزید اس سی دور نہیں رہ پائے گی مگر اب شاید وقت آ گیا تھا کے آرزو اور اور نگزیب اپنی بیٹی سے ملتے

زاویار نے اپنے فون سے ایک تصویر نکال کر آرزو اور اور نگزیب کی طرف بڑھائی وہ ٹریپ کی ہی تصویر تھی گروپ فوٹو تھی جسکو تعبیر پر زوم کیا گیا تھا اور نگزیب اور آرزو دیوانہ وار اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے

آرزو تو پاگلوں کی ترہان اس تصویر کو چومنے لگی تھیں اور بہت شدت سے رو دی تھی

آنی یار اسلئے میں تصویر نہیں دیکھا رہا تھا آپکو زاویار نے آرزو کو بازو کے ہالے میں لیا

زاوی میری بیٹی لا دو زاوی پلیز میں مزید دور نہیں رہ سکتی اپنی جان سے میں مر جاوں گی اور نگزیب آپ کہیں نا زاویار کو کے وہ ہماری بیٹی ہمیں دے دے آرزو نے بہت شدت سے روتے ہوئے دُہائی دی تھی اور نگزیب کی آنکھیں بھی اپنی بیٹی کو دیکھ کر نم تھی مگر وہ آرزو کی ترہان رو نہیں سکتے تھے

زاویار ہمیں لے چلو ہماری بیٹی کے پاس ہم منالیں گے اسکو ہم بتائیں گے اسکو کے ہم ماں باپ ہیں اسکے اورنگزیب نے بھی نم لہجے میں کہا

بھائی یار یہ سب تو ٹھیک ہے آپ لوگ کہیں تو کل تعبیر ادھر ہو گی آپکے پاس آنی کی آغوش میں مگر بات یہ ہے کے یہ صرف میرا اندازہ ہے کے تعبیر ہماری پری ہے میں ابھی تک وہ نشانیاں جو آپ نے مجھے بتائی تھی نہیں دیکھ پایا بعد میں اگر وہ ہماری پری نا ہوئی تو کیا کریں گے وہ پوری زندگی آرفینیج میں رہی ہے وہ بہت حساس ہے اگر کل کو وہ ہماری پری نا ہوئی تو وہ ٹوٹ جائے گی اور میں اسے ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتا زاویار نے بے بسی سے کہا

وہ ہماری بیٹی ہے دیکھو میری بیٹی ہے اسکی آنکھیں دیکھو ہماری تعبیر کی آنکھیں ہیں اسکے ہونٹ دیکھو میری تعبیر کے ہونٹ ہیں ناک دیکھو یہ میری بیٹی ہے خدا کا واسطہ ہے یہ مت کہو کے یہ میری تعبیر نہیں ہے آرزو اسکی بات پر دہل سی گئی تھیں

اچھا آنی آپ رونا بند کریں اور اپنی بیٹی کے لئے جو تیاریاں کرنی ہیں کریں میں بہت جلد اسکو آپکے پاس لاؤں گا زاویار نے آرزو کو سینے میں بھینچا تھا

کب لاؤ گے دن بتاؤ آرزو اُس وقت ضدی بچی لگ رہی تھیں

آنی میں وعدہ کرتا ہوں اگلے ویکینڈ آپکی بیٹی ہماری پری ہمارے ساتھ ہو گی زاویار نے آرزو کا ماتھا چوم کر کہا اور نگزیب نے اپنی نم آنکھیں پونچھی تھی

لاؤ گے نا؟ آرزو کو شاید ابھی بھی شبہ تھا

جی آنی جان اگلے ویکینڈ پر آپکی بیٹی آپکے پاس ہو گی زاویار نے وعدہ کیا آرزو نے اسکا ماتھا چوما اور اپنا سر اسکے سینے پر ٹکا دیا

اچھا انی جان میں کھانا کھانے آیا تھا یہاں وہ تو آپ بھول ہی گئی ہیں زاویار نے ناک چڑھا کر کہا

ارے میری جان میں بھول گئی تھی ابھی لائی بس تیار ہی سمجھو وہ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کچن کی طرف چل دیں

کیا ہے سالم نگلنے کا ارادہ ہے کیا؟ زاویار نے اور نگزیب کو پیار سے اپنی طرف دیکھتا پا کر انکو چھیڑا تھا

تھینک یو زاویار اور نگزیب نے اسکو گلے لگا کر کہا زاویار نے بھی ہنس کر اپنی باہیں اور نگزیب کے گرد باندھی تھیں

بل آخر آج پروم نائٹ کی شب بھی آہی گئی تھی پوری یونیوسٹی میں پچھلے دو
ہفتوں سے پروم کی تیاریاں چل رہی تھیں
ہوسٹل میں بھی لڑکیوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا بہت سی لڑکیوں نے کافی
ولگر ڈریسنگ بھی کر رکھی تھی

ارسلہ اور تعبیر بھی شیشے پر کھڑی تیار ہو رہی تھیں ارسلہ بہت محنت سے اپنا میک
اپ کر چکی تھی اور اب تعبیر کو ہلکا پھلکا تیار کر رہی تھی کیونکہ تعبیر کو میک اپ
بلکل نہیں آتا تھا

یار ارسلہ زیادہ مت کرو بس بہت ہے یہ بات وہ کوئی دسویں بار کہہ چکی تھی جس
پر ارسلہ اسکو گھور کر دیکھتی چپ کروا رہی تھی
بس ہو گیا ارسلہ نے اسکے لبوں پر پنک گلوز لگا کر کہا
دونوں تقریباً ایک جیسے گاؤنز میں ملبوس تھیں ارسلہ کا سلک کا گاؤن رائل بلو کلر
کا تھا جبکہ تعبیر کا بلڈ ریڈ میرون کلر کا آستینیں دونوں کی پوری تھیں اور کلائی سے

آگے تک آتی تھیں ہلکے پھلکے میک اپ میں بھی دونوں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں

ارسلہ نے اپنا اور تعبیر کا چہرہ شیشے میں دیکھ کر ماشاءاللہ کہا تھا

ہم کتنے پیارے لگ رہے ہیں نا تعبیر ارسلہ نے بیساختہ پوچھا

ہاں بہت خوبصورت تعبیر نے بھی ستائش سے کہا

تمہیں لینے عدنان آئے گا؟ ارسلہ نے پوچھا

نہیں میں گراؤنڈ تک خود جاؤں گی پھر وہ وہاں مجھے جوائن کرے گا اور پھر ہم اکھٹے اینٹر کریں گے تعبیر نے بتایا

سہی سہی مجھے ہاشم لینے اے گا بلکہ آچکا ہے میں جارہی ہوں پھر اب تم سے فنکشن میں ملوں گی ارسلہ کے کہنے پر تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا

تعبیر ابھی کچھ دیر تک جانے کا ارادہ رکھتی تھی اسلئے وہ لیپ ٹاپ پر کچھ کام کرنے لگی

قریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اپنے ہوسٹل سے نکلی تقریباً پورا ہوسٹل خالی ہو چکا تھا

سب لڑکیاں اپنی جوڑیوں کے ساتھ جا چکی تھیں

تعبیر نے دو بار عدنان کو فون کیا تھا مگر اسنے تعبیر کے فون کا جواب ہی نہیں دیا

تعبیر ابھی اپنے ہوسٹل سے نکلی ہی تھی کے اُسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ابھی وہ مڑ کر۔ دیکھتی ہی کے کسی نے اسکے منہ پر کپڑا رکھا تعبیر نے خود کو بچانے کی کوشش کی مگر جلد ہی وہ اس شخص کی باہوں میں جھول گئی

اس کپڑے میں شاید نہیں یقیناً بیہوشی کی دوا تھی

تعبیر کے اپنی باہوں میں جھول جانے پر وہ شخص اسکی خوبصورتی دیکھ کر مبہوت ہوا تھا کوئی اتنا خوبصورت بھلا کیسے ہو سکتا تھا

sleeping beauty اسکے منہ سے بیساختہ نکلا اور اب وہ تعبیر کا بیہوش وجود اپنی باہوں میں بھر کر گیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا

ہاشم تعبیر پتہ نہیں کہاں رہ گئی ہے جب میں ہوسٹل سے نکلی تھی تو وہ تیار تھی پارٹی شروع ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور تعبیر اب تک نہیں آئی تھی ارسلہ کی بات پر ہاشم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا اسنے بے ساختہ تھوک نگلتے ہوئے دل میں زاویار کو ڈھیروں گالیوں سے نوازا تھا

ہاہاں اب تک تو آ جانا چاہیے تھا تعبیر کو ہاشم نے بھی مصنوعی سی فکر مندی دکھاتے کہا

کال بھی نہیں اٹھا رہی ارسلہ نے کان سے فون ہٹاتے کہا

تم عدنان کو فون کرو نا ارسلہ کے کہنے پر ہاشم نے اثبات میں سر ہلاتے عدنان کو کال کی

ہیلو عدنان کدھر ہے ہاشم نے فون سپیکر پر ڈالا

یار آ رہا ہوں پارٹی میں بس کچھ کام آ گیا تھا عدنان کی بات پر ارسلہ نے ہاشم کو تعبیر کے بارے میں پوچھنے کو کہا

احم اچھا عدنان تعبیر تیرے ساتھ آئے گی نا ہاشم نے سب جانتے بوجھتے بھی سوال کیا

نہیں یار کل زاویار سے بات ہوئی تھی میری وہ تعبیر کے ساتھ آنا چاہ رہا تھا بہت انسسٹ کر رہا تھا اسلئے اب تعبیر اسکے ساتھ آئے گی عدنان پارٹی میں داخل ہوتا انہی کی طرف بڑھا تھا اسکے ساتھ زائنہ نامی لڑکی تھی جو سیکنڈ سیمیسٹر کمپیوٹر انجینئرنگ کی طالبہ تھی

عدنان یہ کیا بات ہوئی مجھے تعبیر نے کہا کے وہ تمہارے ساتھ آرہی ہے ارسلہ نے پریشانی سے پوچھا

اسنے میرے ساتھ ہی آنا تھا پر کل زاویار نے مجھے بتایا کے وہ تعبیر کو پسند کرتا ہے اور تعبیر کے ساتھ اس خوبصورت شام میں آنا چاہتا ہے اسلئے میں نے زائنہ سے پوچھ لیا عدنان کی بات پر ارسلہ کا دماغ گھوما تھا زاویار تعبیر کو پسند کرتا ہے ؟ یہ کیسے ممکن ہے ارسلہ نے شاک کی کیفیت میں پوچھا

بلکل ویسے جیسے میں تمہیں پسند کرتا ہوں اب بند کرو یہ تعبیر نامہ مجھے ہر حال میں کپل آف دی نائٹ جیتنا ہے اسلئے چلو ڈانس فلور پر چلیں ہاشم نے وقتی طور پر ارسلہ کا دیہان بٹانا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا تعبیر زاویار کے ساتھ تھی تو یقیناً ٹھیک ہی تھی ارسلہ کی پریشانی کچھ کم ہوئی اور وہ ہاشم کے ساتھ چل دی عدنان بھی بیزار کھڑی زائنہ کا ہاتھ تھام کر ڈانس فلور پر آگیا

تعبیر کی آنکھ ناجانے کس احساس کے تحت کھلی تھی آنکھیں بمشکل کھولنے پر اسکو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا اسکے سر میں شدید درد تھا شاید بیہوشی کی دوا کی وجہ سے ایسا تھا کچھ لمحے پلکیں جھپکانے پر وہ آنکھوں کی دھوندلاہٹ ہٹانے میں کامیاب ہوئی تو پچھلی رات کا منظر ذہن کے پردوں پر لہرایا اسکا ہوسٹل سے نکلنا پھر کسی کی اپنے پیچھے موجودگی محسوس کرنا پھر اچانک چہرے پر وہ بدبودار اکپڑا وہ کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی تھی

می میں کا کہاں ہوں ؟

ی یہ کون کونسی جگہ ہے اسنے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی مگر سر چکرانے کی وجہ سے وہ دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئ

کوئی ہے

میں کہاں ہوں ؟ اسنے سوال در سوال کیے مگر جواب ندارد اسکا دل کسی انہونی کے ڈر سے دھڑک رہا تھا اس دوران وہ کمرے پر تو نظر دوڑا ہی نا سکی شاید اگر کمرے کو ایک نظر دیکھ لیتی تو سمجھ پاتی یہ کسی لڑکی کا کمرہ تھا یا شاید اسے کسی لڑکی کے لئے بہت محنت لگن اور محبت سے سجایا گیا تھا

پورا کمرہ گلابی اور سفید تھا کمرہ بہت بڑا تھا جس میں گول بیڈر کھا گیا تھا جس پر اس
وقت وہ براجمان تھی بیڈ بہت ہی خوبصورت تھا اور اسکے گرد گلابی رنگ کی جالی
لٹکائی گئی تھی یوں جیسے وہ کسی شہزادی کی آرام گاہ ہو بیڈ کے بلکل سامنے فل
سکرین ڈسپلے والا ٹی وی لگا تھا دائیں طرف خوبصورت سی ڈریسنگ ٹیبل تھی جس
پر لڑکیوں کے استعمال کی ہر چیز موجود تھی بے تحاشہ پرفیومز تھے اور ڈریسنگ
کے ساتھ ہی دیوار گیر کھڑکی تھی جس پر اس وقت گلابی اور سفید جالی دار پردے
تھے بیڈ کے بائیں طرف انتہائی نفیس اور خوبصورت ٹو سیٹر صوفہ اور دو کرسیاں
رکھی گئی تھیں جسکے درمیان ایک گول میز رکھا گیا تھا انکا تھیم بھی گلابی اور سفید
ہی تھا صوفوں پر دنیا کی ہر قسم کے پھولوں کے گلدستے رکھے گئے تھے اور کچھ
گلدستے بیڈ کی سائڈ ٹیبلز پر بھی پڑے تھے صوفوں کے آگے موجود میز پر بہت
سے تحفے رکھے ہوئے تھے جنکو اچھے سے سفید اور گلابی ہی ریپنگ شیٹس میں
ریپ کیا گیا تھا بائیں طرف ہی صوفوں سے کچھ فاصلے پر ایک دروازہ تھا جو کے
یقیناً ڈریسنگ روم کا دروازہ تھا اور بیڈ والی دیوار سے ہی ایک دروازہ نکل رہا تھا

جو کے شاید واشروم کا دروازہ تھا دیواروں پر گلابی اور سفید پھولوں والا وال پیپر لگا ہوا تھا

مگر بیڈ پر بیٹھی تعبیر ان سب چیزوں سے بیگانی یہ سوچ رہی تھی کے وہ کہاں ہے اور کیوں ہے اسکو کسنے اغواہ کیا ہے وہ تو یونیورسٹی میں تھی پروم پر جانے والی تھی وہ سب سوچوں کو جھٹکتی ہمت کر کے بیڈ سے اٹھتی دروازے کی طرف بڑھی تھی مگر یہ کیا دروازہ تو باہر سے لاک تھا

کوئی ہے ؟

دروازہ کھولو

مجھے کیوں بند کیا ہے یہاں

دروازہ کھولو

مجھے جانے دو وہ زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی تھی اور حال میں بیٹھے آرزو اور اورنگزیب کا دل جیسے اس آواز پر رک سا گیا تھا

کیا یہ انکی تعبیر کی آواز تھی کیا سولہ سال بعد انہوں نے اس گھر میں اپنی بیٹی کی آواز سنی تھی

او خدا یہ کیسا احساس تھا آرزو کی آنکھوں سے بل بل آنسو نکلے تھے

ززیب ہا ہماری پری کی آواز ہے وہ ہمیں بلا رہی ہے آرزو نے اورنگزیب کو جھنجوڑ کر کہا اور نگزیب کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی

انکا پورا جسم کپکپا رہا تھا ہاتھ ٹھنڈے پڑ رہے تھے اور کانپتے لب کاٹ کر وہ اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے

سولہ سال وہ پاس نہیں تھی تو اورنگزیب نے ضبط کیے رکھا تھا صبر کا دامن تھامے رکھا تھا آرزو تو رو لیتی تھیں اپنی تکلیف بتا دیتی تھیں مگر جس روز سے اورنگزیب کو تعبیر کے ملنے کی امید ختم ہو گئی تھی اسکے بعد انہوں نے کبھی بھی اپنے آنسو آنکھ سے باہر نہیں گرنے دیئے تھے وہ اپنے آنسو اپنے دل پر گرا لیتے تھے مگر آرزو کے سامنے نہیں روتے تھے

مگر آج جب وہ مل گئی تھی تو ضبط ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا بہت کوشش کے بعد بھی آنسو آنکھوں میں نہیں ٹھہر رہے تھے صبر کا دامن ٹوٹا تھا اور وہ شدت سے رو دیے تھے

اورنگزیب اس شدت سے روئے تھے کے آرزو اپنا رونا بھولتی اورنگزیب کو سنبھالنے لگی تھی

اورنگزیب ہِچکیاں بھر کر باآواز بلند رو رہے تھے

می میری بیٹی مل گئی

اللہ میری بیٹی مل گئی

ہائے میری زندگی لوٹ آئی

مجھے لگ رہا ہے میں خوشی سے مر جاؤں گا

بھائی صاحب میری بیٹی مل گئی وہ دیوانہ وار روتے ہوئے سبکی آنکھیں نم کر گئے تھے

روبینہ نے آگے بڑھ کر روتے ہوئے اورنگزیب کو اپنے ساتھ لگا کر ماؤں والا مان بخشا تھا جس پر اورنگزیب اُنسے لپٹ کر اور شدت سے رو دیے انکو روتا دیکھ کر آرزو بھی شدت سے رونے لگی

وہ ماں باپ تھے انہوں نے سولہ سال اپنی بیٹی کے ہجر میں کاٹا تھا شاید وہ مر گئی ہوتی تو صبر آجاتا مگر یہ خیال کے انکی بیٹی نا جانے کہاں ہو گی کس حال میں ہو گی اسنے ان دونوں کو پل پل انگاروں پر لٹایا تھا انکا رونا بنتا تھا

یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے تشکر کے آنسو تھے

آریز نے آگے بڑھ کر آرزو کو اپنے سینے میں بھینچا تھا آرزو اسکے گلے لگے شدت سے رو رہی تھی آریز نے آرزو کے بالوں پر لب رکھے تھے

اورنگزیب میرے بیٹے ہوش کرو سولہ سال اسکے ہجر میں تم ایسے نہیں روئے جیسے آج اسکے مل جانے پر رو رہے ہو رحمان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر روبینہ کو سائڈ کرتے انکی جگہ لی اور اورنگزیب کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہا

کیا کروں بھائی صاحب مجھے یقین نہیں آرہا کے اللہ اتنا بھی مہربان ہوتا ہے اسنے ہمیں تب نوازا ہے جب ہم ہر امید چھوڑ چکے تھے میں کیا محسوس کر رہا ہوں میں بیان نہیں کر سکتا اورنگزیب نے بے بسی سے کہا

بس اب رونا بند کرو رات سے یہ نالائق پری کو لایا ہوا ہے اور تم دونوں میاں بیوی نے اسکے کمرے میں جھانک کر نہیں دیکھا پہلے تو وہ بیہوش تھی اب ہوش

میں آگئی ہے جاواور جا کر اسکو دیکھواور اب یہ رونا بند کرو میرے دل کو کچھ ہورہا ہے تمہیں یوں دیکھ کر رحمان صاحب نے اورنگزیب کا ماتھا چوم کر اسکو پیار بھری سرزنش کی تھی جس پر اورنگزیب رحمان کے گلے لگے تھے

میرا شیر رحمان صاحب نے دوبارہ انکا ماتھا چوم کر انکے کندھے سہلاتے ہوئے کہا

رحمان صاحب کو اورنگزیب سے بہت محبت تھی انہوں نے کبھی آریز زاویار اور اورنگزیب میں فرق نہیں کیا تھا رحمان کے لئے ہمیشہ اورنگزیب بڑے بیٹے کی ترہان رہے تھے یہی وجہ تھی کے زاویار اور آریز بھی اورنگزیب کو چاچو کے بجائے بھائی بولتے تھے

ہاہم کیسے اسکے سامنے جائیں وہ تو ہمیں ماں باپ ماننے سے انکار کر دے گی اورنگزیب نے زاویار کو دیکھ کر بے بسی سے کہا جس پر زاویار نے کندھے اچکائے

میں نے کہا تھا وہ شیرنی ہے چیر پھاڑ کر رکھ دے گی آپ سبکو پر میری سنتا کون ہے زاویار کو تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا

رحمان صاحب نے اسکو گھورا

بقواس بند کرو اپنی تم نے ہمیں اتنا عرصہ بتایا کیوں نہیں کے تم تعبیر کو جانتے ہو

رحمان صاحب نے اسکو لتاڑا

مجھے تو خود ابھی ٹریپ پر ہی پتہ چلا اور جان کر بھی آپ نے کونسا میرے گلے میں ہار ڈالنے تھے ایسے ہی کوئی وجہ بنا کر مجھے سنانی ہی تھی نا اسلئے نہیں بتایا زاویار نے انکو مزید تپایا

رحمان یہ وہی بچی ہے جسکا میں نے زاویار کی یونیورسٹی میں داخلہ کروایا تھا آپکو یاد ہوگا تب میں نے آپکو کہا بھی تھا کے کیا پتہ یہ بچی ہماری تعبیر ہو روبینہ نے رحمان کو یاد دلانے کی کوشش کی جس پر رحمان نے اثبات میں سر ہلایا

آپی اگر آپ پہلے سے میری بیٹی کو جانتی تھیں تو ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا آرزو نے روبینہ سے پوچھا

آرزو بچے روبینہ صرف نام جانتی تھی بچی کا صرف نام تعبیر تھا اور صرف نام سے
تو وہ ہماری گڑیا نہیں بن جاتی نا میں نہیں چاہتا تھا کے تم دونوں کوئی امید لگاؤ
جس سے بعد میں تم دونوں کو تکلیف ہو اسلئے میں نے ہی روبینہ کو بچی کا ذکر تم
دونوں سے کرنے سے منع کیا تھا رحمان صاحب نے آرزو کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا
جس پر دونوں نے اثبات میں سر ہلایا یہ سچ تھا وہ پچھلے سولہ سالوں میں کتنی ہی بار
مایوس ہوئے تھے

چلو جاؤ اور بچی کو دیکھو جا کر رحمان صاحب نے کہا

زاوی چ چلو اورنگزیب نے زاویار کو کہا

بھائی میں اسکو یہاں تک لے آیا ہوں میرا کام ختم کیا چاہتے ہیں ابھی اسکے سامنے
جاوں اور وہ میرا سر پھاڑ دے نا نا مجھے اپنا چہرہ عزیز ہے بہت زاویار نے ہاتھ
کھڑے کیے جس پر آریز نے اسکی کمر میں مکا مارا اتنی سیریس سیچویشن میں بھی
اسکا مذاق ہی ختم نہیں ہو رہا تھا

چلو اومیں لے کر جاتی ہوں تم دونوں کو تعبیر مجھے پہچانتی ہے روبینہ کی بات پر
دونوں دھڑکتے دل سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے تھے

دروازہ کھولو

پلیز

مجھے یہاں کیوں بند کیا ہے

میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے تعبیر مسلسل دروازہ پیٹتے ہوئے یہی کہہ رہی تھی جب اچانک اسکو اپنے کمرے کا لاک باہر سے کھلنے کی آواز آئی وہ اچانک دروازے سے پیچھے ہٹی تھی

دروازہ کھلتے ہی اس سے پہلے تعبیر سامنے والے پر ہیئر برش سے حملہ کرتی روبینہ نے اسکو پکارا

تعبیر میں ہوں روبینہ

روبینہ کی آواز پر تعبیر کا ہاتھ ٹھہرا تھا

آآنٹی آآپ یا یہاں؟ تعبیر نے نا سمجھی سے روبینہ کو دیکھا

ہاں بیٹا میں روبینہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں اور انکے پیچھے ہی آرزو اور

اور نگزیب بھی

دونوں کا دل اپنی بیٹی کو دیکھ کر رک چکا تھا وہ ساکت سے تعبیر کو دیکھ رہے تھے

یوں جیسے آنکھوں کے ذریعے دل میں اتار لینا چاہیے ہوں

تعبیر نے نا سمجھی سے دو انجان چہروں کو دیکھتے ہوئے روبینہ کو دیکھا تھا روبینہ کو

سمجھ نہیں آرہی تھی کے کیا کہے

تاب تعبیر بیٹا کیسی ہو روبینہ نے بات کا آغاز کیا

م میں ٹھ ٹھیک ہوں آآنٹی آآپ کیسی ہیں اور آپ یہاں کیا کر رہی ہیں بلکہ میں

یہاں کیسے ہوں تعبیر کی سمجھ سے بالا طر تھا جو ہو رہا تھا

تعبیر بیٹا بیٹھو میں بتاتی ہوں تمہیں سب تمہیں مجھ پر یقین ہے نا؟ روبینہ نے

تعبیر کو بیڈ پر بٹھاتے کہا

آنٹی یہ سب کیا ہے میں کہاں ہوں آپ یہاں کیسے ہیں یہ لوگ کون ہیں تعبیر

نے بیٹھتے ساتھ سوالوں کی بوچھاڑ کر دی

بیٹا میں بتاتی ہوں روبینہ نے اپنے لب آپس میں ملا کر گہری سانس لی اور آخر کار کہہ ہی دیا

بیٹا یہ اورنگزیب ہے اور وہ آرزو اور یہ تمہارے ماں باپ ہیں روبینہ نے آنکھیں بند کر کے کہا تعبیر کے ہاتھ کی گرفت روبینہ کے ہاتھ پر ڈھیلی ہوئی

یہ تمہاری ماں باپ ہیں روبینہ کی بات پر آرزو اور اورنگزیب نے آنکھیں موندھی تھیں انکی بیٹی کا نجانے کیسا ریکشن ہونا تھا وہ پتہ نہیں کیا کہے گی

آنٹی یہ کوئی مذاق کا وقت نہیں ہے میں یہاں کیسے آئی اور کون لایا ہے مجھے یہاں مجھے واپس جانا ہے ارسلہ پریشان ہو گی میں پارٹی میں جا رہی تھی عدنان انتظار کر رہا تھا یہ سب کیا ہے ابکے وہ چیخی تھی

بیٹا میری بات سنو میں مذاق نہیں کر رہی میں سچ کہہ رہی ہوں یہ تمہارے ماں باپ ہیں روبینہ کی بات پر تعبیر نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے ہٹایا

آپ مجھے کیوں پاگل بنارہی ہیں آنٹی آپ اچھے سے جانتی ہیں میرے ماں باپ نہیں ہیں میں پوری زندگی یتیم خانے میں رہی ہوں میرے ماں باپ تو بچپن میں ہی مجھے اپنے کندھوں سے بوجھ کی ترہان اتار کر سڑک پر پھینک گئے تھے تواب اتنے سال بعد میرے ماں باپ کہاں سے آگئے حد کرتی ہیں آپ تعبیر نے جھنجھلا کر کہااور اسکی بات پر آرزواور اورنگزیب کے پیٹ میں جیسے کسی نے گھونسے مارے تھے وہ کیسے ایسے کہہ سکتی تھی وہ دونوں توپل پل اسکے لئے تڑپے تھے وہ کیوں ایسے کہہ رہی تھی کے انہوں نے اسے سڑک پر چھوڑ دیا تھا

تب تعبیرمی میں تم تمہاری ماماں ہوں بیٹا ایسے مت کہوآرزونے روتے ہوئے کہا

میم دیکھیں آپ جو بھی ہیں آپکو یقیناً کوئی غلط فہمی ہورہی ہے میں سچ میں یتیم ہوں میرے ماں باپ نہیں ہیں تعبیر نے بے حسی سے کہاآرزواور شدت سے رونے لگیں

اورنگزیب تم لوگ بات کرو میں کچھ دیر میں دوبارہ آتی ہوں روبینہ انکو کچھ وقت اکیلے دیناچاہتی تھی

آنٹی آپ کہاں جا رہی ہیں پلیز مجھے بھی لے جائیں ارسلہ پریشان ہو گی کل میرا
بہت ضروری ٹیسٹ ہے مجھے اسکی تیاری کرنی ہے تعبیر نے روبینہ کا ہاتھ پکڑا
بیٹا تم کچھ وقت انکے ساتھ گزارو میں تمہیں بھیج دوں گی یونیورسٹی روبینہ نے
اسکے گال تھپتھپائے

آنٹی میں کیوں وقت گزاروں کنہی غیروں کے ساتھ آپ مجھے یہاں سے لے
کر جائیں پلیز تعبیر نے ایک غلط نگاہ بھی ان دونوں پر نہیں ڈالی تھی روبینہ اپنا
ہاتھ چھڑوا کر باہر نکل گئی تھیں

بیٹا

اورنگزیب نے نم آواز میں تعبیر کو پکارا

انکل آپ کون ہیں مجھے پتہ ہے شاید آپکی بیٹی گم ہو گئی ہے جو کے بری بات ہے پر
میں آپکی بیٹی نہیں ہوں آپ پلیز مجھے یہاں سے جانے دیں تعبیر نے منت کی
بیٹا میری بات سنو تم تعبیر ہو تعبیر اورنگزیب پلیز بیٹا ہمیں ایک بار اپنی بات کہنے
کا موقع دو اورنگزیب نے التجا کی

نہیں ہوں میں تعبیر اورنگزیب میں صرف تعبیر ہوں صرف تعبیر وہ تعبیر جسکو اسکے ماں باپ نے جان چھڑوانے کے لئے سڑک پر چھوڑ دیا تھا وہ تعبیر جسنے پوری زندگی یتیم خانے میں گزاری ہے وہ تعبیر جسکا کوئی رشتہ نہیں ہے میں آپکی بیٹی نہیں ہوں اسنے چیخ کر کہا

تم تعبیر ہو وہ تعبیر جو ہماری بیٹی ہے وہ تعبیر جسکو ہم نے بچپن میں کھو دیا تھا وہ تعبیر۔ جسکے بغیر ہم نے اپنی زندگی کا ایک ایک پل سسک سسک کر گزارا ہے وہ تعبیر جسکے مل جانے سے ہم دونوں کے مردہ وجود دوبارہ جی اٹھے ہیں سمجھی اورنگزیب نے بھی اسہی کے انداز میں کہا تھا

تعبیر کی آنکھیں نم ہوئی تھیں

یہ انکل کیونکر اسکے احساسات سے کھیل رہے تھے ماں باپ کا نا ہونا یتیم خانے میں اس سمیت ہر بچے کا روگ تھا اور اب یہ انجان لوگ کیوں اسکو اپنی بیٹی کہہ رہے تھے کیا وہ نہیں جانتے تھے کے یتیم خانے کے بچوں کو کبھی بھی ایسی امیدیں نہیں دلواتے (انکے یتیم خانے میں یہ اصول تھا کے کوئی بھی لوگ اگر وہاں سے بچہ لے کر پالنا چاہتے تھے تب بھی انکو اجازت نہیں تھی کے وہ بچوں

کے سامنے یہ ظاہر کریں کے وہ انکو وہاں سے لے جائیں گے کیونکہ اس سے بچے امید لگا لیتے تھے کے انکے ماں باپ ہونگے گھر ہو گا اور اگر ایسا نہیں ہوتا تھا تو وہ ٹوٹ جاتے تھے)

ان انکل دیکھیں میں دعا کرتی ہوں کے آپکو آپکی کھوئی ہوئی بیٹی مل جائے پر یقین کریں میں آپکی بیٹی نہیں ہوں میں نے پوری زندگی یتیم خانے میں گزاری ہے وہی لوگ میرا سب کچھ ہیں مجھے انکے پاس جانے دیں ارسلہ پریشان ہو گی اسنے آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیل کر کہا

میری جان میری زندگی میرا بچہ بابا کی پری بابا کی گڑیا پلیز ہمارے ساتھ ایسے مت کرو ہم تمہارے ماں باپ ہیں ہم مر جائیں گے اگر تم اب ہم سے دور ہوئی تو پلیز ایک بار ہمارے سینے سے لگ جاؤ بس ایک بار تمہیں خود احساس ہو گا کے ہم تمہارے ماں باپ ہیں اورنگزیب نے منت کی انکا دل مچل رہا تھا اپنی بیٹی کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے

نہیں ہوں میں آپکی بیٹی نہیں ہوں کسی کی پری بس بہت ہو گیا پیار کی بات سمجھ ہی نہیں آرہی پیچھے ہٹیں دروازے سے ورنہ ابھی پولیس کو فون کردوں گی کے مجھے زبردستی یہاں رکھا جارہا ہے

ابکے تعبیر غصّے سے چیخی تھی اسکی باتوں پر آرزو کے رونے میں روانی آئی تھی اور اورنگزیب کو احساس ہوا تھا کے زاویار ٹھیک کہہ رہا تھا کے وہ غصّے کی تیز ہے

اچھا ٹھیک ہے لڑکی میں تمہیں یہاں سے جانے دوں گا مگر اسکے لیے تمہیں میری ایک شرط ماننی پڑے گی اورنگزیب کی بات پر آرزو کا دل دہلا تھا وہ کیا کہہ رہے تھے

کیسی شرط تعبیر نے نا سمجھی سے پوچھا

تم کہہ رہی ہو نا کے تم ہماری بیٹی نہیں ہو؟ اورنگزیب نے اسکو دیکھا تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا

میری بیٹی کی ایک نشانی ہے میں بس وہ دیکھنا چاہتا ہوں اگر تمہارے جسم پر وہ نشان نہیں ہوگا تو میں سمجھ جاؤں گا کے تم میری بیٹی نہیں ہو اور پھر کوئی تمہیں نہیں روکے گا یہاں سے جانے پر

ارسلہ نے پوری رات جلے پاؤں کی بلی کی ترہان ٹہلتے ہوئے گزارا تھا پوری پروم نائٹ پر زاویار اور تعبیر نہیں آئے تھے پارٹی میں کئی بار ارسلہ کا دیہان تعبیر کی طرف گیا تھا مگر ہاشم ہمیشہ اسکا دیہان بٹا دیتا تھا وہ دونوں بیسٹ کوپل کا ایوارڈ نہیں جیت پائے تھے مگر فیکلٹی نے انکی جوڑی کی کافی تعریف کی تھی

پارٹی سے واپسی پر ارسلہ نے ہاشم سے دوبارہ تعبیر اور زاویار کا پوچھا تو وہ ٹال گیا اور جب وہ واپس ہوسٹل آئی تو تعبیر وہاں نہیں تھی رات کے دو بجے تک انتظار کے باوجود جب وہ نہیں آئی تو ارسلہ نے اسکو ڈھیروں کالز کر دی مگر اسکا فون بند جا رہا تھا

ارسلہ کو اب سہی مائنوں میں پریشانی لاحق ہوئی تھی

پوری رات وہ تعبیر کی وجہ سے روتی رہی تھی جس پر اسنے ہاشم کو فون کیا اور پھر پوری رات ہاشم اسکو دلاسے دیتا رہا تھا مگر مجال ہے جو ارسلہ نے منہ میں زبان ڈالی ہو پھر جب معاملہ ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوا تو ہاشم نے دبے الفاظ میں ارسلہ کو کچھ کچھ سچائی بتائی کے کیسے زاویار کی آنی کی بیٹی بچپن میں کھو گئی تھی اور زاویار

کو شک ہے کے تعبیر ہی انکی بیٹی ہے اور اسکی آنی کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے وہ ہاسپٹل میں ہیں (جھوٹ) اور اپنی بیٹی کے لئے تڑپ رہی ہیں تو زاویار تعبیر سے بہت ریکویسٹ کر کے اسکو آنی کے پاس لے گیا ہے تاکہ وہ تعبیر کو دیکھ کر بہتر ہو سکیں بعد میں جب وہ ٹھیک ہو جائیں گی تو آنی کو سچ بتا دیں گے (جھوٹ) اور پھر اسنے انتہائی پر اعتماد انداز میں ایک اور جھوٹ گھڑا کے زاویار نے تعبیر کو سب بتایا ہے اور تعبیر اپنی رضامندی سے گئی ہے جس پر ارسلہ کا منہ کھلا تھا وہ تعبیر کو اچھے سے جانتی تھی اسکو پتہ تھا تعبیر کبھی بھی کسی کی باتوں میں یوں نہیں آتی اور زاویار کے ساتھ اسلام آباد جانا تو ناممکنات میں سے ایک تھا

مگر ہاشم نے اسکو یقین دلایا جس پر ارسلہ نے ہاشم کو اچھا لتاڑا اگر وہ یہ سب باتیں رات کو ہی اسے بتا دیتا تو وہ پوری رات یوں پریشانی سے نہیں کاٹتی

پریشان تو وہ اب بھی تھی مگر اب اسکو اندر کہیں زاویار کی آنی پر ترس آرہا تھا جس پر اسنے صبر کرنا بہتر سمجھا وہ انتظار کر رہی تھی کے ایک بار تعبیر سے بات ہو جائے تاکہ وہ مطمئن ہو سکے

اورنگزیب کی بات پر پتہ نہیں کیوں مگر تعبیر کا دل رکا تھا ایسا کونسا نشان تھا جو وہ دیکھنا چاہتے تھے اور اگر واقعی وہ نشان تعبیر کے جسم پر ہوا تو؟

میں نہیں مانتی کسی شرط کو مجھے جانے دیں تعبیر نے منع کیا

میری بیٹی کی گردن سے کچھ نیچے دائیں کندھے پر ایک نشان ہے وہ بھورے رنگ کا ہے پتلا سا کٹ نما نشان ہے وہ نشان نیچے سے تھوڑا سا موٹا ہے

اورنگزیب کو جیسے وہ نشان حفظ تھا آرزو نے دل تھام رکھا تھا اگر جو وہ نشان تعبیر کے کندھے پر نا ہوا تو؟

اگر یہ بچی انکی بیٹی نہیں بھی تھی تب بھی وہ اسکو یہاں سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی تب بھی وہ اسکو اپنے پاس اپنی بیٹی بنا کر رکھنا چاہتی تھیں مگر اگر وہ نشان نہیں ہو گا تو تعبیر کبھی بھی یہاں رکنے پر نہیں مانتی اور پھر اورنگزیب یا آرزو اسکو یہاں رہنے پر مجبور بھی نہیں کر سکتے تھے

اورنگزیب کی بات پر تعبیر کا چہرا لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا

(تعبیر یہ تمہارے کندھے پر کیسا نشان ہے یوں جیسے کوئی گہرا کٹ لگا ہو) تعبیر کو ارسلہ کی بارہا کہی بات یاد آئی اکثر جب تعبیر باسکٹ بال یا فٹ بال کھیل کر تھک جاتی تھی تو ارسلہ اسکے کندھے دباتی تھی اور اسہی دوران وہ کئی بار اسکے کندھے کے نشان پر ہاتھ رکھ کر اسکی وجہ پوچھتی تھی

(پتہ نہیں کیسا نشان ہے مجھے نہیں پتہ شاید بچپن کی کسی چوٹ کی وجہ سے ہو یا پھر شاید پیدائشی برتھ مارک وغیرہ کچھ ہو) ارسلہ کی بات پر وہ ہمیشہ یہی جواب دیتی تھی مگر آج اُس نشان کا ذکر سامنے کھڑے شخص سے سن کر اُسکا جسم سنسنا اٹھا تھا

وہ اس نشان کے بارے میں کیسے جانتا تھا اور کیوں جانتا تھا؟

بس ایک بار ہمیں وہ نشان دیکھ لینے دو اگر تمہارے کندھے پر وہ نشان نہیں ہوا تو میں خود تمہیں چھوڑاوں گا جہاں کہو گی اورنگزیب نے سنجیدگی سے کہا

تعبیر بس ساکت تھی کیا واقعی سامنے کھڑا شخص اسکا باپ تھا وہ روتی ہوئی عورت اسکی ماں تھی

اگر یہ اسکے ماں باپ تھے تو یہ ساری زندگی کہاں تھے اسنے انکے ہوتے ہوئے یتیمی کی زندگی کیوں گزاری تھی پل پل اپنے رشتوں کو ترستے کیوں گزاری تھی اب جب پوری زندگی گزر گئی تھی تو یہ کیوں اسکی زندگی میں آرہے تھے

مجھ مجھے جانا ہے یہاں سے تعبیر نے اپنی زبان کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی

بیٹا میں تمہاری ماں ہوں میں نے سولہ سال ترستے ہوئے گزارے ہیں تمہاری جدائی میں روتے گزارے ہیں پلیز اب مزید ہمیں مت تڑپاؤ آرزو نے آگے بڑھ کر اسکو گلے لگانا چاہا

میرے قریب مت ایں

کتنا آسان ہے یہ کہنا کے آپ لوگ میرے ماں باپ ہیں آپ لوگ کو اپنالوں کیوں اپناؤں ؟ ہاں

سولہ سال میں نے یتیم خانے میں یتیمی کی زندگی گزاری ہے رشتوں کو ترستے اپنی ہر خواہش کو مارا ہے سسک سسک کر زندگی گزاری ہے لڑکپن کے جتنے خواب ہوتے ہیں وہ سب اسلئے مار دیئے کیونکہ کوئی نخرے اٹھانے والا نہیں تھا

عیدوں پر بھی لوگوں کی اترن پہنی ہے ایک چیز خریدنے کے لئے مہینوں پیسے جوڑے ہیں اور آج آپ لوگ ہنس کر میرے سامنے آگئے ہیں کے آپ لوگ میرے ماں باپ ہیں کتنا مزائیہ ہے یہ

پلی پلائی بیٹی مل رہی ہے تب ترس نہیں آیا مجھ پر جب مجھے تین سال کی عمر میں سڑک پر چھوڑ دیا کے جاؤ جیو یا مارو ہماری بلا سے اب آگئے ہیں کے ہم ماں باپ ہیں نہیں ہیں آپ لوگ میرے ماں باپ اب ہٹیں مجھے جانے دیں تعبیر نے بمشکل اپنے آنسو قابو کر رکھے تھے وہ ابھی اسی وقت شدت سے رونا چاہتی تھی مگر وہ ان غیروں کے سامنے نہیں رو سکتی تھی

آرزو اسکی باتوں پر بہت شدت سے رو دی تھیں جبکہ تعبیر انکے پاس سے ہو کر گزرنے ہی لگی تھی جب اورنگزیب نے اسکو بازو سے پکڑ کر اسکا رخ موڑا اور نگزیب کے لمس پر تعبیر کے جسم میں کرنٹ سا دوڑا تھا

اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی اورنگزیب نے اسکے پچھلی رات پروم میں پہنے گاؤن کی زیپ تھوڑی سی نیچے کھسکائی اور اپنی انگلی کے لمس سے تعبیر کا دائیں کندھا ٹٹولا

جونہی تعبیر کو اورنگزیب کے ارادے سمجھ آئے اسنے خود کو چھڑوانا چاہا مگر اورنگزیب نے اسکی بازو پر گرفت مضبوط کی اور دھڑکتے دل سے اپن اس جگہ انگلی رکھی جہاں ڈیڑھ سال کی عمر سے تعبیر کے یہ نشان تھا یہ نشان کوئی برتھ مارک نہیں تھا یہ چوٹ کا نشان تھا بچپن میں کھیل کے دوران غلطی سے آریز نے تعبیر کے کندھے پر اپنی کھلونوں والی تلوار ماری تھی جسکی نوک تھوڑی تیز دھار تھی اور اس کھلونے کی وجہ سے تعبیر کے کندھے پر یہ چوٹ آئی تھی جس پر وہ بہت روئی تھی خون بھی کافی نکلا تھا وقت کے ساتھ زخم تو مندمل ہو گیا تھا مگر ایک کھردرا سا نشان رہ گیا تھا جو آج بھی تعبیر کے دائیں کندھے سے کچھ نیچے موجود تھا

اس نشان کو ہاتھ لگاتے اورنگزیب نے تشکر سے آنکھیں موندھی تھیں

بلاخر اتنی ریاضتوں کے بعد اللہ نے انکو انکی بیٹی واپس لوٹا دی تھی

جب اورنگزیب نے نشان کی بات کی تھی تو وہ بغور تعبیر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہے تھے اور اسکا ساکت ہونا اس بات کا گواہ تھا کے اسکے جسم پر وہ

نشان موجود ہے اسھی لئے اورنگزیب نے پورے حق سے اسکے کندھے کے اس

نشان کو ٹٹولا تھا

آرزو بس دم سادھے کھڑی تھیں جب اورنگزیب نے اچانک تعبیر کو اپنے سینے

میں بھینچا تھا

آہ یہ کیسا احساس تھا جو وہاں کھڑے تینوں نفوس کو دم سادھنے پر مجبور کر چکا تھا

یوں جیسے سانس ساکن ہوئی تھی اور کمرے میں بس خاموشی تھی

اور اچانک کمرے میں اور نگزیب اور تعبیر کے۔ تیز دھڑکتے دلوں کی آواز گونجی

تھی اور پھر خون کے شدت سے گردش کرنے کی آواز بھی اس ساکن کمرے

میں گونجی تھی اور یہ کیا مردانہ ہچکیاں؟

کمرے کا فسوں اچانک اورنگزیبکی ہچکیوں نے توڑا تھا انہوں نے اس شدت سے

تعبیر کو اپنے سینے میں بھیجنا تھا کے تعبیر کو لگا کے اسکا دم نکل جائے گا مگر وہ چاہ کر

بھی اُس انسان کو خود سے دور نہیں جھٹک پا رہی تھی

میری بیٹی

میری پری

میری گڑیا

میری تعبیر اور نگزیب اسکے کندھوں میں چہرہ چھپائے شدت سے رو رہے تھے

جب آرزو بھی شدت سے روتی اپنے ہاتھ تعبیر اور اور نگزیب کے گرد باندھ گئی

تھی اور نگزیب نے اپنے ہاتھوں سے آرزو کو بھی اپنی گرفت میں لیا تھا

اب وہ دونوں شدت سے رو رہے تھے رونا تو تعبیر کو بھی بہت آرہا تھا مگر وہ کہاں

کسی کے سامنے روتی تھی

چھ چھوڑیں مجھ مجھے اسنے آنسو ضبط کرتے کہا

نہیں اب نہیں آرزو نے گرفت مضبوط کی

ہم جانتے ہیں تمہیں ہم سے بہت گلے شکوے ہیں تم ہم سے ہر شکوہ کرو ناراض

ہو سزادو مگر دور جانے کی بات مت کرو تمہارے ماں باپ اب تمہاری جدائی

برداشت نہیں کر سکیں گے آرزو نے تعبیر پر اپنی گرفت مضبوط کر کے کہا

ایک آنسو تعبیر کی آنکھ سے پھسلا اسنے بہت کوشش کے بعد دونوں کو خود سے

الگ کیا اسکی آنکھیں اشک بار تھیں وہ کیسے معاف کر دیتی ان لوگوں کو جنکے

ہوتے ہوئے بھی اسنے ایک بے سہارا بے آسرا زندگی گزاری تھی

اسکے دور کرنے پر دونوں کا دل تڑپا تھا

کیوں کر رہے ہیں آپ لوگ یہ سب کیا آپکو نہیں پتہ کے یتیم خانے کے بچوں سے ایسی باتیں نہیں کرتے اُنسے یہ نہیں کہتے کے آپ انکے ماں باپ ہیں یا انکے ماں باپ بن جائیں گے ہم احساسِ کمتری میں مبتلا ہوتے ہیں اور آپکی یہ باتیں مجھے ایک آس ایک امید دے دیں گی اور پھر کیا ہو گا ہاں؟ پھر سب ختم ہو جائے گا یہ خواب ٹوٹ جائے گا میں ٹوٹ جاؤں گی آپ امیر ہیں آج نہیں تو کل آپکا میرے سے دل بھر جائے گا پھر کیا ہو گا آپکا تو کچھ نہیں جائے گا اور میرا دل مزید زخمی ہو جائے گا پلیز مجھے جانے دیں

ٹھیک ہے میں ہوں آپکی بیٹی مگر صرف پیدا کر دینے سے کوئی ماں باپ نہیں بن جاتا پیدا کر کے سڑک پر چھوڑ دینے سے کوئی ماں باپ نہیں بن جاتا آپکی اپنی زندگی ہے میری اپنی ہے اتنے سال تو ایک دوسرے کے بغیر گزار ہی لئے ہیں تو باقی زندگی بھی گزار لیں

میری فیملی صرف وہ لوگ ہیں جنسے میرا خون کا رشتہ تو نہیں ہے پر دل کا ہے

احساس کا ہے محبت کا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو میرے ساتھ تب تھے جب میرے

نام کے ماں باپ نہیں تھے

میں بیمار تھی تو ارسلہ اور اماں میرا خیال کرتے

میں کسی میچ کو جیت نہیں پاتی تو ابرار میرا حوصلہ بنتا

کسی خوشی کے موقعے پر وہ مجھسے زیادہ خوش ہوتے

مجھے انکے پاس جانا ہے آپکو آپکا یہ گھر یہ امیری مبارک ہو

تعبیر نے روتے ہوئے کہا اسکو خود پر غصہ آرہا تھا کے وہ کیوں رو رہی تھی ان بے

حس لوگوں کے سامنے مگر وہ رو رہی تھی

تعبیر میری بچی ماما کی جان ایسا مت کہو میرا دل پھٹ جائے گا تم کیا جانو کے

تمہارے بغیر ہم نے یہ سال کیسے کاٹے ہیں تمہارے سب گلے شکوے بجا ہیں

مگر میرا بچہ ایک بار بس ایک بار ہماری بات سن لو آرزو نے ہاتھ جوڑے

اورنگزیب کا سر جھکا ہوا تھا

کہئے کیا کہنا چاہتی ہیں آپ میں سن رہی ہوں آج ایک بار ہی سن کر کہانی ختم
کرتے ہیں

تعبیر نے بازو باندھ کر کہا وہ واقعی سننا چاہتی تھی کے اسکی ماں اب کیا جواز دے
گی کیا جھوٹ گھڑے گی

تعبیر کی بات پر آرزو نے آنسو پونچھے اور کہنا شروع کیا

جوں جوں آرزو تعبیر کو ساری سچائی بتانے لگیں تعبیر کا دل رکنے لگا جو آرزو کہہ
رہی تھی بلکل وہی سب تو وہ خواب میں دیکھتی تھی

مزار جیسی جگہ سفید سنگِ مرمر کا صحن بلی، بلی کے پیچھے اسکا بھاگنا پھر کھو جانا اپنی
ماں کو پکارنا پھر رونا شدت سے رونا پھر ایک بابے کے ہاتھ لگ جانا اور اس بابے
کا اسکو وہاں سے بہلاتے ہوئے لے جانا

او خدا یہ کیا تھا کیا جو خواب اسکو ڈراتے تھے وہ محض ایک خواب نہیں بلکہ اسکا
ماضی تھا ایک ایسا ماضی جو اسکو اسکے ماں باپ سے الگ کر چکا تھا

یہاں پر اب یہ بات سلجھانا ضروری ہے کے تعبیر اس دربارہ سے آر فینیج کیسے پہنچی تو چلیئے اب اس پہیلی کو سلجھاتے ہیں

ماضی

تعبیر کو جب آرزو کہیں بھی نہیں دیکھی تو وہ رونے لگی بلی کے پیچھے بھاگتے بھاگتے وہ بہت دور آگئی تھی اور یہ دربار کا پچھلا حصہ تھا جہاں ایک قبرستان تھا جب تعبیر نے تھوڑی کوشش کے بعد اپنی ماں کو ڈھونڈنے میں ناکامی کا سامنا کیا تو وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی روتے ہوئے اسے نا جانے کتنا وقت گزرا جب اسنے کسی کے ہنسنے کی آواز سنی تعبیر نے ڈر کے مارے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو سامنے سبز چولے میں ایک ملنگ کو دیکھا اسنے گلے میں بہت سی مالہ پہن رکھی تھیں اور ہاتھوں میں انگوٹھیاں تعبیر اسکو دیکھ کر ڈر گئی وہ محض ہنس رہا تھا اسکا چولا جگہ جگہ سے پیوند لگا کر سلائی کیا گیا تھا اور وہ خود کافی میلا سا تھا پیلے دانت اجڑے بال مٹی سے اٹا چہرا تعبیر نے اسکو دیکھ کر ڈر کے مارے اور شدت سے رونا شروع کر دیا

ارے ارے گڑیا رو نہیں رو نہیں اس ملنگ نے اسکو چپ کروانا چاہا

تعبیر نے اس سے دور ہونا چاہا

بچے مجھسے ڈر نہیں مجھے بتا کیا مسئلہ ہے میں حل کرتا ہوں تیرا مسئلہ اس ملنگ نے کہا

ماما ماتعبیر نے بس اتنا کہا

کیا تیری ماں کھو گئی ہے ؟اسنے پوچھا

ماما ما رونا ہنوز جاری تھا

ماما پاس جانا تعبیر نے روتے ہوئے کہا

چل آمیں لے چلوں تجھے تیری ماں پاس ملنگ نے اسکو گود میں اٹھا کر کہا تعبیر کو اس سنسان جگہ پر بس یہی انسان نظر آرہا تھا اوپر سے وہ جتنی اسکی بات سمجھ پا رہی تھی وہ یہی کہہ رہا تھا کے وہ اسے اسکی ماں کے پاس لے جائے گا اسلئے وہ اسکی گود میں سوار ہو گئی

کافی دیر ہو گئی مگر تعبیر کو اپنی ماں نہیں دیکھی وہ ملنگ بس اسے گود میں اٹھائے چلتا جارہا تھا

ماما

ماما پاس جانا تعبیر نے پھر رونا شروع کیا

چپ ایک دم چپ تھک گیا ہوں تجھے اٹھا اٹھا کر اب اگر تو روئی تو اس پہاڑی سے نیچے پھینک دوں گا اس ملنگ نے غصّے سے کہا اسکی بات پر تعبیر سہم گئی اور مزید شدت سے رو دی

ماما

ماما پاس جانا

ماما

ماما وہ بس روئے جا رہی تھی

(وہ ملنگ ذہنی طور پر بیمار تھا)

نہیں مل رہی تیری ماں اب کیا کروں اتنی دور آ گیا ہوں کہیں نہیں ہے وہ تھک بھی گیا ہوں اب تو اپنی ماں کو خود ہی ڈھونڈ لے مجھے نہیں مل رہی اس ملنگ نے سنسان سڑک پر تعبیر کو گود سے اتار دیا دوپہر سے شام ہو چکی تھی

ماما

ماما پاس جانا

ماما پاس جانا تعبیر بہت زیادہ رو رہی تھی

نہیں ملے گی تیری ماں میں بھی اکیلا ہوں تو بھی اکیلی رہے گی ہاہاہا وہ ملنگ ہنستا ہوا واپس ہو لیا اور بیچاری تین سالہ تعبیر اس سنسان سڑک پر پہاڑوں کے بیچ اکیلی رہ گئی

ماما

بابا

ماما پاس جانا

بابا پاس جانا

ماما تدھر ہو

بابا تدھر ہو وہ روتے ہوئے بس یہی کہتی رہی

جب کافی دیر بعد وہاں سے اک گاڑی گزری اس گاڑی میں شاید کوئی ہمدرد تھے

وہ دو میاں بیوی تھے انہوں نے جب ہائی وے پر رات کے اندھیرے میں بچی کو

روتے دیکھا تو گاڑی روک کر اس سے پوچھا کے وہ یہاں کیا کر رہی ہے جس پر اسنے بس ایک ہی رٹ لگالی

بابا پاس جانا

ماما پاس جانا روکر تعبیر کی ہچکیاں بندھ گی تھیں

وہ سوات جا رہے تھے انکو اس بچی کو اکیلا چھوڑنا مناسب نہیں لگا تو وہ اسکو اپنے ساتھ سوات لے گئے

پیچھے رحمان صاحب اور اور نگزیب کا ستورو نے زمین آسمان ایک کر دیئے مگر تعبیر کو نہیں ملنا تھا اور وہ نہیں ملی

سوات میں سگنلز کے ایشو کی وجہ سے ان میاں بیوی تک بھی وہ اشتہار نہیں پہنچے جس میں سیاستدان رحمان کا ستورو کی بھتیجی کی گمشدگی کی خبر چھپی تھی

دو ہفتے بعد اس جوڑے کی واپسی ہوئی اور ان دو ہفتوں میں وہ تعبیر سے بیزار ہو گئے تھے کیونکہ وہ رونا بند نہیں کر رہی تھی اور انکو اپنی نیکی اب اپنے گلے میں ڈالا توک لگنے لگی اور پھر انہوں نے اسکو پنڈی کے آر فینیج میں جمع کروادیا

اور یوں تعبیر اگلے سولہ سال کے لئے اپنے ماں باپ سے جدا ہو گئ

آرزو کی بات سن کر تعبیر بے دم سی ہو کر بیڈ پر بیٹھ گئ

بیٹا میرا قصور تھا میری بے پرواہی کی وجہ سے ہم نے تمہیں کھو دیا اس میں تمہارے بابا کا کوئی قصور نہیں ہے مجھسے لڑ لو مگر اپنے بابا سے مت لڑو آرزو نے تعبیر کے آگے ہاتھ جوڑے

وہ بس ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی

ب ب بابا بے ساختہ اسکے منہ سے پھسلا اور اورنگزیب کا دل پسلیوں میں دھڑکا وہ آگے بڑھے

بابا کی جان انہوں نے تعبیر کے قدموں میں جگہ بنا کر اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں لئے تعبیر نے آنکھیں اٹھائی وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر یہ خیال کے یہ اسکے ماں باپ تھے اسکی سب سے بڑی محرومی آج پوری ہو رہی تھی یہ احساس جان لیوا تھا اور یونہی بیٹھے اسنے اپنے قدموں میں بیٹھے اپنے باپ کو دیکھا اور پھر ہر بات پس پشت ڈال کر وہ اورنگزیب کے سینے سے لگ کر زار و کتار رونے لگی اور اورنگزیب کے جسم میں جیسے کسی نے نئ روح پھونک دی تھی

بابا کی جان

بابا کا بچہ

بابا کا دل

بابا قربان

بابا صدقے

میرا بچہ میری زندگی اورنگزیب نے تعبیر کے چہرے کا ہر حصہ چوم کر روتے ہوئے کہا تعبیر جو یتیم خانے میں خود کو بہت مضبوط ظاہر کرتی تھی آج بکھر گئی تھی اور اورنگزرب کے سینے سے لگ کر اسکو الگ ہی سکون ملا تھا

بس کر دیں مجھے بھی اپنی بیٹی سے ملنے دیں بہت دیر جب دونوں جدا نا ہوئے تو تعبیر نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا تو اورنگزیب تعبیر کی پیشانی پر لب رکھ کر اپنی نم آنکھیں پونچھتے پیچھے ہٹے

اور انکی جگہ آرزو نے لے لی اور وہ بھی تعبیر کو گلے لگا کر اس شدت سے روئیں کے تعبیر کی آنکھیں دوبارہ نم ہو گئیں اور نگزیب نے دونوں کو اپنے حصار میں لے کر باری باری دونوں کے بالوں پر لب رکھے

بہت دیر بعد تینوں مسکرا کر ایک دوسرے سے الگ ہوئے

تعبیر۔اب کچھ ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تھی تو چہرہ جھکا کر اپنی انگلیاں مسلنے لگی

کیا ہوا میری پری کو اورنگزیب نے اسکو اپنے بازو کے حصار میں لے کر کہا

ک کچھ نہیں ب بس میں زیادہ ہی ایموشنل ہو گئ تھی سوری اسنے چہرہ جھکا کر کہا

نا میرا بچہ ہم تو خوش ہیں کے تم نے ہمیں اپنا ماں باپ مان لیا اور اب بس ہم ہونگے اور ہماری خوشگوار زندگی آرزو نے اسکا ماتھا چوم کر کہا

بیٹا تم تیار ہو کر نیچے آجاو بھائی صاحب اور بھابھی کب سے تم سے ملنے کے لیئے بے چین ہیں اورنگزیب نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر کہا

تمہاری وارڈروب میں ہر ترہان کا کپڑا موجو ہے میری پری جو پہننا چاہے پہن سکتی ہے آرزو نے اسکو جان وارتی نظروں سے دیکھ کر کہا تو تعبیر نے اثبات میں سر ہلا دیا

بیٹا جلدی فریش ہو کر نیچے آجاو بھائی صاحب تم سے مل کر جائیں گے ارنگزیب نے دوبارہ کہا تو اسنے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں دوبارہ اسکا ماتھا چوم کر باہر نکل گئے

تعبیر نے جب اپنا رخ وارڈروب کی طرف کیا تو بے ساختہ اسکی نظر کمرے میں جگہ جگہ پڑے پھولوں اور صوفے پر پڑے تحائف پر پڑی اسنے انکو بعد میں دیکھنے کا فیصلہ کر کے وارڈروب کھولی اور اسکی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں وہ واکنگ وارڈروب تھی اور اس میں ہر رنگ کا جوڑا تھا جہاں شلوار قمیضوں کی ایک الگ کلیکشن تھی تو وہیں فراکس شرٹس ٹاپ پینٹس کی بھی الگ الگ کولیکشن ہر رنگ میں تھی یہ دیکھ کر تعبیر کی آنکھیں نم ہو گئیں کہاں وہ پوری زندگی لوگوں کی اترن پہنتی آئی تھی اور کہاں آج زندگی اس پر یوں مہربان ہو گئی تھی یہ لباس دیکھ کر اسکو بیساختہ ارسلہ کا خیال آیا وہ یہاں ہوتی تو خوشی سے جھوم اٹھتی اسکا خیال آتے ہی اسنے اپنا فون تلاشنا چاہا مگر وہ کہیں نا تھا ابھی وہ فون ہی ڈھونڈ رہی تھی جب ایک ملازمہ نے دروازہ کھٹکھٹا کر اورنگزیب کا پیغام دیا کے وہ جلدی

نیچے آجائے تعبیر نے سر جھٹک کر جلدی سے ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض نکالی اور باتھ روم میں گھس گئی

کچھ ہی دیر میں وہ نہا کر اپنے گیلے بال پشت پر ڈالے باہر آئی اور پھر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر سارے میک اپ کو نظرانداز کر کے بس بال برش کیے گلے میں دوپٹہ ڈالا اور کمرے سے باہر نکل گئی اسکا دل دھڑک رہا تھا نجانے اسکے تایا کیسے تھے اور اسکو دیکھ کر انکا رِ یکشن کیا ہونے والا تھا

تعبیر نے جونہی سیڑھیوں سے نیچے قدم رکھا تو سبکی نظر اس پر اٹھی اور وہ اتنی نظروں کو خود پر محسوس کر کے گھبرا سی گئی مگر روبینہ کو دیکھ کر اسکو کچھ اسرا ہوا کیونکہ اگر وہ یہاں کسی کو جانتی تھی تو وہ روبینہ ہی تھی یہاں تک کے اپنے ماں باپ سے بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ ملی تھی اسکو دیکھ کر اور نگزیب اور آرزو کے چہرے کھل گئے تھے اور انکو خوشی تھی کے اسنے شلوار قمیض کا انتخاب کیا

بیٹاان سے ملو یہ میرے بڑے بھائی صاحب اور تمہارے تایا بابا ہیں یا تم بڑے بابا بھی کہ سکتی ہو اورنگزیب نے اسکو رحمان صاحب کے سامنے کیا تو رحمان صاحب کی پرسنیلٹی دیکھ کر تعبیر کچھ معدوب سی ہو گئی

اسلام علیکم اسنے سلام میں پہل کی

والیکم اسلام میرا بیٹا رحمان صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اسکا ماتھا چوم کر اسکو اپنے سینے سے لگایا اور یہ بھی پہلی بار ہوا تھا ورنہ رحمان خان کا ستور وکہاں کسی کو اٹھ کر ملا کرتے تھے اور پھر یوں ماتھا تو شاید ہی انہوں نے کبھی آریز یا زاویار کا بھی چوما ہو جس ترہان پہلی ہی ملاقات میں وہ تعبیر کا چوم کر اسکو سینے سے لگا گئے تھے تعبیر بمشکل انکے سینے تک آرہی تھی اور یہ منظر دیکھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے زاویار کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی جسکو اسنے آریز کی گھوری پر بہت مشکل سے دبایا تھا

ویلکم بیٹا میں بتا نہیں سکتا کے آج اتنے سالوں بعد اپنے گھر کی رونک کو دیکھ کر میں کتنا خوش ہوں ہم آپکو نہیں ڈھونڈ پائے اس میں کھیں نا کہیں میں بھی قصور وار ہوں کیا فائدہ اتنے نام اور طاقت کا جب اپنے گھر کی بیٹی کو ڈھونڈ نہیں پایا پر وہ

وقت ہمارا نہیں تھا مگر یہ وقت ہمارا ہے آپ اس گھر کی واحد بیٹی ہو رونق ہو یہ گھر آپکا ہے ہم سب آپکے اپنے ہیں آپ جیسے چاہو یہاں رہو اور اپنے تایا بابا سے جو چاہے فرمائش کرو ہم اپنی بیٹی کے لئے کچھ بھی کر گزریں گے رحمان نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر کہا تو تعبیر جو کچھ دیر پہلے انسے مرعوب ہو کر ڈر رہی تھی اب ریلیکس ہو گئی رحمان نے دوبارہ اسکا ماتھا چوما اور جیب سے ہزاروں نوٹ نکال کر اس پر سے وار کر اسکا صدقہ نکالا

تعبیر انسے ملو مجھے پتہ ہے تم جانتی ہو انکو پہلے سے پر آج نئے رشتے سے جان لو یہ صرف تمہاری آنٹی نہیں بلکہ خالہ امی اور تائی ماں بھی ہیں آرزو نے تعبیر کو روبینہ کے سامنے کیا تو روبینہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور تعبیر کا ماتھا چوم کر اسکو خود سے لگایا تعبیر الجھ سی گئی ایسا بھلا کیسے ممکن تھا روبینہ تو زاویار کی ماں تھی تو وہ اسکی خالہ اور تائی کیسے ہو سکتی تھی

ویلکم ٹو دی فیملی میری جان روبیبہ نے اسکا ماتھا چوما

آنٹی آپ یہاں کیسے آپ انکو کیسے جانتی ہیں تعبیر نے الجھ کر سوال کیا

ابھی تو تمہاری ماں نے بتایا تمہاری ماں میری چھوٹی بہن ہے اور اور نگزیب تمہارے تایا بابا کا چھوٹا بھائی روبینہ نے سمجھایا

پر آپ تو اس سے پہلے تعبیر کچھ کہتی آرزو نے ٹوک دیا

بیٹا خود کو الجھاؤ مت انسے ملو یہ تمہارے بھائی ہیں اریز اور زاویار آرزو نے لب دبا کر شرارت سے زاویار کو دیکھ کر کہا جو اپنے لئے لفظ بھائی سن کر ٹیک چھوڑتا سیدھا ہوا

زاویار کے نام پر تعبیر نے جو نہی زاویار کو دیکھا اسکا تو دِماغ ہی گھوم گیا

تم اسنے اتنے زور سے کہا کے زاویار نے کانوں میں انگلی ٹھونس لی

تم یہاں کیا کر رہے ہو

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں گھسنے کی

ماما پاپا یہ یہاں کیا کر رہا ہے اسنے اور نگزیب کو اور آرزو کو دیکھ کر کہا وہ یہ بھی بھول گئی کے ابھی روبینہ سے ملتے وہ یہی سوچ رہی تھی کے وہ زاویار کی ماں ہے تو اگر روبینہ اسکی تائی اور خالہ تھی تو زاویار کا اسکا کزن ہونا کوئی ناممکنات میں سے تو نا تھا

اوکم آن تعبیر ڈارلنگ میں یہاں کیوں ہوں کو چھوڑو اور یہ دیکھو کے تم یہاں کیسے ہو

ہاں بلکل میں ہی تمہیں یہاں لایا ہوں اور یہ تم سے پہلے میرا گھر ہے تو یہ تو پوچھو ہی مت کے میں یہاں کیا کر رہا ہوں اس سے پہلے آرزو یا اور نگزیب کچھ کہتے زاویار نے مزے سے تعبیر کے سر پر دھماکہ کیا

ہاں بیٹا یہ آپکے تایا بابا اور تائی ماں کے بیٹے ہیں آپکے بھائی اریز اور زاویار آرزو نے آگے بڑھ کر کہا اور زاویار نے بھائی نام پر ناک چڑھایا

تعبیر جیسے ساری بات سمجھ گئی تھی کے اسکو پروم سے بیہوش کر کے یہاں لانے والا زاویار ہی تھا اور روبینہ اسکی تائی تھیں اسکا بس نہیں چل رہا تھا زاویار کو کھری کھری سنائے مگر پھر روبینہ کا اور اپنے ماں باپ کا خیال کرتی چپ ہو گئی

اسلام علیکم آریز خود ہی آگے بھڑ کر اسکے پاس آیا تو تعبیر نے بھی اسکو دیکھ کر سلام کا جواب دیا

آج ہماری گڑیا گھر آگئی ہے اریز نے تعبیر کا ماتھا چوم کر اسکو اپنے ساتھ لگایا تو تعبیر کے گال سرخ ہوئے

میرا بچہ بھائیو کی جان اگر یہ زاویار تمہیں تنگ کرے ناتو بلا جھجھک اپنے بھائیو کے پاس آنا پھر دیکھنا میں کیسے اسکی کلاس لوں گا آریز نے اسکے بال بگاڑے تو تعبیر کھلکھلادی

اسنے زاویار کو سرے سے اگنور کیا

اچھا اور نگزیب مجھے نکلنا ہے اب کل رات میری طرف دعوت ہے تم سبکی اور سرکل سے بھی سبکو مدعو کروں گا اور میڈیا سے بھی سبکو معلوم ہونا چاہیے کے کاستور و خاندان کی کھوئی ہوئی بیٹی آج واپس آگئی ہے رحمان صاحب کو چیف منسٹر سے ملنے جانا تھا اسلئے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے

بھائی صاحب دعوت کا انتظام میں اپنے گھر کرلیتا ہوں اور نگزیب نے کہا

وہ بھی تمہارا گھر ہے آریز کی شادی کی تقریبات بھی بس شروع ہونے کو ہیں تو میری طرف ہی ہو گا انتظام

تعبیر بچے آپ اپنے دوستوں کو بلانا چاہیں تو بلالیں رحمان نے اسکے بالوں کا بوسہ لے کر کہا اور وہاں سے نکل گئے

اب روبینہ اور آرزو تعبیر کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے تھے زاویار بھی ڈھٹائی سے وہیں بیٹھا تھا مگر مجال تھی جو تعبیر نے اسکو منہ بھی لگایا ہو

ماما کچھ دیر بعد روبینہ بھی چلی گئیں تو آرزو تعبیر کے ساتھ اسکے کمرے میں آگئی اور نگزیب کل کی تقریب کے لئے آریز کے ساتھ تیاریاں دیکھنے گئے تھے

جی میری جان آرزو جی جان سے متوجہ ہوئی

ماما میری دوست ہے ارسلہ ہم بچپن سے ساتھ رہے ہیں اور اب میں ادھر آگئی ہوں پر میں اسکو نہیں چھوڑ سکتی کیا ہم اسکو اس گھر میں لے آئیں اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر میں ارسلہ کے پاس چلی جاؤں گی جب سے وہ یہاں آئی تھی اسکو رہ رہ کر ارسلہ کا خیال آرہا تھا اور اب اسنے ظاہر بھی کر دیا

میرا بیٹا ماما کی جان ہم ابھی جا کر ارسلہ کو لے آئیں گے اگر وہ میری بیٹی کی بچپن کی ساتھی ہے تو وہ ہمیشہ میری بیٹی کے ساتھ

رہے گی آرزو نے اپنی گود میں رکھے تعبیر کے سر کو سہلاتے ہوئے کہا

پر ماماوہ گیسٹ کی حیثیت سے نہیں رہے گی آر فینیج میں ہم بچے ترستے ہیں کے ہمارا بھی کوئی گھر ہو کوئی ماں باپ ہوں پوری زندگی محرومی میں کٹتی ہے اب اگر میرا گھر ہو گیا ہے تو ارسلہ کا بھی ہونا چاہیے اسنے اداسی سے کہا اور اسکی بات سن کر آرزو کی آنکھیں نم ہو گئی کس ترہان ترس ترس کر زندگی گزاری تھی انکی لاڈلی نے

ٹھیک ہے میری جان ہم ارسلہ کو ایڈاپٹ کر لیں گے وہ ہماری بیٹی اور تمہاری بہن بن جائے گی آرزو نے اسکا ماتھا چوم کر کہا

کیا سچ میں ایسا ہو سکتا ہے اسکی آنکھیں چمکی

جی بلکل جیسا میری بیٹی چاہے گی ویسا ہو گا آرزو نے مسکرا کر کہا

تو ماما پھر میں جا کر اسکو لے آتی ہوں یونیورسٹی سے تعبیر اٹھ بیٹھی

بیٹا آپ نے کیوں جانا ہے میں آپکے بابا سے کہہ کر ڈرائیور بھیج دیتی ہوں او تیار ہو جاو ہم شاپنگ پر چلتے ہیں جو میری بیٹی لینا چاہے ہم لیں گے اور کل آپکے اعزاز میں آپکے تایا بابا نے پارٹی رکھی ہے اسکی بھی شاپنگ کر لیں گے آرزو نے پلان ترتیب دیا

ٹھیک ہے پر جب ارسلہ آجائے گی تب جائیں گے اسکی سوئی ارسلہ پر ہی اٹکی تھی

ٹھیک ہے میری جان میں ابھی آپکے بابا کو فون کر کے ڈرائیور کا بولتی ہوں بچی آجائے پھر چلیں گے شاپنگ پر

اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے آنی ہاشم کو کہہ دیا ہے میں نے وہ ارسلہ کو لے آئے گا اس سے پہلے آرزو اورنگزیب کو کال ملاتی زاویار دھڑلے سے تعبیر کے کمرے میں داخل ہوا اور آرزو کی بات اچک لی

چلو یہ تو بہت اچھا کیا بیٹا تعبیر بچی کے لئے پریشان ہے آرزو نے زاویار کا شکریہ ادا کیا اور زاویار کو دیکھ کر تعبیر کی شکل بن گئی

تعبیر میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں صبح سے کچھ نہیں کھایا آرزو اٹھتے ہوئے بولی

بڑے افسوس کی بات ہے ویسے آنی بیٹی آئی نہیں کے مجھے بھول گئیں آپ زاویار نے اداکاری کی

ہائے میرا بچا میں بھول سکتی ہوں بھلا تمہیں تمہاری وجہ سے ہی تو مجھے میری بیٹی ملی ہے آرزو نے اسکو اپنے ساتھ لگا کر کہا

تو پھر مجھسے کیوں نہیں پوچھا کے میں کیا کھاؤں گا اسنے ابرو اچکائے

کیونکہ میں جانتی ہوں کے تم کیا کھاؤ گے سپینش آملیٹ ود برون بریڈ اینڈ بلیو بیری جام یہی کھانا ہے نا میرے بیٹے نے آرزو نے اسکے پسندیدہ ناشتے کا نام لیا تو وہ ہنس دیا اور اثبات میں سر ہلا گیا

چلو تم دونوں باتیں کرو میں اپنے ہاتھوں سے بنا کر لاتی ہوں تم دونوں کے لئے کچھ

hey cousin زاویار نے تعبیر کے پاس بیٹھ کر کہا

میرے منہ مت لگو تعبیر نے ناک چڑھایا

کیا یار بیٹھے بٹھائے تمہیں فیملی دے دی ہے اور مجھسے ہی خفا ہو زاویار نے مصنوعی ناراضگی سے کہا

تم کب سے جانتے تھے کے میں تمہاری کزن ہوں تعبیر نے پوچھا

مجھے شک ہوا تھا جب ہم ٹریپ پر تھے تب جب تم نے اپنا خواب مجھے سنایا اور پھر اپنی عمر بتائی اور بتایا کے کب سے اور فنا جیو میں ہو اور نام بھی تعبیر تھا تو کہیں نا کہیں مجھے شک تھا مگر یقین آج ہی ہوا ہے جب بھائی نے بتایا کے تمہاری بوڈی پر وہ مارک ہے جو تمہاری پہچان ہے زاویار نے بتایا نا جانے کیوں تعبیر کی آنکھیں نم ہونے لگیں

ہار و کیوں رہی ہو زاویار سٹپٹا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تعبیر نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونا شروع کر دیا زاویار کو وہ یہاں سب سے زیادہ جانتی تھی اسلئے اسکے سامنے آتے ہی دل عجیب ہونے لگا

پری کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو میری کوئی بات بری لگی ہے سوری زاویار پریشانی سے اسکے پاس آیا

م مجھے یقین نہیں آرہا کے بیٹھے بٹھائے مجھے ایک فیملی ایک گھر مل گیا ہے میرے ماں باپ ہیں انہوں نے مجھے یتیم خانے میں پھینکا نہیں تھا میں انکے لئے ان وانٹڈ نہیں تھی میں پوری لائف یہ سوچتی رہی کے ماں باپ پیدا کیوں کرتے ہیں جب ایسے ہی پھینکنا ہوتا ہے اور اب یہ احساس کے میرے ماں باپ نے مجھے پھینکا نہیں

تھا میں انچاہی نہیں تھی یہ عجیب ہے میں خوش ہوں بہت پریشان ہوں کے اگر یہ خواب ہوا پھر کیا ہو گا تعبیر روتے روتے اپنے دل کی سب باتیں زاویار کو بتانے لگی اور زاویار بھی دیہان سے سننے لگا

میں ہمیشہ اللہ سے شکوہ کرتی تھی کے آخر ہمارے ماں باپ نے ایسا کیوں کیا ہمارے ساتھ

عید آتی تھی نا تو چیریٹی میں کپڑے آیا کرتے تھے اور ہم لوگوں کو اترن پہن کر اتنا خوش ہوتے تھے

بہت کم عمر سے میں نے باسکٹ بال اور فٹ بال ٹورنامنٹس کھیلنے شروع کیے صرف اسلئے تاکہ کچھ پیسے آجائیں ابرار یا ارسلہ کی سالگرہ آتی تھی نا تو میری کوشش ہوتی تھی کسی ترہان انکے لئے کوئی تحفہ خرید لوں مگر جیب اجازت نہیں دیتی تھی ایسے تڑپتے ہوئے زندگی گزاری ہے تو یہ خوشی کچھ ہضم نہیں ہو رہی اسنے آنسو پونچھ کر کہا اور اسکی باتیں سن کر زاویار کا دل اداس ہوا اسنے بے ساختہ تعبیر کو خود سے لگایا

مشکل وقت گزر گیا ہے یہ سب اب تمہارا ہے وہ تحفے دیکھو وہ سب تمہارے ہیں یہ گھر تمہارا ہے ماں باپ تمہارے ہیں تم بچپن سے جان ہو کاستور و خاندان کی تمہارے کھو جانے سے خوشیاں چلی گئی تھیں اس گھر سے آج تم واپس آگئی ہو تو خوشیاں لوٹ آئی ہیں بابا بہت محبت کرتے تھے تم سے شاید اسلئے کیونکہ ہماری کوئی بہن نہیں آج انکی انکھوں میں الگ چمک تھی اور بھائی اور آنی انکو تو جیسے نئ زندگی مل گئی ہے بھائی تو اتنے خوش ہیں کے میں نظر بھر کے انکو دیکھ بھی نہیں رہا کے کہیں انکی خوشی کو نظر نا لگ جائے

وقت نے برا کیا ہمارے ساتھ جو تمہیں ہم سے جدا کر دیا

مگر اب تم آگئی ہو تو اپنی جگہ کو پہچانو رشتوں کو پہچانو سب تمہارا ہے جو گزر گیا اسے بھول جاؤ اور جو ہے اسکا ہر لمحہ جی بھر کر جیو زاویار نے نرمی سے اسکے بال سہلا کر کہا

اور تعبیر بھی اسکی باتوں میں ایسا کھوئی کے اپنی اور اسکی نزدیکی کو بھول گئی تبھی زاویار کا فون رنگ ہوا اور فسوں ٹوٹ گیا

زاویار نے ناگواری سے فون کو گھورا وہیں تعبیر سٹپٹا کر اس سے الگ ہوئی

بھونک ہاشم کی کال دیکھ کر اسکا موڈ بری ترہان خراب ہوا تھا آج پہلی بار وہ اور تعبیر لڑے بغیر اتنے آرام سے بات کر رہے تھے اتنے نزدیک تھے ایک دوسرے کے اور صرف ہاشم کی وجہ سے وہ لمحہ ختم ہوا تھا

انگارے کیوں چبا رہا ہے ہاشم نے ہنس کر کہا

بقواس بند کر اور کال کا مقصد بتا زاویار نے ناگواری سے کہا

یار ارسلہ میرے ساتھ انے کے لیے نہیں مان رہی تو تعبیر سے کہہ کے اسکو فون کر کے کہے ہاشم کی بات پر زاویار نے مختصر بات کر کے کال کاٹ دی

تعبیر تم ارسلہ کو فون کر لو وہ ہاشم کی بات پر اعتبار نہیں کر رہی ایک بار کہہ دو کے وہ یہاں آجائے زاویار کی بات سن کر تعبیر نے زاویار کے فون سے ہی ارسلہ کو فون کیا اور اسلا م آباد انے کو کہا اور ساری تفصیلات یہاں پہنچ کر بتانے کا کہہ کر کال کاٹ دی

چلو او گفٹس کھولتے ہیں زاویار نے اسکو خاموش دیکھا تو کہا

تم کیوں فری ہو رہے ہو میں کھول لوں گی جب ارسلہ اے گی اب نکلو یہاں سے باہر تعبیر اپنی پرانی جون میں واپس آگئی تھی زاویار نے اسکو گھورا

بری بات ہے پری تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے میری وجہ سے تم اپنے ماں باپ سے مل پائی اور تم مجھے ہی آنکھیں دکھا رہی ہو ناٹ فیئر زاویار کی بات پر

تعبیر نے ناک سے مکھی اڑائی

بنتے تو بہت ہو پر تمہیں صبح سے یہاں دیکھ کر لگ رہا ہے دنیا کے ویلے ترین انسان ہو تعبیر نے اسکی بیزاتی کی تو زاویار نے اسکو گھور کر دیکھا

انی ناشتہ بنا رہی ہیں وہ کر کے جاوں گا اور تم سے پہلے میرا گھر ہے یہ تو زیادہ بنو مت زاویار کی بات پر تعبیر نے اسکو منہ چڑھایا اور کمرے سے نکل گئ اسکا ارادہ آرزو کے پاس جانے کا تھا پیچھے زاویار اسکی حرکت پر ہنس دیا اور اسکے پیچھے ہی باہر نکل گیا

یہ منظر کاستور و مینشن کے لان کا تھا جہاں اس وقت اسلا ما باد کی مشہور کاروباری شخصیات جمع تھی رحمان صاحب کے سیاسی ملکے سے بھی بہت سے لوگ مدعو

تھے اسکے علاوہ زاویار کے بے شمار دوست اور میڈیا نے اس تقریب کو چار چاند لگا رکھے تھے

پچھلی رات جب ارسلہ اسلا آباد پہنچی تو آرزو اور اورنگزیب نے بہت اچھے سے اسکا استقبال کیا بلکل بیٹیوں والا مان بخش کر اسکو بھی سینے سے لگایا رات کے کھانے پر رحمان صاحب روبینہ اور زاویار بھی آگئے تھے ہاشم بھی ارسلہ کو چھوڑ نے کے بہانے وہیں رک گیا تھا سب ارسلہ اور تعبیر کو پا کر بہت خوش تھے یہاں تک کے روبینہ نے تو یہ تک کہہ دیا تھا کے اگر وہ دونوں کچھ پہلے مل جاتی اور انہوں نے اریز کا رشتہ تہہ نہیں کیا ہوتا تو وہ ارسلہ کو اپنی بڑی بہو بناتی جس پر زاویار تو ہنس دیا مگر ہاشم جلتے توے پر بیٹھ گیا یونہی ہنسی مذاق میں رات گزری اور اگلی شام تقریب کے لئے تعبیر کے کہنے پر شیلٹر سے بھی اسکے خاص دوستوں کو بلایا گیا جس میں ابرار اور اماں سرے فہرست تھے

اورنگزیب کے چہرے پر الگ ہی اطمینان اور خوشی تھی اپنی بیٹی کو پا کر وہ خوش تھے بہت خوش

اور پھر آرزو خوش ہو اب ؟ ماشاءاللہ اپنی بیٹی کو واپس حاصل کر لیا تم نے آرزو اور روبینہ کی ایک دوست نے کہا

میں بیان نہیں کر سکتی کے میں کتنی خوش ہوں آج جیسے مجھے جینے کی وجہ مل گئی ہے آرزو نے آنکھوں کی نمی کو صاف کر کے کہا

تعبیر جو پاس سے گزر رہی تھی اسنے آرزو کو آنکھیں صاف کرتے دیکھا تو ان عورتوں کے پاس ہی آگئی

ماشاءاللہ بلکل تم پر گئی ہے آرزو اسہی عورت نے کہا تو آرزو ہنس دی

بیٹا اپکا قد اتنا چھوٹا کیوں رہ گیا ماشاءاللہ شکل سے تو بہت خوبصورت ہو بس قد میں مار کھا گئی دوسری عورت نے بظاہر تو تعریف ہی کی مگر تعبیر کی دکھتی رگ دوبا دی

ارے میری بیٹی تو ایسے بھی بہت پیاری ہے روبینہ نے تعبیر کا اترا چہرہ دیکھا تو اس عورت کی بات کو نظر انداز کر کے تعبیر کو خود سے لگا یا

روبینہ اریز کی تو ماشاءاللہ اب شادی ہو جائے گی تو زاویار کے بارے میں کیا سوچا ہے اب تو تعبیر بھی مل گئی ہے تو اریز کی شادی پر ہی ایک دن انکا بھی نکاح یا کم از

کم منگنی کر دو مسز محمود جو کے روبینہ کی بہت پرانی دوست تھیں انہوں نے روبینہ کو مشورہ دیا اور یہ بات سن کر آرزو اور روبینہ کے چہرے کا رنگ اڑا وہیں تعبیر نا سمجھی سے انکو دیکھنے لگی

تعبیر بیٹا جاؤ آپکے تایا بابا ڈھونڈ رہے تھے آپکو میں بتانا بھول گئی تھی روبینہ نے تعبیر کا دیہان ہٹایا تو وہ اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے نکل گئی

مسز محمود آپ بھی نا ابھی کل تو ہماری بچی ہمیں ملی ہے آتے ہی اس پر یہ زمیداری نہیں ڈال سکتے ہم بچے ویسے بھی اب بڑے ہو گئے ہیں تعبیر اتنا عرصہ ہم سے الگ رہی ہے اسکی پسند ناپسند کا اندازہ نہیں ہے ہمیں تو ہم اس پر اپنا کوئی بھی فیصلہ نہیں تھوپیں گے اگر بچوں کی انڈرسٹنڈنگ بنی تو شادی کا سوچیں گے ورنہ نہیں روبینہ نے پوری بات کھل کر کی تو آرزو نے سکھ کا سانس لیا وہیں مسز محمود نے پہلو بدلا

تایا بابا آپ نے بلایا تعبیر رحمان صاحب کے پاس آکر بولی جو اپنے کسی سیاسی دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے

ارے میرا بیٹا آگیا کاشان یہ ہے میری بیٹی تعبیر میرے گھر کی رونق رحمان نے تعبیر کو ساتھ لگا کر کہا تو تعبیر جھنپ گئی اور کاشان دُرانی تعبیر سے ملنے لگے

بیٹا یہ میرا بیٹا ہے کامیار دورانی ہارورڈ سے پڑھ کر آیا ہے کاشان نے اپنے بیٹے سے تعبیر کو انٹروڈیوس کروایا تو تعبیر زبردستی مسکرادی

اسلام علیکم تعبیر نے سلام کیا تو کامیار نے دلچسپی سے اسکو دیکھا کامیار کی کافی دیر سے تعبیر پر نظر تھی اور اب بل آخر وہ تعبیر سے مل رہا تھا

کیسی ہیں آپ سلام کے بعد کامیار نے پوچھا

الحمدللہ ٹھیک تعبیر نے مختصر جواب دیا

انکل آپ مائنڈ نا کریں تو میں تعبیر کے ساتھ کچھ وقت بات کرلوں کامیار نے رحمان صاحب سے پوچھا

افکورس بیٹا آپ لوگ جائیں have fun

تایا بابا مجھے ارسلہ کے پاس جانا تھا تعبیر کامیار کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی اسلئے بہانا بنایا

بیٹا آپ ارسلہ بچے کے پاس بعد میں چلی جانا ابھی کامیار کے ساتھ جائیں رحمان کو اسکا کامران کے سامنے انکار اچھا نہیں لگا اسلئے تعبیر کو جانے کا کہا اور تعبیر کو مجبوراً جانا پڑا

تو مس تعبیر how do you feel اچانک سے اپنی فیملی سے مل کر کیسا لگا آپکو کامیار نے بات کا آغاز کیا

اچھا لگا مختصر جواب

بس اچھا کامیار نے کریدا

بہت اچھا وہی انداز

کیا ہوبیز ہیں آپکی

کچھ نہیں

کتنے سال کی ہیں آپ

انیس سال پھر مختصر جواب

کیا کر رہی ہیں آپ

بی ایس آئی ٹی

کہاں سے

جیکی سے

کونسا ایئر ہے

فرسٹ ایئر تعبیر نے جیسے قسم کھالی تھی کے دو لفظوں سے زیادہ زبان سے ادا نہیں کرے گی

آپ ویسے ہی مختصر بولتی ہیں یا میرے ساتھ جان کر کر رہی ہیں کا میار نے پوچھ لیا

آپکے ساتھ جان کر کر رہی ہوں منہ توڑ جواب کا میار کچھ دیر تو بول نا پایا مگر پھر ہنس دیا

کیوٹ ہیں آپ ویسے i like your height مطلب ہمارا ہائٹ ڈفرنس اچھا ہے کا میار نے برا منائے بغیر کہا مگر تعبیر کو برا لگا وہ آخر کیوں اتنی چھوٹی رہ گئی تھی

تم یہاں کیا کر رہی ہو اس سے پہلے تعبیر کوئی جواب دیتی زاویار اسکے سر پر آکر کھڑا ہو گیا تعبیر نے سکھ کا سانس لیا کے کوئی تو اپنا نظر آیا

long time no see زاویار کیسے ہو یار کامیار نے زاویار سے ملتے ہوئے کہا مگر زاویار نے سرد نظروں سے کامیار کو دیکھا

میں تم سے پوچھ رہا ہوں یہاں کیا کر رہی ہو ارسلہ وہاں ہے موم اور آنی وہ کھڑی ہیں پھر یہاں کیوں ہو زاویار دور کھڑا تعبیر کو کامیار سے باتیں کرتا دیکھ رہا تھا اور وہیں سے اسکا پارا ہائی ہوا تھا

وہ تایا بابا نے کہا انسے بات کروں تعبیر نے نظریں جھکا کر کہا

کیوں یہ تمہاری پھوپھو کا بیٹا ہے ؟زاویار نے کوئی بھی لحاظ رکھے بغیر کہا کامیار بھی اسکی بات پر شرمندہ ہوا تعبیر نے نفی میں سر ہلایا

جاو ارسلہ کے پاس اسنے حکم دیا اور تعبیر بھی اسکا حکم مانتی وہاں سے نکل گئی

میں تو بس ویسے ہی حال چال پوچھ رہا تھا کامیار نے صفائی دی تو زاویار نے ایک سرد نگاہ اس پر ڈالی

اوڈیڈ لوگ پاس چلیں اور کامیار کو لئے رحمان صاحب اور کامران صاحب کی طرف بڑھ گیا

پورا فنکشن بخیر و عافیت گزر گیا تھا سب اس وقت کاستورو مینشن کے لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے

ارسلہ کو بھی سبنے اتنا ہی پیار اور اپنائیت دی تھی جتنی تعبیر کو دے رہے تھے

آرزو تو بارہا کہہ چکی تھی کے شاید اللہ نے انکو ایک ہی اولاد اسلئے دی تھی کیونکہ وہ انکو تحفے کے طور پر ایک اور بیٹی سے نوازنے والے تھے جس پر ارسلہ کی آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی تھیں

یہ تقریب تو گزر گئی اب بس اگلے ہفتے سے آریز کی شادی کی تقریبات شروع ہو جائیں گی پھر مصروفیت شروع روبینہ نے میڈ سے چائے کا کپ تھامتے ہوئے کہا

جی آپی اب تو بہت کم دن رہ گئے ہیں میرے بیٹے کی شادی میں آرزو نے پاس بیٹھے آریز کا ہاتھ چوم کر کہا تو وہ مسکرا دیا

بس سب ڈریسز وغیرہ ٹائم سے مل جائیں روبینہ نے کہا

انشاءاللہ مل جائیں گے بس مجھے ایک چیز کی ٹینشن ہے تعبیر اور ارسلہ کے کپڑے نہیں بنے انکی تیاری اتنے کم وقت میں کیسے ہو گی آرزو نے کہا

تعبیر اور ارسلہ اپناذکر سن کر سیدھی ہوئیں

پریشان نہیں ہو کل میں چلوں گی تمہارے ساتھ بچیاں بھی چلیں میری ڈیزائنر فرینڈز ہیں انکی بوتیک سے ریڈی ٹو ویر کپڑے دیکھ لیں گے بچیوں کے لئے اب آرڈر پر نہیں بن سکتے اتنے شارٹ نوٹس پر روبینہ نے کہا تو آرزو نے اثبات میں سر ہلا دیا

تائی ماں ہمیں کل یونیورسٹی جانا ہے ہماری پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے تعبیر کو اٹینڈنس کی ٹینشن تھی

ارے بیٹا دو ہفتوں کی لیو لے لو آپ لوگ شادی کے ایونٹس ہیں اسکے بعد چلے جانا یونیورسٹی بلکہ میں تو سوچ رہی ہوں کے کوشش کر کے آپ دونوں کا ایڈمشن اسلا آباد کی کسی یونیورسٹی میں کروادیتی ہوں لائق تو بہت ہو آپ لوگ تو نسٹ یا بحریہ یونیورسٹی میں ایڈمشن آرام سے مل جائے گا اب ہوسٹل میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے روبینہ نے کہا

آپی آپ نے میرے منہ کی بات چھین لی میں بھی یہی چاہتی ہوں کے اب تعبیر اور ارسلہ میری آنکھوں سے دور نا جائیں آرزو نے کہا

ماما پر ہمارا تو سیمیسٹر ہو بھی گیا ہے اب دوسرا سیمیسٹر چل رہا ہے ایسے تو سال ضائع ہو جائے گا تعبیر نے پریشانی سے کہا ارسلہ بھی متفق تھی

ارے بیٹا سیمیسٹر کا کیا ہے ریپیٹ کر لینا ابھی عمر کم ہی ہے آپ لوگوں کی روبینہ نے کہا

موم آپ کیا فضول مشورے دے رہی ہیں میں اور ہاشم ابھی جیکی ہی ہیں تو یہ دونوں بھی ادھر ہی رہیں گی جب ہماری ڈیگری پوری ہو جائے گی تو میں ڈیڈ سے کہلوا کر انکا ٹرانسفر اسلام آباد میں کروا دوں گے اس سے انکا سال ضائع نہیں ہو گا

زاویار جو ابھی ہاشم کو خدا حافظ کہہ کر آ رہا تھا روبینہ کی بات سن کر بولا

تمہاری ڈیگری پوری ہونے سے ہمارا کیا لینا دینا بھلا ہمیں جیکی پسند ہے ہم وہیں پڑھیں گے تعبیر کو زاویار کا دھونس جماتا لہجہ ہر گز بھی نہیں پسند تھا آگے ہی کا میار کے سامنے اسکے رویے پر وہ تپّی ہوئی تھی

تمہارے سارے لینے دینے مجھسے ہی ہیں اور یہ بہت جلد پتہ چل جائے گا تمہیں اب چپ کرو اور موم جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی ہو گا تعبیر جب سے گھر آئی تھی زاویار تو پھیل ہی گیا تھا ایسے اس پر دھونس جماتا تھا جیسے اسکی ذاتی پراپرٹی ہو

تعبیر اسکی باتوں پر الجھی تھی وہیں روبینہ اور آرزو نے نظروں کا تبادلہ کیا ارسلہ ابھی اپنا فون چارجنگ پر لگانے کے لئے اٹھی تھی اسلئے بات پر دیہان نہیں دے پائی

یہ ویسے برا آئیڈیا نہیں ہے بس پھر ٹھیک ہے ایک سیمیسٹر کر لو پورا اسکے باد ٹرانسفر کروالیں گے روبینہ کی بات پر تعبیر وقتی طور پر خاموش ہو گئی

چلیں ابھی وہ سب باتوں میں ہی مصروف تھے جب اورنگزیب آریز کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوتے بولے

جی چلیں بچیاں بھی تھک گئی ہیں آرزو نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب ایک دوسرے سے مل کر گھر کو روانہ ہوئے

تعبیر کا ذہن کچھ الجھا سا تھا زاویار کا رویہ اسکی سمجھ سے باہر تھا وہ کیوں اتنا روب جمارہا تھا بھلا اور اسکا کامیار کے سامنے جو رویہ تھا وہ تعبیر کی سمجھ سے باہر تھا اور

پھر یہ کہنا کے تعبیر کے سب تعلق اس سے ہی ہیں وہ ایسی باتیں کیوں کر رہا تھا اور مسز محمود کی باتیں

او خدایا میرا دماغ خراب ہو جائے گا تعبیر نے گہری سانس لے کر کہا بھاڑ میں جائے یہ پاگل میں کیوں اسکو سوچ رہی ہوں تعبیر نے کندھے اچکائے اور سوئی ہوئی ارسلہ کے ساتھ چپک کر لیٹ گئی

پورا ہفتہ گزر گیا اور آریز کی شادی کے دن آگئے آج اور نگزیب اور آرزو نے آریز اور آمنہ (آریز کی بیوی) انکے اعزاز میں ڈھولکی رکھی تھی جو کے تعبیر لوگوں کی طرف ہو رہی تھی رحمان صاحب کے سب دوست احباب مدعو تھے کامران درانی آج بھی اپنے بیٹے کامیار کے ساتھ وہاں موجود تھے اور کامیار کی نظریں گھوم پھر کر تعبیر پر ٹک رہی تھیں جو کہ رسٹ کلر کے شرارہ شرٹ میں ساتھ مونگیا ڈوپٹہ کندھے پر اٹکائے ماتھے پر ٹیکا لگائے نام کے میک اپ کے ساتھ بہت حسین لگ رہی تھی کامیار اپنی پسند کا ذکر اپنے والد سے کر چکا تھا اور کامران کا ارادہ تھا کے وہ شادی کے فوراً بعد رحمان صاحب سے بات کریں گے

تایا بابا تعبیر رحمان صاحب کے پاس آئی تو انہوں نے جی جان سے متوجہ ہوتے اسے اپنی بازو کے گھیرے میں لیا

جی میرا بیٹا

تایا بابا تائی ماں آپکو سٹیج پر بلا رہی ہیں آمنہ بھابھی اور بھائیو کی رسم کرنے کے لئے

تعبیر کی بات پر رحمان نے اثبات میں سر ہلایا

اچھا بیٹا میں آتا ہوں رحمان نے کہا

اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ تعبیر نے کامران کو پہچان کر سلام کیا

وعلیکم اسلام بیٹا میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں انہوں نے خوشدلی سے کہا

میں بھی ٹھیک الحمدللہ

آپ نے میرا حال پوچھا ہی نہیں کامیار کو جب نظر آگیا کے وہ اگنور کر کے جانے لگی ہے تو تعبیر کو خود ہی مخاطب کیا

آپ کیسے ہیں تعبیر نے سنجیدگی سے پوچھا رحمان صاحب کامران سے ایکسکیوز کر کے سٹیج کی طرف بڑھ گئے تھے اور کامران بھی کامیار کو تعبیر کے ساتھ مصروف دیکھ کر اپنے دوسرے سیسائی دوستوں کی طرف بڑھ گئے

الحمدللہ کامیار نے مسکرا کر کہااس سے پہلے تعبیر جاتی کامیار نے اسکا ہاتھ تھام لیا

کدھر جا رہی ہیں میں اکیلا ہوں کچھ دیر کمپنی ہی دے دیں اسنے بیچاری سی شکل بنا

کر کہا

مجھے کام ہے تعبیر نے سنجیدگی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا دل تو چاہ رہا تھا تھپڑ لگا دے مگر

وہ اسکے تایا بابا کے دوست کا بیٹا تھا

ابھی میں آپکو جانے نہیں دوں گا کچھ وقت دے دیں اپنا وہ بضید ہوا تعبیر نے

ناگواری سے اسکو دیکھا

you are harasing me تعبیر نے اب کے سنجیدگی سے کہا تو وہ ہنس دیا

lol آپ اسکو ہراسمنٹ کہتی ہیں یہ سب تو نارمل ہے ہماری کلاس میں کامیار کو

اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر مزا آ رہا تھا

اس سے پہلے تعبیر کچھ کہتی زاویار نا جانے کہاں سے موت کا فرشتہ بن کر ٹپک پڑا

اسکے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کے تعبیر نے بیساختہ تھوک نگلا

آنی بلا رہی ہیں جاو یہاں سے اسکی آواز سرد تھی

زازاویار تعبیر نے کچھ کہنا چاہا

get lost اسنے دھاڑ کر کہا آس پاس کھڑے کچھ لوگوں نے مڑ کر انکو دیکھا

تعبیر کو سبکی کا احساس ہوا اور وہ چپ چاپ وہاں سے نکل گئ

آج کے بعد اسکے پاس پھٹکتے نظر مت آنا ورنہ جو حشر کروں گا یاد رکھو گے زاویار

نے انگلی اٹھا کر کامیار کو وارن کیا اور خود بھی وہاں سے اسکی ایک بھی سنے بغیر

نکل گیا کامیار کو سبکی کا احساس ہوا

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا کامیار نے زاویار کی پشت کو دیکھ کر کہا

تعبیر پتہ نہیں کہاں چلی گئ ہے ارسلہ نے بھی اسہی کی ترہان رسٹ شرارہ

شرٹ اور اسکے ساتھ شوکنگ پینک دوپٹہ لے رکھا تھا وہ بھی بہت پیاری لگ رہی

تھی

ہاشم تم نے تعبیر کو دیکھا ہے ابھی ادھر ہی تھی پتہ نہیں کہاں چلی گئ ہے ہاشم

ابھی آکر ارسلہ کے پاس کھڑا ہی ہوا تھا جب ارسلہ نے اس سے پوچھا

پتہ نہیں ادھر ہی کہیں ہو گی تم میرے ساتھ چلو مجھے تمہیں کسی سے ملوانا ہے

ہاشم کی بات پر ارسلہ الجھی

کس سے ملوانا ہے ؟اسنے آبرو اُچکائے

چلو تو پھر بتاتا ہوں ہاشم اُسکا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گیا ارسلہ بھی کندھے اچکا کر چل پڑی

ڈیڈ ہاشم ایک آدمی کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اور انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انکو پکارا

تیمور شیخ نے چہرہ موڑ کر ہاشم کو دیکھا ارسلہ تو ہاشم کے منہ سے ڈیڈ سن کر ہی سن ہو چکی تھی

yes my son تیمور جو کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے مڑ کر بولے

ڈیڈ اس سے ملیں یہ ارسلہ ہے میں نے آپکو بتایا تھا نا اسکا ہاشم کے چہرے پر ارسلہ کا ذکر کرتے ہوئے الگ ہی چمک تھی

اسلام علیکم ارسلہ نے جھجھک کر سلام کیا

وعلیکم اسلام کیسی ہیں بیٹا آپ تیمور نے ارسلہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

ج جی انکل میں ٹھیک بمشکل لفظ ادا کیے

ماشاءاللہ آپ تو بہت پیاری ہیں جتنی میرے بیٹے نے آپکی تعریف کی تھی آپ اس سے بڑھ کر پیاری اور سلجھی ہوئی ہیں تیمور کو ارسلہ واقعی میں ہی پسند آئی تھی

دیکھا ڈیڈ میں نے آپکو کہا تھا ناہاشم نے مسکرا کر بتایا

بیٹا کیا مصروفیات ہیں آپکی تیمور نے پوچھا

ک کچھ نہیں سر۔ بس پڑھ رہی ہوں اسکے منہ سے بیساختہ سر نکلا

ارے میرا بیٹا سر کیا ہوتا ہے آپ مجھے انکل بولا سکتی ہیں اور بہت جلد میں آپکو خود کو ڈیڈ یا بابا کہنے کا موقع بھی دوں گا تیمور نے مسکرا کر کہا تو ہاشم مسکرا کر انکے گلے لگ گیا

thanks dad وہ واقعی بہت خوش تھا

مجھے یقین نہیں آرہا یہ تمہاری پسند ہے مجھے تو لگا تم بس وہ اوٹ پٹانگ لڑکیاں ہی پسند کر سکتے ہو تیمور نے پر مزہ لہجے میں کہا

بس دیکھ لیں وہ سب تو بس وقت گزاری تھیں زندگی گزارنے کے لئے تو مجھے بس ارسلہ کا ہی انتظار تھا اسنے آنکھ ماری تو تیمور ہنس دیے اور اسکو گلے سے لگالیا

بیٹا آپ بھی کچھ بولو تیمور نے ارسلہ کو مخاطب کیا تو ارسلہ کنفیوز ہو گئی

میرے سامنے تمہاری زبان بند نہیں ہوتی اور اب دیکھو زبان ہی نہیں کھل رہی

ہاشم نے لب دوبا کر کہا تو ارسلہ نے اسکو آنکھیں دکھائی اور دونوں باپ بیٹا ہنس دیئے ارسلہ جھینپ گئی

آنی پری کدھر گئی ہے زاویار کو اندازہ ہو گیا تھا کے وہ غصّے میں تعبیر سے بدتمیزی کر گیا ہے اسلئے اب اس سے بات کرنا چاہتا تھا مگر تعبیر تھی کے پورے فنکشن میں کہیں بھی نہیں تھی

زاوی بیٹا میں بھی اسکو ہی ڈھونڈ رہی ہوں پر وہ ہے کے مل ہی نہیں رہی ابھی ارسلہ سے بھی پوچھا ہے اسکے ساتھ بھی نہیں ہے پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے

آرزو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا

اچھا آنی میں دیکھتا ہوں زاویار گھر کے اندر کی طرف بڑھ گیا

اسکو اندازہ تھا کے وہ اپنے کمرے میں ہی ہو گی اسلئے وہیں چلا آیا

جونہی کمرے میں قدم رکھا وہ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آنسو پونچھ رہی تھی ایک سرد نظر دروازے پر کھڑے زاویار پر ڈالی اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی

پری آئی ایم سوری میرا مقصد تم سے بدتمیزی کرنے کا نہیں تھا بس غصّے میں سمجھ نہیں آئی تعبیر اپنے کام میں مصروف رہی

تعبیر؟ زاویار نے اسکو دوبارہ پکارا مگر اسنے اگنور کیا

میں تم سے بات کر رہا ہوں تعبیر ا بکے زاویار نے سنجیدگی سے کہا

مگر میں تم سے بات نہیں کر رہی اور نا ہی کرنا چاہتی ہوں تعبیر نے سرد انداز میں جواب دیا

مجھے ایک بار خود کو ایکسپلین کرنے کا موقع تو دو زاویار نے اسکا ہاتھ پکڑا جسے تعبیر نے ایک پل میں جھٹک دیا

کیا ایکسپلین کرنا چاہتے ہو تم؟ ہاں کیا ایکسپلین کرنا چاہتے ہو یہ کونسا پہلی بار کیا ہے تم نے ہمیشہ یہی کرتے ہو بھلے وہ ٹریپ ہو یونیورسٹی ہو اب گھر ہو یا

پھر بھری محفل ہو یہی تو کرتے ہو تم کھلے عام ذلیل کرتے ہو تعبیر جیسے پھٹ پڑی تھی زاویار نے ضبط سے آنکھیں موندھ کے کھولیں

تعبیر میں آج کے لئے شرمندہ ہوں وہ بھی صرف اسلئے کیونکہ مجھے چیخنا نہیں چاہیے تھا پر بات غلط نہیں تھی میری زاویار نے سنجیدہ سے کہا

کیا غلط نہیں تھی میں جس مرضی سے بات کروں جو مرضی کروں تمہیں کیا مسئلہ ہے تم ہوتے کون ہو مجھے یوں انسلٹ کرنے والے تعبیر نے اسکے سینے پر ہاتھ مار کر اسکو پرے دھکیلا

ہاں میں ہوں سب کچھ میں ہی ہوں سب کچھ تمہارا حق رکھتا ہوں تم پر اسلئے برا لگتا ہے مجھے جب کوئی اور مرد تمہارے قریب آئے یا بات کرے زاویار بھی جیسے پھٹ پڑا تھا

کیا حق ہے تمہارا مجھ پر آج تم مجھے بتا ہی دو باپ ہو میرے بھائی ہو ؟ کیا ہو جو اتنا روب جماتے ہو تعبیر نے بھی چیخ کر کہا

محبت کرتا ہوں میں تم سے مجھے نہیں پتہ کب تم مجھے اتنی عزیز ہو گئی کے تمہارے آس پاس کسی کا احساس بھی سہانے روح لگنے لگا ڈیم اٹ زاویار نے تعبیر کو کلائی سے تھام کر دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا

یہی سننا چاہتی تھی نا تم ؟ہاں کرتا ہوں تم سے محبت اور اتنی کرتا ہوں کے تم سمیت ساری دنیا کو آگ لگا دوں اگر جو تمہیں مجھسے دور کرنے کے بارے میں سوچے بھی یہی وجہ ہے کے میرا دل جلتا ہے جب تمہیں کسی اور لڑکے کے ساتھ دیکھتا ہوں پھر بھلے وہ عدنان ہو کا میار ہو یا پھر کوئی بھی ہو تم میری ہو اور تم پر سب سے زیادہ حق میرا ہے زاویار نے اسکو جھنجوڑ کر کہا تعبیر جو ساکت کھڑی تھی اسکے جھنجھوڑنے پر ہوش میں آئی اور پھر کیا تھا کمرے میں ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی

زاویار نے بے یقینی سے اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھا اور تعبیر کو دیکھنے لگا جسکا وجود کانپ رہا تھا

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے نکلو میرے کمرے سے باہر اور خبردار آج کے بعد میرے سامنے آئے تو دفعہ ہو جاؤ تعبیر نے اسکو کالر سے پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیلا زاویار تھوڑا سا لڑکھڑایا اس سے پہلے وہ سیدھا ہوتا اور نگزیب نے اسکو تھاما دروازہ ہلکا سا وا ہونے کی وجہ سے آرزو اور اورنگزیب جو تعبیر کو ڈھونڈتے یہاں آئے تھے وہ تعبیر اور زاویار کی لڑائی کا لفظ بالفظ سن چکے تھے تعبیر انکو دیکھ کر نظریں جھکا گئی جبکہ زاویار ایک نظر انکو دیکھ کر باہر نکل گیا

تعبیر بیٹا یہ سب کیا تھا اورنگزیب کے پوچھنے پر تعبیر کا سر مزید جھک گیا

بابا وہ مجھسے گندی بات کر رہا تھا اتنی سیریس سیچویشن میں بھی آرزو اور اورنگزیب کے لب مسکرا گئے

بیٹا وہ بڑا ہے آپ سے چاہے جو بھی بات تھی آپکو ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا اورنگزیب نے دوبارہ کہا

سوری بابا تعبیر کو کوئی شرمندگی تھی تو نہیں مگر پھر بھی اورنگزیب کے سامنے سر جھکائے معافی مانگ گئی

نامیرا بچہ سوری کی بات نہیں آپ نے زاویار سے بد تمیزی کی ہے ایکسکیوز بھی اس سے کرنا آرزو نے آگے بڑھ کر کہا

پر مجھے وہ بلکل اچھا نہیں لگتا بلکہ زہر سے بھی برا لگتا ہے تعبیر نے کہا

نامیرا بچہ بری بات ایسے نہیں کہتے چلو اس پر بعد میں بات ہو گی ابھی نیچے چلو آرزو نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا

نہیں ماما میرا دل نہیں کر رہا اب تعبیر نے نفی میں سر ہلایا

ہم ہوسٹ ہیں بیٹا سب گیسٹ اپکا پوچھ رہے ہیں ایسے اچھا نہیں لگتا آرزو نے اسرار کیا

ماما پلیز نامیرا نہیں دل کر رہا اب نیچے جانے کا میں تھک گئی ہوں آپ جائیں نا ابھی تو پہلا ایونٹ تھا ابھی اتنے فنکشن آئیں گے میں مہمانوں سے تب مل لوں گی ابھی میں نیچے نہیں جانا چاہتی تعبیر نے منت کی

اچھا ٹھیک ہے بیٹا آپ پریشان نہیں ہو ریسٹ کرو ایونٹ کے بعد ہم بات کریں گے ٹھیک ہے اورنگزیب نے اسکا ماتھا چوم کر کہا اور آرزو کا ہاتھ تھام کر باہر لے آئے

تعبیر پیچھے اپنے بیڈ پر ڈھے سی گئی یہ کیسا انکشاف کر کے گیا تھا زاویار اور وہ بھی اتنے دھڑلے سے

منہ توڑ دوں گی تمہارا تعبیر نے دانت یوں کچکچائے جیسے زاویار کی گردن اسکے دانتوں میں ہو

زاویار فنکشن چھوڑ کر آ گیا تھا وہ اب تک بے یقین تھا کے تعبیر نے اس پر ہاتھ اٹھایا وہ تعبیر سے ایسے رِیکشن کی ہر گز بھی امید نہیں رکھتا تھا وہ اب تک شاک تھا

وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے کمرے میں گھستے ساتھ وہ واشروم کی طرف بڑھ گیا اور سفید کرتے سمیت ہی ٹوٹی کے نیچے کھڑا ہو گیا کمیز بھیگ کر بدن کے ساتھ چپک گئی تھی اور اسکا کثرتی وجود واضع تھا

آہ تعبیر تم نے اچھا نہیں کیا چھوڑوں گا نہیں تمہیں سمجھتی کیا ہو خود کو؟ تمہیں کیا لگتا ہے کے چوائس ہے تمہارے پاس؟ سوچ ہے تمہاری میں نے تو سوچا تھا کے

کچھ وقت دوں گا تمہیں مگر اب تو کل ہی بابا سے بات کر کے تمہیں اپنے نام کرنے کا بندوبست کرتا ہوں اسنے دیوار پر زور سے مقا مار کر غصہ کم کرنا چاہا کافی دیر ٹھنڈے پانی سے بھیگنے کے بعد وہ باہر نکلا ڈریسنگ روم سے کپڑے تبدیل کیے اور سگریٹ صُلغہ کر اندھے منہ بیڈ پر گرا

ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے صبح جب وہ نیچے آیا تو ٹیبل پر روبینہ آریز اور رحمان صاحب تینوں ہی موجود تھے ناشتے کا وقت تھا اور رحمان صاحب اخبار دیکھتے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے

زاویار بیٹا تم کل فنکشن بیچ میں چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے سب پوچھتے رہے تمہارا اور یہ چہرہ کیوں اتنا سرخ ہو رہا ہے روبینہ نے تشویش سے پوچھا

موم میں ٹھیک ہوں بلکل مجھے آپ سے اور ڈیڈ سے ضروری بات کرنی ہے اسنے رحمان صاحب کے ساتھ والی جگہ سنبھالی

ہاں بولو برخوردار رحمان صاحب نے اخبار ایک طرف رکھ کے کہا

ڈیڈ میں چاہتا ہوں آپ ابھی بھائی اور آنی کی طرف جائیں اور میرے لئے تعبیر کا رشتہ مانگیں زاویار نے بغیر جھجھکے سبکے سروں پر بمب گرایا

یہ کیا نیا ڈرامہ ہے آریز نے اسکو گھورا

ڈرامہ نہیں ہے میں بس تعبیر کو جلد از جلد اس گھر میں اپنی بیوی بنا کر لانا چاہتا ہوں اسنے دوبارہ کہا

مگر بیٹا ابھی تو اسکو اپنے گھر آئے بمشکل ہفتہ ہوا ہے ایسا کیسے ممکن ہے روبینہ نے پریشانی سے کہا

مجھے نہیں پتہ پر آپ لوگ ابھی جائیں اور آریز کی مہندی پر ہمارا نکاح ہو جانا چاہیے زاویار نے دوبارہ کہا

ایسا ممکن نہیں ہے ابھی بچی گھر آئی ہے وہ بہت مشکل سے سب رشتوں کو سمجھ رہی ہے ایسے میں یہ نئ زمیداری نہیں ڈال سکتے اس پر تم صبر کرو ابھی رحمان صاحب نے دوٹوک کہا

ڈیڈ زاویار نے احتجاج کیا

کیا ڈیڈ رحمان صاحب نے اسکو گھورا

اگر آپ آریز کو مہندی پر ہمارا نکاح نہیں کروائیں گے تو میں کبھی سیاست میں آپکی کرسی نہیں سنبھالوں گا بلکہ مہندی کی رات ہی کسی انجان ملک چلا جاؤں گا پھر ڈھونڈتے پھرنا مجھے میں ناواپس اوں گا نا آپکی سیٹ پر بیٹھوں گا اسنے دھمکی دی جس پر روبینہ کا منہ کھلا اور رحمان صاحب نے اسکو گھورا

دھمکا رہے ہو مجھے ؟ انہوں نے ضبط سے کہا

جو آپ سمجھیں اسنے کندھے اچکائے

ٹھیک ہے تمہارا نکاح اریز کی مہندی پر تعبیر سے ہو جائے گا مگر میری بھی ایک شرط ہے رحمان صاحب نے آبرو اچکائے

کیسی شرط زاویار سنجیدہ ہوا

بلدیاتی انتخابات جو کے اب سے تین ماہ بعد ہوں گے تم ان پر میری سیٹ سے کھڑے ہو گے اگر منظور ہے تو مہندی والے دن نکاح ہو جائے گا رحمان صاحب بھی پکے سیاست دان تھے وہ جانتے تھے کے نکاح کے بعد زاویار اپنی بات سے مکر جاتا اسلئے اسکو جلد سے جلد قابو کرنا چاہا جہاں تک بات تھی تعبیر اور زاویار

کے نکاح کی وہ تو ایک نا ایک دن ہونا ہی تھا تو مہندی پر کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا

منظور ہے زاویار نے کچھ سوچ کر کہا

گڈ چلو اب بیٹھ کر ناشتہ کرو پھر دوائی کھاؤ بخار سر کو چڑھ گیا ہے رحمان صاحب نے نظریں اخبار پر ٹکا دیں

زاویار کے چہرے پر مطمئن مسکراہٹ تھی جبکے اریز اور روبینہ ہکا بکا دونوں کو دیکھ رہے تھے جنہوں نے ایک منٹ میں ڈیل کر لی تھی

بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ اورنگزیب اور آرزو اس وقت تعبیر کے کمرے میں بیٹھے رحمان صاحب کا فیصلہ سنا رہے تھے آج صبح ہی رحمان صاحب اور روبینہ اورنگزیب کی طرف آئے تھے اور رحمان صاحب نے بڑے فیصلہ کن انداز میں مہندی پر زاویار اور تعبیر کے نکاح کی بات کی تھی

تعبیر کی شادی زاویار سے ہونی تھی یہ بات تو بچپن سے تہہ تھی اور پھر جب زاویار نے تعبیر کو ڈھونڈا تھا تب بھی اسنے اورنگزیب اور آرزو کے سامنے یہ

شرط رکھی تھی کے تعبیر کی شادی زاویار سے ہو گی مگر یہ سب اتنا جلدی ہو گا یہ انہوں نے سوچا نہیں تھا

تعبیر بیٹا یہ آپکے تایا بابا کی خواہش ہے کے اپکا اور زاویار کا نکاح مہندی پر ہی ہو جائے

بیٹا جب آپ پیدا ہوئی تھی تو آپکے داجان نے آپکا اور زاویار کا رشتہ تہہ کیا تھا پھر آپ گم ہو گئی پر آپکا نام ہمیشہ سے زاویار سے ہی جڑا ہوا تھا اسنے آپکا انتظار کیا ہے

آرزو نے تعبیر کو سمجھانا چاہا

انتظار کیا ہے ؟ کونسا انتظار یونیورسٹی کی کوئی ایسی لڑکی نہیں ہے جسکے ساتھ زاویار کا ریلیشن نا رہا ہو ماما پلیز آپ لوگ مجھے زاویار سے شادی پر مجبور نہیں کریں مجھے نہیں کرنی اس سے شادی تعبیر نے منت کی

کیا میری بیٹی کی زندگی میں کوئی اور ہے ؟اور نگزیب نے تعبیر سے پوچھا تو تعبیر کچھ پل کو خاموش ہو گئی

بابا یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں تعبیر نے اورنگزیب سے پوچھا

ہاں میرا بیٹا اگر آپ کسی اور کو پسند کرتی ہو تو اس میں کوئی

حرج نہیں ہے آپ بس بتادو اورنگزیب نے تعبیر کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہا

بابا اگر میں زاویار سے شادی سے انکار کر رہی ہوں تو اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کے میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں میری زندگی اتنی مشکل رہی ہے کے موقع ہی نہیں ملا کے کسی کو اس نظر سے دیکھوں آپ چاہے میری کسی سے بھی شادی کروادیں پر زاویار سے نہیں تعبیر نے انکو سمجھانا چاہا

بیٹا آپکا رشتہ آپکے داجان تہ کر کے گئے ہیں اور زاویار بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہے اگر آپکی زندگی میں کوئی اور نہیں ہے تو پلیز زاویار سے شادی کر لیں وہ آپکو بہت خوش رکھے گا یہ وعدہ ہے میرا آپ سے اورنگزیب نے منت کی

بابا وہ عجیب ہے بہت عجیب روب دکھاتا ہے جیسے اسنے مجھے خریدا ہو میں اسکا یہ رویہ برداشت نہیں کر سکتی مجھے عادت نہیں ہے کسی سے ڈکٹیشنز۔ سننے کی وہ بہت ڈومینیٹنگ ہے میں نہیں برداشت کر سکتی یہ سب اگر ہماری شادی ہو گئی تو ہم بس لڑتے رہیں گے کیونکہ ہم میں پرسنیلٹی کلیش بہت زیادہ ہے تعبیر نے انکو سمجھانا چاہا

ہم میں کوئی پرسنالٹی کلیش نہیں ہے بلکہ ہم تو ایک ہی جیسے ہیں غصّے والے ضدی اپنی چلانے والے تم یہ بات سمجھ لو کے تمہیں میرے علاوہ کوئی جھیل نہیں سکتا جتنی تم ضدی ہو تمہاری ضد صرف میں ہی توڑ سکتا ہوں زاویار جو کہ کب سے دروازے پر کھڑا تعبیر کی نانا سن رہا تھا آخر کار بول پڑا تو اورنگزیب اور آرزو نے سکھ کا سانس لیا

زاویار میری بیٹی تم سے شادی پر راضی نہیں ہے اگر قائل کر سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ پھر اپنا کوئی اور بندوبست کر و اورنگزیب نے اسکے کندھے تھپکے اور آرزو کو لئے کمرے سے نکل گئے

ہاں بھئی کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ یہ نانا کی رٹ کیوں لگائی ہوئی ہے؟ زاویار نے سینے پر ہاتھ باندھ کر کہا

تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں؟ ہو کون تم تعبیر نے اسکو کھا جانے والی نظر سے دیکھ کر کہا

زاویار خان کا ستور وہوں اور خود کو وہی سمجھتا ہوں اسنے کندھے اچکائے

زاویار یار کیا مسئلہ ہے کیوں پیچھے پڑ گئے ہو؟ میرا تمہارا کوئی جوڑ نہیں ہے تمہیں اچھی سے اچھی لڑکی مل جائے گی میرے پیچھے کیوں پڑے ہو تعبیر نے ہار مانتے ہوئے سلاجو انداز میں کہنا چاہا

تعبیر اب تم اگلے پانچ منٹ صرف مجھے سنو گی بغیر ٹوکے بغیر کچھ کہے زاویار اسکے پاس بیٹھتا ہوا بولا

تعبیر تم میری زندگی میں اب سے کچھ مہینے پہلے آئی اور میری زندگی کا دائرہ بدل گیا میں جانتا ہوں میں بہت بڑا پلے بوائے تھا ہر لڑکی میں منہ مارتا تھا پر قسم خدا کی کبھی کسی سے محبت نہیں کی محبت مجھے تم سے ہوئی ہوئی کیسے یہ بھی ایک کہانی ہے

پہلی ملاقات فٹ بال گراؤنڈ میں ہوئی مجھے تب تم پر بہت غصہ آیا جب تمہاری وجہ سے میں عدنان سے ہار گیا ہارنا تو میں نے سیکھا ہی نہیں تھا پر میں تمہاری وجہ سے ہار گیا

پھر ہم دونوں کا مقابلہ ہوا میں نے کبھی اتنی شدت سے کسی کو ہرانا نہیں چاہا جتنی شدت سے میں تمہیں ہرانے کا خواہاں تھا پر قسمت دیکھو میں تب بھی تم

سے ہار گیا تم کہتی ہو میں ڈومینیٹنگ ہوں جبکہ مجھے ڈومینیٹ تو تم کرتی ہو میں جو کبھی نہیں ہارا تھا تمہاری وجہ سے دو بار ہار گیا

اسکے بعد ایک بار میں نے تمہیں بارش میں بھیگتے دیکھا یہ پہلی مرتبہ تھا کے میری نظر تم پر ٹھہر گئی تم بہت حسین لگ رہی تھی اسکے بعد ایک بار ہم ہال میں پڑھ رہے تھے جب مجھے پتہ چلا کے ہوسٹل میں لڑکیوں کا رویہ تمہارے اور ارسلہ کے ساتھ ٹھیک نہیں ہے تب مجھے تم سے ہمدردی ہوئی پھر ہم ٹریپ پر گئے وہاں بس میں جب میں نے تمہیں نیند میں ڈرتے دیکھا تو میں تمہارے لئے پریشان ہوا پھر جب تم ٹریکنگ کرتے وقت گر گئی مجھے تمہاری فقر ہوئی جب تم عدنان کی ہڈی پہن کر ناشتے کی میز پر آئی میرا خون جل کر راکھ ہوا مجھے اس دن پتہ نہیں کیوں پر بہت برا لگا مطلب بہت زیادہ برا میرا دل چاہ رہا تھا کے میں اس ہڈی کو آگ لگا دوں پھر آئی وہ رات جسنے سب بدل دیا ناران میں ہماری آخری رات

ہم سب رات کو شغل میلا لگانے کے بعد سیفل ملوک جانے کا ارادہ رکھتے تھے آدھی رات کو جب میں نے تمہیں اس سنسان بیابان جگہ پر اکیلے جاتے دیکھا

میرا دماغ بھک سے اڑ گیا یہ خیال کے اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا بس اسلئے تم پر غصہ کیا

پھر جب ہم جھیل پر پہنچ گئے فجر کا وقت ہو رہا تھا اور میں نے جب تمہیں ان برفیلے پہاڑوں کے بیچ جھیل کے کنارے نماز پڑھتے دیکھا میرا دل میرے پہلو میں دھڑکنے لگا اس سے حسین منظر شاید ہی میں نے کبھی دیکھا ہو میں تمہیں حجاب کے ہالے میں اللہ سے ہم کلام ہوتا دیکھ مبہوت ہو گیا وہ لمحہ محبت کا لمحہ تھا جب میرے دل سے آواز آئی کے تم سراپا محبت ہو اور محبت کا خیال آتے ہی یہ خیال بھی جی جان سے جاگا کے یہ لڑکی صرف میری ہو گی فجر کا وقت تھا شاید قبولیت کا وقت تھا جو اللہ نے میری پکار سن لی

وہ دن تھا اور آج کا دن ہے میں ہر دن تم سے نئے سرے سے محبت کرتا ہوں پلیز مجھے اپنا لو میری محبت کو مت ٹھکراو زاویار نے عاجزی سے کہا اور تعبیر تو مبہوت سی بس اسکو سن رہی تھی وہ اتنا ایٹیٹیوڈ رکھنے والا لڑکا پوری یونیورسٹی کا سب سے مشہورِ لڑکا کیسے اسکی محبت میں دم بھر رہا تھا اور وہ اس بات سے انجان تھی یہ خیال خوشکن تھا کے کوئی اس سے اتنی محبت کرتا تھا پوری زندگی محرومیوں میں

گزری تھی تو یہ چاہے جانے کا احساس دل کو خوش کر رہا تھا مگر وہ دل کی سنتی ہی کہاں تھی

زا-زاویاری-یہ ک-کیا کہہ رہے ہو تم تعبیر نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر اسنے مزید مضبوطی سے تھام لیا

تعبیر میں انکار نہیں سنوں گا جو بات ہے جو الجھن ہے مجھے بتاؤ میں حل کر دوں گا

مگر انکار نہیں سنوں گا زاویار اسکے نزدیک ہوا تعبیر کے گال قدرتی طور پر سرخ ہوئے

ت تمہاری گر- گرلفرینڈز ہیں تعبیر نے وجہ پیش کی

وہ سب بس ٹائم پاس تھیں جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو کسی لڑکی کو منہ نہیں لگایا میں نے اسنے دوبدو کہا

پر تھیں تو سہی اور تم انکے ساتھ بہت نزدیک بھی رہے ہو تعبیر نے ایک اور جواز پیش کیا

ہاں میری غلطی ہے کے میں بہت لڑکیوں کے ساتھ رہا ہوں مگر میں نے کبھی بھی کسی کو خود سے اپروچ نہیں کیا وہ خود میرے پیچھے آتی تھیں زاویار نے اترا کر کہا

اور تم تو تیار بیٹھے ہوتے تھے انکو منہ لگانے کے لئے تعبیر نے اسکو گھورا تو وہ ہنس دیا

یار ماضی تھا بھول جاو نا میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں سب لڑکیوں کے ساتھ صرف ٹائم پاس کرتا آیا ہوں محبت کا جزبہ کبھی محسوس نہیں کیا تم پہلی لڑکی ہو جسکے لئے دل دھڑکا تھا اور میرا دل مچلتا تھا تمہیں دیکھنے کو تم سے بات کرنے کو یہ احساس صرف تمہارے لئے تھا زاویار نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دو با کر کہا

زاویار دیکھو میں نے ایک بہت پریکٹیکل زندگی گزاری ہے یہ پیار محبت کی باتیں مجھے سمجھ میں نہیں آتی میں نے اپنا دل بہت سنبھال کر رکھا ہے میں ایسے کسی کو نہیں دے سکتی جو لاکھوں لڑکیوں کو i love you بول چکا ہو اور ہماری وائب میچ نہیں کرتی تم بہت ڈومینیٹنگ ہو جنونی قسم کے ہو میں یہ سب چاہ کے

بھی برداشت نہیں کر سکتی بعد میں ہم میں کلیشز ہوں گے اسلیئے بہتر ہے کے

ابھی ہی تم پیچھے ہٹ جاو تعبیر نے صاف گوئی سے کہا

مجھے ڈومینیٹنگ کہہ رہی ہو خود کونسا مجھسے کم ہو بلکہ مجھسے کہیں زیادہ ضدی اور

ہٹ دھرم ہو تم ہم مل کر بہت اچھی زندگی گزاریں گے تم میری پری ہو وہ پری

جو بچپن میں کھو گئی تھی میں تو بچپن میں تمہیں اتنا سنبھال کر رکھتا تھا تو اب تو

بیوی بن جاو گی اتنے نخرے اٹھاؤں گا اتنی محبت کروں گا کے تم کو اپنے ہونے پر

ناز ہو گا اور جہاں تک رہی بات کے میں بہت لڑکیوں کے ساتھ رہا ہوں تو وہ میرا

ماضی تھا اب چاہ کر بھی اسکو بدل نہیں پاؤں گا پر اس بات کی گرانٹی دیتا ہوں کے

تمہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا پلیز تعبیر ہاں کہہ دو زاویار نے آس لئے

کہا تعبیر کا دل اندر کہیں زاویار کے حق میں گواہی دے رہا تھا مگر وہ اتنی جلدی ماننا

نہیں چاہتی تھی

سوچ کر بتاؤں گی اسنے احسان کرنے والے انداز میں کہا

ٹھیک ہے مہندی کے دن تک ٹائم ہے تمہارے پاس اور جواب ہاں میں ہی ہونا

چاہیے سمجھی زاویار نے اسکے گال پر ہلکی سی چٹکی کاٹی تو وہ کھلکھلادی زاویار

مبہوت سا اسکو دیکھنے لگا اسکا دل چاہ رہا تھا ان نرم لبوں کو چوم لے مگر ابھی وہ یہ حق نہیں رکھتا تھا تعبیر زاویار کی نظر اپنے لبوں پر محسوس کر کے تذبذب کا شکار ہوئی اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی زاویار نے اسکے لبوں پر اپنی ہتھیلی جمائی اور ہاتھ کی پچھلی طرف عین اس جگہ لب رکھ دیئے جہاں ہاتھ کے اندر کی طرف تعبیر کے لب تھے تعبیر ایک پل کو ساکت ہو گئی وہ زاویار سے ہر گز بھی اس بیباکی کی امید نہیں کر رہی تھی چہرہ سرخ قندھاری ہو گیا

مجھے انتظار ہے اس وقت کا جب میں ہر پردے سے بے پرواہ تمہارے ان پنکھڑی جیسے لبوں کو چوموں گا زاویار نے ایک شریر نظر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا اور گال پر ہلکی سی شرارت کر کے کمرے سے نکل گیا

پیچھے تعبیر شرم سے لال پیلی ہوتی اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی

بد تمیز دل الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا چہرے پر انجانی سی مسکراہٹ نے بسیرا کر لیا

دل تو اپنا فیصلہ سنا چکا تھا اب بس دماغ کو کائل کرنا باقی تھا

بل اخیر اج وہ دن آگیا تھا جب تعبیر اور زاویار کا نکاح تہ کیا گیا تھا تعبیر نے بہت

سوچنے سمجھنے کے بعد اپنے ماں باپ اور تایا بابا کی خواہش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے

اس رشتے کے لئے ہاں کر دی تھی حالانکہ اسکو زاویار سے کوئی طوفانِی قسم کی

محبت نہیں تھی مگر پھر بھی اسنے زاویار کے احساسات کو ٹھکرانے کے بجائے

قبول کر لیا تھا اور آج ان دونوں کا نکاح تھا

تعبیر بے حد خوبصورت سفید پیشواش پہنے حلقے سے میک اپ اور جیولری میں

بہت خوبصورت لگ رہی تھی جبکہ زاویار نے بھی سفید کُرتا شلوار کے ساتھ

براؤن شال لے رکھی تھی نکاح مہندی سے ایک دن پہلے ہی رکھ لیا گیا تھا تا کہ

مہندی پر افراتفری نہیں مچے

تو بہت کمینا ہے بھینک بھی نہیں پڑنے دی اور نکاح کھڑکا لیا سجاد نے اسکو

ناراضگی سے دیکھ کر کہا تو وہ دل کھول کر ہنس دیا آج تو وہ مسلسل مسکرا رہا تھا

یہ محبت ہوئی کب تو کتنا چھپا رستم ہے ویسے کمینے ایاز نے بھی طنزیہ کہا

تبھی میں کہوں زاوی مجھ سے اتنا کھینچا کھینچا کیوں رہتا ہے اب کہ عدنان نے کہا تو زاویار نے عدنان کو گھورا

اگر مجھے ایک خون معاف ہوتا نا تو میں تیرا کرتا زہر لگتا ہے تو مجھے کمینے زاویار نے عدنان کے کندھے پر چماٹ مار کر کہا

بھائی یہ کمینہ بہت بے فیض ہے اکیلے اکیلے نکاح کر رہا ہے کیا ہو جاتا اگر لگے ہاتھ بھائی کے ہاتھ بھی پیلے کروا دیتا ہاشم نے دوہائی دی

تو سنگل ہی مرے گا کمینے زاویار کھلکھلایا تو سب ہنس دیئے جبکہ ہاشم نے منہ بنایا دفعہ ہو مر کہیں جا کر ڈیڈ سے اج ہی بات کرتا ہوں اسی مہینے نکاح نہیں کیا تو بھلے نام بدل دینا ہاشم نے چیلنج کیا تو زاویار ہنس دیا

چیلنج مت کر ابھی تیمور انکل کو بول کر تیری شادی چار سال تک ملتوی کروا دوں گا زاویار نے دھمکی دی تو سب کا کہکہ نکلا

شرم سے ڈوب مر کوئی سواد کی بات مت کر نا دفعہ ہو ہاشم تو برا ہی مان گیا تھا سب کا ایک اور کہکہ نکلا

ابھی وہ سب ہنس رہے تھے جب اورنگزیب نے آکر زاویار کو نکاح کے لیے بلایا اور زاویار سرخ روح سا سٹیج کی طرف بڑھ گیا کچھ ہی دیر میں تعبیر کو لاکر پردے کی دوسری طرف بٹھایا گیا اور نکاح شروع ہوا

ایجاب و قبول کے بعد زاویار پردے کی دوسری طرف آیا اور اسنے تعبیر کا گھونگھٹ اٹھا کر بیساختہ اسکا ماتھا چوما تو تعبیر جھینپ سی گئی

بس بھائی کنٹرول ابھی صرف نکاح ہوا ہے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے پیچھے ہو ہاشم نے جلے دل سے کہا تو سب کا کھکہ بیساختہ تھا

انہی حرکتوں کی وجہ سے تو سنگل ہی مرے گا کمینے زاویار نے جل کر کہا تو ہاشم کا چہرہ اترا اور سب اسکی شکل دیکھ کر ہنس دیئے

دیکھ لیں ڈیڈ ایک آپکی اور آپکی ہونے والی بہو کی وجہ سے مجھے کیا کیا سننے کو مل رہا ہے ہاشم کی دہائیاں عروج پر تھیں

بیٹا میری طرف سے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے بھلے ابھی نکاح پڑھوا لو بس جس بیچاری کی قسمت تمہارے ساتھ پھوٹنی ہے اس سے اور اسکے والدین سے پوچھ لو

کے تم انہیں داماد کے طور پر منظور بھی ہو یا نہیں تیمور کی بات پر جہاں ارسلہ جھینپی تھی وہیں باقی سب کا کہکہ عروج پر تھا

سامنے کھڑے ہیں لڑکی کے ماں باپ مانگیں ہاتھ ھاشم نے اورنگزیب اور آرزو کی طرف اشارہ کیا تو ارسلہ نے وہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی ورنہ اس بے شرم سے تو کوئی بعید نہیں تھی کے بیشرمی کے سب حدیں پار کر جاتا

تیمور کو اپنے بیٹے کا ترسا ہوا چہرہ دیکھ کے ترس آیا اور بل اخیر وہ آگے بڑھے اور اورنگزیب سے ارسلہ کا ہاتھ مانگا

اورنگزیب میرا نالائق بیٹا تمہاری ہیرے جیسی بیٹی کے لائق تو نہیں ہے پر پھر بھی میں تم سے ارسلہ کا ہاتھ اپنے بیٹے کے لیے مانگتا ہوں کیا منظور ہے تمہیں

تیمور کی بات پر ہاشم کا دل بلیوں اچھلا تھا جبکہ ارسلہ کا دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا

اورنگزیب نے ایک نظر ارسلہ کو دیکھا اور پھر کہا

جو میری بیٹی کا فیصلہ ہو گا مجھے دلو جان سے قبول ہے اور بگزیب نے نرمی سے ارسلہ کو دیکھ کے کہا تو ارسلہ کا دل مزید شدت سے دھڑکنے لگا

بتاؤ ارسلہ بیٹا کیا آپکو ہاشم پسند ہے تیمور نے ابکے ارسلہ سے پوچھا

تو ارسلہ کا چہرہ اپنے آپ سرخ ہوا

مجھ مجھے نہیں پتہ اسنے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپایا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا جبکہ پیٹ میں تتلیاں سی اڑ رہی تھیں

ارسلہ کی طرف سے میں اس رشتے کے لئے ہاں کرتی ہوں میں ارسلہ کے دل کے حال سے بہت اچھے سے واقف ہوں اسلئے میں جانتی ہوں ارسلہ کو اس رشتے پر اعتراض نہیں ابکی بار دلہن بنی تعبیر نے ارسلہ کو اپنے حصار میں لے کر کہا تو اسنے اپنا چہرہ تعبیر کی گردن میں چھپایا اسکی شرموحیا پر سب دل سے مسکرا دیئے

پھر انتظار کس بات کا ہے دولہا دلہن تو راضی ہیں قاضی بھی راضی ہے تو پھر نیک کام میں دیر نا کریں اور فوراً میرا نکاح کر دیں ہاشم نے دانت نکال کر کہا تو زاویار نے اسکو گھورا جبکہ باقی سب ہنس دیئے اور پھر کچھ ہی دیر میں ہاشم اور ارسلہ بھی ایک پاک بندھن میں بندھ گئے ارسلہ کے پیٹ میں تتلیاں اڑ رہی تھیں چہرے پر حیا کی لالی تھی جبکے ہاشم تو بس بھنگڑے ڈالنے کا ارادہ رکھتا تھا

اور ہاشم جو ابھی کچھ دیر پہلے زاویار کو حد میں رہنے کے درس دے رہا تھا اب اسکے گرد یوں باہیں پھیلائے بیٹھا تھا جیسے وہ کہیں بھاگ جائے گی

ابھی کوئی مجھے درس دے رہا تھا کے میں فاصلہ رکھوؤں نکاح کے بعد اتنی کھلی چھوٹ نہیں ہے زاویار نے اسکو لتاڑا وہ پرانی بات تھی بھائی اب تو تو بھلے رخصتی کے سارے تقاضے پہلے ہی پورے کر لے تجھے کوئی نہیں روکے گا ہاشم نے ہنس کر کہا تو سٹیج پر ہی بیٹھی تعبیر کا چہرہ سرخ ہوا اور زاویار نے بھی ملامتی نظروں سے ہاشم کو دیکھا

ہاشم اپنا ہاتھ ہٹاؤ سب دیکھ رہے ہیں ارسلہ نے روہانسے لہجے میں کہا

تو دیکھنے دو میری جان میں حق رکھتا ہوں اسنے اسی ڈھٹائی سے کہا تو پاس بیٹھے سجاد اور ایاز نے کھا جانے والی نظروں سے اسکو دیکھا ہاشم اور زاویار کا نکاح دیکھ کر انکو شدید سنگل فیل ہو رہا تھا

یونہی نوک جھونک اور مذاق مستی میں نکاح کا فنکشن گزر گیا

رخصتی ارسلہ اور تعبیر کی ڈگری پوری ہونے کے بعد تہ کی گئی تھی

نکاح سے فارغ ہو کر تعبیر جو نہی اپنے کمرے میں آئی تو بیڈ پر ڈھے سی گئی ان چند مہینوں میں اسکی زندگی کتنی بدل گئی تھی پچھلے سال ان دنوں کی بات کی جاتی تو وہ شیلٹر میں رہتی تھی پورے پنڈی اور اسلا آباد کا ہر باسکٹ بال اور فٹ بال ٹورنامنٹ کھیلتی تھی تاکہ اپنے اور ارسلہ کے لئے یونیورسٹی داخلے کی فیس جمع کر سکے اسے کیا علم تھا کے زندگی یوں بھی مہربان ہو جائے گی کے جو خواہشات محض حسرتیں تھی وہ یوں بھی پوری ہو جائیں گی اسنے اس سال میں ہر چیز حاصل کرلی تھی یونیورسٹی میں داخلہ اپنا گھر ماں باپ فیملی اور اب وہ ایسے شخص کے نکاح میں آچکی تھی جسکی خواہش دنیا کرتی تھی

اسنے آنکھیں موندھی تو آنکھوں کے پردے پر زاویار کا ہنستا چہرہ آگیا آج کس قدر خوش تھا وہ یوں جیسے دنیا پالی ہو تعبیر انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے اپنے پاس بیڈ پر دُباؤ سا محسوس ہوا تو اُسنے پٹ سے آنکھیں کھول دیں

کیسی ہو بیوی زاویار کی مسکراتی آنکھیں سامنے تھیں تعبیر اسکو دیکھ کر گڑ بڑا گئی اور جھٹ سے سیدھی ہوئی

ت تم یہاں کیا کر رہے ہو تعبیر نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا

اپنی زہجا سے ملنے آیا ہوں زاویار نے مسکراہٹ دبا کر کہا تو تعبیر کو اسکی شدھ اردو پر ہنسی آئی

کیسا لگ رہا ہے مسز زاویار بن کر زاویار نے مسکرا کر پوچھا تو تعبیر نے کندھے اچکائے

شکریہ میری محبت کا مان رکھنے کے لئے زاویار نے اسکا ہاتھ تھام کر کہا تو تعبیر نے گڑبڑا کر اپنا ہاتھ چھڑوایا

فری کیوں ہو رہے ہو تعبیر نے اسکے شکریہ کا جواب دینے کے بجائے آنکھیں دکھا کر کہا

اب تو حق رکھتا ہوں اور تم صرف ہاتھ پکڑنے پر گڑبڑا رہی ہو میں تو اور بھی بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اسنے آنکھ دبائی

منہ توڑ دوں گی اگر زیادہ فری ہوئے تو تعبیر نے اپنی ہچکچاہٹ کو غصّے کے لبادے میں اوڑھا

منہ توڑو نہیں بس منہ لگ جاؤ ایک بار پھر بعض آجاؤں گا زاویار کی بات پر تعبیر کا چہرہ سرخ ہوا

کتنے بے شرم ہو تم تعبیر نے اسکو گھورا

ابھی میری بیشرمی دیکھی کہاں ہے تم نے زاویار نے آنکھ دبائی

زاویار میں بہت تھک گئی ہوں تنگ نہیں کرو جاؤ یہاں سے تعبیر نے اسکو گھورا تو ایکے زاویار سنجیدہ ہوا اور تعبیر کا ہاتھ پکڑ کر اسکو اپنے نزدیک کیا تعبیر اس اچانک افتاد پر گر بڑا گئی

تھینک یو پری مجھے اتنا مان بخشنے کے لئے اگر تم میری نہیں ہوتی تو میں نا جانے کیا کر جاتا بہت شکریہ میری زندگی میں شامل ہو کے مجھے مکمل کرنے کے لئے زاویار نے اسکا ماتھا چوما تو تعبیر کا دل دھڑکا چہرہ سرخ ہوا

فری نہیں ہوا ابھی رخصتی نہیں ہوئی اور نا ہی مجھے تم سے محبت ہوئی ہے تعبیر نے اپنی اندرونی حالت چھپا کر کہا تو وہ ہنس دیا

محبت کی تو فقر مت کرو میں تمہیں مجبور کر دوں گا خود سے محبت کرنے پر باقی جہاں تک رہی بات رخصتی کی تو مجھے فرق نہیں پڑتا رخصتی سے میں بس یہ جانتا

ہوں کے تعبیر اور نگزیب اب تعبیر زاویار خان ہے میرے لئے یہی کافی ہے اور اب تمہاری پور پور پر میرا حق ہے زاویار نے شدت بھرے لہجے میں کہا تو تعبیر اسکی باتوں پر شرم سے دوہری ہوئی

آئی لویو تعبیر میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے اور میں تمہارے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں زاویار نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا اور ایک بار پھر اسکے ماتھے پر لب رکھے تو ابکی بار تعبیر نے آنکھیں موندھ لیں

بہت دیر زاویار اسکے ماتھے پر لب رکھے رہا اور تعبیر بند آنکھوں سے اسکا لمس محسوس کرتی رہی دونوں خاموش تھے بس دل کی دھڑکنیں تھی جو باتیں کے رہی تھیں جب زاویار اس سے علیحدہ ہوا اور اسکی آنکھوں پر لب رکھے پھر ناک پر پھر دونوں گالوں پر تعبیر کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں دل تیز رفتار سے بھاگ رہا تھا اسنے جب اپنے گالوں پر شدت بھرا گیلا لمس محسوس کیا تو بند آنکھوں سے ہی ہلکا سا سسکی زاویار مسکرا دیا اور پھر بل آخر اسکے لبوں پر جھک گیا زاویار کا لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کر کے تعبیر کی پوری آنکھیں کھل گئی دل رک سا گیا اسنے زاویار کو خود سے الگ کرنا چاہا مگر زاویار مدہوش سا کبھی اسکی سانسیں کھینچتا

اور کبھی اپنی سانسیں اس میں انڈیلتا ہار کر تعبیر نے مزاحمت روک دی اور تبھی

زاویار نے اسکو بیڈ پر لٹایا اور خود اس پر سایہ فگن ہوا تعبیر کا دل پسلیاں توڑ کے

باہر انے کو تھا بہت دیر سیر اب ہونے کے بعد زاویار نے اسکے لبوں کو رہائی بخشی

تو تعبیر نے بغیر اسکی طرف دیکھے کروٹ بدل کر اپنا چہرہ تکیے میں چھپایا اور

بکھری سانسیں ہموار کرنے لگی تو زاویار ہنس دیا

اتنی سی شدت پر نڈھال ہو گئی ہو تو سوچو جس دن میں تمہیں فرصت سے کھاؤں

گا اس دن کیا بنے گا تمہارا my little wife زاویار نے اسکے پچھلے گہرے

گلے پر لب رکھے اور ایک آخری بار اسکے بالوں کی خوشبو سونگھ کر اٹھ کھڑا ہوا

تعبیر کو بھی بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اسکے ماتھے پر لب رکھ کر اسکو گلے سے

لگایا تعبیر نے اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپایا

بس اتنی سی ہمت تھی میری چھوٹی سی جان میں زاویار نے اسکو چڑھایا

تم بہت بے شرم اور بد تمیز ہو تعبیر نے اسکے سینے پر مکا رسید کیا تو زاویار کا کہکہ

کمرے میں گونجا اور اسنے شدت سے اسکو گلے لگالیا

تعبیر نے بھی سکون محسوس کرتے آنکھیں موندھ لیں

چار سال بعد

وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا اور وہ گزر ہی جاتا ہے ان چار سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا زاویار نے سیاست میں اپنا نام بنالیا تھا تعبیر اور ارسلہ کی ڈگری مکمل ہو گئی تھی ہاشم نے اپنا بزنس بنالیا تھا اور گزرتے وقت کے ساتھ جہاں ارسلہ کی محبت ہاشم کے لئے مزید بڑھی تھی وہیں تعبیر کا دل بھی بس اب ایک ہی نام کی مالا جپتا تھا زاویار خان کا ستورو

زاویار سے محبت ایک فطری عمل تھا کیونکہ وہ خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا ان گزرے چار سالوں میں زاویار نے تعبیر کو ہر خوشی دی تھی اسکی ہر بات اسکی زبان پر آنے سے پہلے پوری کرنا اسکی ہر بے جا ضد پوری کرنا اسکے نخرے اٹھانا یہ زاویار کا معمول تھا اور تعبیر نے جو پوری زندگی محرومیوں میں کاٹی تھی اب زاویار کا یہ انداز اسکے دل کو بھاتا تھا اور وہ دلو جان سے اس پر فدا تھی قدم قدم پر زاویار کی موجودگی تعبیر کے لئے بہت ضروری تھی اور زاویار سیاست

میں ہونے کے باوجود بھی ہر دم اسکے ساتھ رہتا تھا جس پر اکثر اسے رحمان کا ستورو سے ڈانٹ بھی پڑتی تھی کیونکہ وہ تعبیر کی آدھی آواز پر ضروری سے ضروری کام بھی پس پشت ڈال دیا کرتا تھا اور اگر جو کبھی وہ تعبیر کے بلانے پر نا آتا تو تعبیر کی ناراضگی بہت بھاری پڑتی تھی تو وہ ہمیشہ رحمان صاحب کے غصّے پر تعبیر کی ناراضگی کو فوکیت دیتا تھا اور وہ جو کہتا تھا کے وہ تعبیر کو مجبور کر دے گا خود سے محبت کے لئے تو سہی کہتا تھا آج تعبیر پور پور اسکی محبت میں ڈوبی اسکی دلہن بنے بیٹھی تھی

آج ان چاروں کی بارات تھی تعبیر اور ارسلہ ایک سے گہرے میرون لہنگوں میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں جب اورنگزیب اور آرزو اکھٹے اندر داخل ہوئے اور بے ساختہ انکے منہ سے ماشاءاللہ نکلا

میری بیٹیاں اورنگزیب نے آگے بڑھ کر انکے ماتھے چومے ان چار سالوں میں انہوں نے جتنی محبت تعبیر کو دی تھی بلکل اتنی ہی محبت ارسلہ کو دی تھی اور آج اپنی دونوں بیٹیوں کی رخصتی پر انکی آنکھیں نم تھیں

بابا دونوں یق زبان بولیں

بابا کی جان اورنگزیب نے دونوں کو ایک ساتھ گلے لگا کر کہا

ماشاءاللہ میری بیٹیاں تو آج چاند کے ٹکڑے لگ رہی ہیں ان دونوں نکموں کی بھلا شکل ہے کے میری ہیرے جیسی بیٹیاں انکا نصیب بن گئی ہیں اورنگزیب نے آنسو پونچھ کر مسکرا کر کہا تو آرزو سمیت وہ دونوں بھی ہنس دیں

اچھے خاصے تو ہیں میرے داماد آپکی بیٹیاں جیسے ان دونوں کو تگنی کا ناچ نچاتی ہیں نا یہ انکی ہمت ہی ہے کے وہ انکو برداشت کر لیتے ہیں آرزو جو کے ساڑھی پہنے بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھیں فوراً اپنے دامادوں کا دفاع کیا

ہاں تو ناہاں اٹھائیں میری بچیوں کے نخرے ہڈیاں نا توڑ دوں میں ان الوں کی اورنگزیب نے پھر اپنی بیٹیوں کا ساتھ دیا تو دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں

اللہ آپ دونوں کے نصیب بہت اچھے کرے اللہ نے ہمیں سولہ سال ہماری اولاد سے دور رکھا اور پھر نوازنے پر آئے تو ایک کے بجائے دو دو بیٹیوں سے نواز دیا کہاں میرا گھر سونا رہتا تھا اور کہاں آپ دونوں کی کھلکھلاہٹیں و شرارتیں گونجنے لگیں آج آپ دونوں چلی جائیں گی تو یہ آنگن پھر سونا ہو جائے گا

اورنگزیب کی آنکھوں میں نمی اتری تو وہ دونوں بھی رو دیں

آج سمجھ آرہی ہے کے بیٹیوں کا باپ ہونا کتنا مشکل ہے کوئی آج مجھسے پوچھے کے میں کس دل سے اپنے دل کے ٹکڑوں کو خود سے جدا کر رہا ہوں آرزو نے اورنگزیب کا کندھا سہلایا

پر بیٹا آپ لوگوں نے پریشان نہیں ہونا اگر کبھی بھی کوئی مشکل درپیش آئے کوئی مسئلہ ہو بے جھجھک اپنے بابا کو بتانا ہے آپکو رخصت کر رہا ہوں پر اسکا ہر گز یہ مطلب نہیں کے آپ دونوں سے دس بردار ہو رہا ہوں یہ آپکا گھر ہے ہم آپکے والدین ہیں کبھی بھی خاموشی میں نہیں سہنا جو مسئلہ ہو آکر ہمیں بتانا ہے ٹھیک ہے اورنگزیب نے دونوں کے ہاتھ چوم کر کہا تو دونوں فخر سے اپنے باپ کو دیکھنے لگیں جو ایک عظیم انسان تھے آج کل کے زمانے میں جہاں ماں باپ بیٹی کو رخصت کرتے یہ تلکین کرتے تھے کے اب تمہارا جنازہ ہی اس گھر سے اٹھے گا وہیں انکا باپ انکے لئے تاعمر ایک شجر بننا چاہتا تھا

آپ نے بلاوجہ بچیوں کو رلا دیا ہے میک اپ خراب ہو جائے گا انکا آرزو نے ماحول پر چھائی اداسی کو آنکھیں پونچھتے کم کرنا چاہا تو اورنگزیب سمیت وہ دونوں بھی ہنس دیں اور نگزیب نے اپنی کل کائنات کو اپنی بیٹیوں اور بیوی کو بازوؤں

کے ہالے میں لے کر باری باری تینوں کے ماتھے چومے اور پھر آرزو اور اورنگزیب کے ہمراہ وہ دونوں سٹیج کی طرف بڑھ گئیں

جو نہی وہ دونوں سٹیج پر پہنچی تو ہاشم اور زاویار نے ہاتھ بڑھا کر دونوں کو اپنے روبرو کھڑا کیا اور نگزیب نے انتظام کچھ ایسا کروایا تھا کے بہت بڑا سٹیج تھا اور اس پر دو مختلف سٹیج بنائے گئے تھے تاکہ ہاشم اور ارسلہ ایک سٹیج پر جبکہ زاویار اور تعبیر دوسرے سٹیج پر بیٹھ سکیں

انکے سٹیج پر اپنے دولہوں کے ساتھ کھڑے ہوتے ہی بہت سے انار چلائے گئے جس سے انکی جوڑیاں مزید خوبصورت لگنے لگیں

اس سکے بعد جب وہ لوگ سٹیج پر بیٹھے تو زاویار نے اسکے بیٹھتے ہی ایک گہرا سانس لے کر تعبیر کی خوشبو خود میں اتاری

میں بتا نہیں سکتا کے میں نے کس قدر اس خوشبو کو یاد کیا زاویار نے تعبیر کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر کہا

س سب دیکھ رہے ہیں زاویار تعبیر نے اپنا ہاتھ چھُڑوانا چاہا

تو دیکھنے دو سبکو پتہ ہونا چاہیے کے تم میری ملکیت ہو زاویار نے شوخی سے کہا تو

تعبیر جھینپ گئی

بہت پیاری لگ رہی ہو زاویار تو دنیا بھلائے بس اسکو نہارنے میں مصروف تھا

شکریہ تعبیر نے مسکرا کر کہا

بہت تڑپایا ہے ویسے تم نے مجھے اور جو یہ ہجر کی سولی پر لٹکایا ہوا تھا نا مجھے دیکھنا اب کیسے گن گن کر بدلے لوں گا میں زاویار کا اشارہ اسکی چودہ دن کی مائیوں کی طرف تھا(تعبیر اور ارسلہ اپنا گھر بن جانے کے بعد بھی شیلٹر کو نہیں بھولی تھیں اور نا وہاں کے لوگوں کو اور اماں کے کہنے پر ہی مہندی چودہ دن پہلے کرلی گئی تھی اور اسکے بعد وہ دونوں دو ہفتوں کے لئے مائیوں بیٹھی تھی جس میں انکو سختی سے اپنے شوہروں سے بات کرنے کے لئے روکا گیا تھا تاکہ بارات پر انکو روپ چڑھے اور زاویار اس وقت اسی ہجر کی بات کر رہا تھا)

تعبیر اسکی بات پر گڑبڑا گئی پہلے ہی زاویار کی بے باک حرکتوں سے اسکی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ جایا کرتی تھی اور اب تو پھر وہ اسکی دسترست میں جا رہی تھی

تم بہت بے شرم ہو جب تعبیر کو کچھ نہیں سوجھتا تھا تو بس اتنا ہی کہا کرتی تھی

اسکی بات پر زاویار ہنس دیا

بے شرمی تو اج رات دکھاؤں گا تمہیں بہت تڑپایا ہے تم نے اب گن گن کے بدلے لوں گا دیکھ لینا اسنے تعبیر کو چڑھایا تو وہ دھڑکتے دل سے پہلو بدل گئی

وہیں دوسری طرف ارسلہ اور ہاشم ہمیشہ کی ترہان کسی بحث میں مصروف تھے اس وقت یہ بحث سائڈ کو لے کر ہو رہی تھی دونوں کی ہی رائٹ سائڈ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر تصویریں اچھی آتی تھیں اور اب دونوں ہی رائٹ سائڈ پر بیٹھنا چاہتے تھے ہاشم بضد تھا کے وہ نہیں اٹھے گا اسکی بھی شادی ہے اسکو بھی اچھی تصویریں لینی ہیں جبکہ ارسلہ تیمور کو بلا کر انکو ہاشم کی شکایت لگا چکی تھی اور نتیجے میں تیمور نے ایک شدید گھوری سے ہاشم کو نواز کر اسکو اٹھنے کا کہا تھا جس پر وہ منہ بسورتا اٹھ کر لیفٹ سائڈ پر آ بیٹھا تھا اور ارسلہ فتہ مندی سے مسکرادی تھی اور ہاشم تو اسکی مسکراہٹ دیکھ کر جل کر راکھ ہی ہو گیا تھا

کمرے میں چلو پھر بتاتا ہوں تمہیں اسنے جل کر کہا تو ارسلہ کی ہنسی کو بریک لگا اور وہ جھنپ گئی اور اب ہنسنے کی باری ہاشم کی تھی

یونہی رخصتی کا وقت آگیا اور دونوں اورنگزیب اور آرزو سے لپٹ کر بہت شدت سے رودیں آریز نے دونوں پر باری باری قرآن کا سایہ کیا اور دونوں اپنے ہم سفروں کے سنگ نئ زندگی کی طرف بڑھ گئیں

تعبیر نے زاویار کے سنگ اسکے کمرے میں قدم رکھا تھا زاویار نے نرمی سے اسکا حِنائی ہاتھ تھام رکھا تھا جونہی تعبیر نے کمرے میں قدم رکھا گلاب کے پھولوں کی خوشبو اسکے نتھوں سے ٹکرائی تو وہ مبہوت سی کمرے کو دیکھنے لگی جسکو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا تعبیر کمرہ دیکھنے میں محو تھی جب زاویار نے دروازہ بند کر کے لاک کیا تو کھٹکے کی آواز پر تعبیر نے مڑ کر دیکھا اور زاویار کو کمرہ بند کرتے دیکھ اسکا دل دھڑکا تھا زاویار تعبیر کے پاس آکر اسکا ہاتھ تھام گیا اور اسے لئے بیڈ کی طرف بڑھ گیا تعبیر نے تھوک نگلا

ریلاکس ہو جاو تعبیر کچھ نہیں کر رہا زاویار نے اسکو بیڈ پر بیٹھا کر اسکا لہنگا سیدھا کیا تو تعبیر نے نظریں جھکائی

کیا یار تم مجھسے شرما رہی ہو زاویار نے مسکراہٹ دوبا کر کہا

تم سے شرماتی ہے میری جوتی تعبیر اپنی جون میں واپس آئی تھی تو اسکی بات سن کر زاویار ہنس دیا اور تعبیر اسکی مسکراہٹ میں کھو سی گئی زاویار نے اسکا مبہوت ہو کر اسے دیکھنا محسوس کیا تو خود بھی تعبیر کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اسکا ہاتھ تھام کر پہلے لبوں سے لگایا اور پھر آنکھوں سے

تم میری محبت ہو

میری زندگی

میری مسکراہٹ کی وجہ

میرا دل

میں ادھورا ہوں تمہارے بغیر شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے زاویار نے اسکے ماتھے پر لب رکھ کر سائڈ ڈراور سے دو ڈبے اور دو فائل نکالی اور پہلا ڈبہ کھولا اس میں ایک انتہائی خوبصورت پرل والا پینڈنٹ تھا جس پر زاویار کا نام کندھا تھا وہ سا ورو سکی ڈائمنڈ سے بنا تھا

اسکے بعد زاویار نے دوسرا ڈبہ کھولا اس میں ایک انتہائی نفیس ڈائمنڈ بریسلٹ تھا جو کے تعبیر کو بہت پسند آیا تھا اسکے بعد زاویار نے پہلی فائل تعبیر کے ہاتھ میں تھمائی تو تعبیر نے اجنبے سے زاویار کو دیکھا

یہ ولا کے کاغذ ہیں میں نے تمہارے لئے ناران میں ایک ولا لیا ہے میرا دل تو تھا کے وہاں لیتا جہاں مجھے تم سے محبت ہوئی تھی مگر سیف الملوک جھیل پر اسکی اجازت نہیں ہے اسلئے یہ جھیل سے کچھ ہی دور نیچے ہے وہی جگہ جہاں ہم ٹریپ پر ٹھہرے تھے جب ہمارا نکاح ہوا تھا میں نے تب اسکو بنوانا شروع کیا تھا اور آج یہ مکمل ہو گیا ہے بلکل ہماری کہانی کی ترہان زاویار نے ایک جذب کے عالم میں کہا تو تعبیر کی آنکھیں تشکر کے احساس سے بھیگ گئیں وہ پہلے ہی زاویار کی بے پناہ چاہتوں کا دَین نہیں دے پاتی تھی کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی محبت سے تعبیر کو لاجواب کر دیا کرتا تھا ان چار سالوں میں زاویار نے تعبیر کی محبت کو کمایا تھا زاویار نے تعبیر کو خود سے محبت کرنے کے لئے واقعی مجبور کر دیا تھا اور اب بھی اسکے اس تحفے پر تعبیر نئے سرے سے اسکی دیوانی ہوئی تھی

دوسری فائل میں کیا ہے تعبیر نے آنکھوں کی نمی کو چھپا کر کہا وہ کن الفاظ سے زاویار کا شکریہ ادا کرتی

خود ہی دیکھ لو زاویار نے فائل اسکی طرف بڑھا دی تو تعبیر نے فائل کھول کر دیکھی اوپر لکھی تحریر پڑھ کر اسنے بے یقینی سے نفی میں سر ہلایا اسکا منہ کھل گیا تھا

ززاویاری یہ کیا ہے اسنے لڑکھڑاتے لفظوں میں کہا

وہی جو تمہاری خواہش تھی زاویار نے نرمی سے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر اسکو بند کیا تو تعبیر کی آنکھوں سے آنسو پھسل گئے

یہ اپنا گھر شیلٹر کے کاغذات تھے زاویار نے تعبیر کے لئے ایک شیلٹر بنوایا تھا جس میں تمام سہولیات موجود تھیں

یتیم بچے

بوڑھے

بے گھر عورتیں

اور acid attack victims کے لئے یہ شیلٹر تھا جس میں تمام سہولیات موجود تھیں

ایک ہاسپٹل

ایک پرائمری سکول

ہائی سکول

کالج

اور جلد ہی زاویار اس شیلٹر کے بچوں اور کئی اور ایسے بچے جو کے تعلیم افورڈ نہیں کر سکتے تھے انکے لیے ایک یونیورسٹی بھی بنانے کا ارادہ رکھتا تھا یہ اسنے تعبیر کے لئے بنوایا تھا وہ جانتا تھا تعبیر اس معاملے میں کس قدر حساس ہے وہ بارہا یہ خواہش کر چکی تھی کے وہ ایسا شیلٹر بنانا چاہتی ہے اورنگزیب تعبیر کے لئے یہ بنوانا چاہتے تھے مگر زاویار نے یہ کہہ کر منع کر دیا کے وہ بنوا کر دے گا اور آج اسنے اپنا وعدہ پورا کیا تھا تعبیر کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو بہے

زاویار نے مسکرا کر اسکو سینے سے لگایا

پسند آیا تحفہ زاویار کے پوچھنے پر تعبیر نے اسکے سینے پر تھپڑ مارا

تم بہت برے ہو اسنے روتے ہوئے کہا تو زاویار ہنس دیا وہ تعبیر کے احساسات سمجھ رہا تھا وہ ضرورت سے زیادہ مغلوب (overwhelm) ہو گئی تھی

میرے پاس شکریہ کہنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں تعبیر نے اسکے سینے پر سر رکھ کر کہا تو زاویار نے اسکے ماتھے پر لب رکھ کر اسکے گرد حصار تنگ کیا

ضرورت بھی نہیں ہے اس سب پر تمہارا حق ہے زاویار نے اسکی ناک سے اپنی ناک رگڑی

تو تعبیر نے اسکی گردن میں باہیں ڈال کر اسکے گال پر لب رکھے زاویار اسکی اس حرکت پر سرشار سا اسکے گرد گھیرا تنگ کر گیا ایک نئ زندگی کی شروعات ہوئی تھی اور شروعات بہت خوبصورت تھی

تمہیں کیا لگتا ہے کے پریاں سچ میں ہوتی ہو نگی؟ تعبیر نے جھیل کے کنارے بیٹھے زاویار سے پوچھا تو وہ مسکرا دیا

تمہیں کیا لگتا ہے زاویار نے تعبیر سے پوچھا

اب مجھے لگتا ہے پریاں نہیں ہوتیں پریاں صرف کہانیوں میں ہوتی ہیں اصل زندگی میں تو تم جیسے شہزادے ہوتے ہیں جو ہم جیسی لڑکیوں کے ہر خواب پورے کرتے ہیں ہمیں پر دیتے ہیں کے ہم کسی پری کا انتظار کرنے کے بجائے خود کے لئے پنکھ بنیں اور اپنی خواہشات پوری کریں تعبیر کی بات پر زاویار مسکرا دیا اور اسکے گرد اپنا حصار تنگ کر کے چڑھتے دن کو دیکھنے لگا

انکا آج ناران میں آخری دن تھا اور آج بھی وہ دونوں رات کو سیف الملوک اے تھے اور فجر کی نماز دونوں نے اکھٹے پڑھی تھی تعبیر نے زاویار کی امامت میں نماز مکمل کی اور آنکھوں میں تشکر لے کر اس خوبرو مرد کو دیکھا جو دعا مانگتا ہوا کتنا پیارا لگ رہا تھا اور وہ محض اسکا تھا صرف اسکا

اب بھی وہ ایک بڑے سے پتھر پریوں بیٹھے تھے کے زاویار نے تقریباً تعبیر کو اپنی جھولی میں بٹھا رکھا تھا اور ایک ہی گرم چادر دونوں نے اوڑھ رکھی تھی زاویار تعبیر کی گردن کے پچھلے حصے پر لب رکھ کر اسکو شرمانے پر مجبور کرتا تو کبھی اپنی فرنچ بیرڈ اسکے کانوں کے پیچھے رگڑ کر اسکو کانپنے پر مجبور کرتا

مت کرو نا تعبیر سے جب مزید برداشت نا ہوا تو جھنجھلا کر کہہ اٹھی

اسکی جھنجھلاہٹ پر زاویار ہنس دیا اور اسکے پیٹ کے گرد اپنی باہوں کی گرفت مضبوط کر کے اسکو مزید شدت سے خود میں بھینچا تو تعبیر بھی سکون سے آنکھیں موندھ گئی

تعبیر آپی آگئی

تعبیر بٹیا آگئی

تعبیر نے جونہی شیلٹر میں قدم رکھا تو اپنا نام انکی زبان سے سن کر مسکرا دی جتنا وہ ان بچوں کے ساتھ وقت بتا کر خوش ہوتی تھی اتنے ہی وہ بچے اسکے آجانے سے خوش ہوتے تھے مگر آج وہ اکیلی نہیں تھی زاویار بھی اسکے ہمراہ تھا آج انکی شادی کی پہلی سالگرہ تھی اور وہ دن کا کچھ حصہ شیلٹر میں بتانے آئے تھے پیچھے ہی زاویار کے گارڈز کئی شاپر لے آئے اور تعبیر اور زاویار نے سب بچوں بھڑوں اور عورتوں میں اپنی شادی کی سالگرہ کی خوشی میں تحفے تقسیم کیے

زاویار نے شادی کی سالگرہ کے لئے ایک بڑا سا کیک بنوایا تھا ہو ان دونوں نے شیلٹر کے سب لوگوں کے سنگ کاٹا اور سبکو کیک کھلا کر کچھ وقت انکے ساتھ بتا کر وہ واپس آ گئے

وہ دونوں ہاشم اور ارسلہ کے ہمراہ فارم ہاؤس کے گراؤنڈ میں داخل ہوئے تو پورے راستے میں انار چلتے رہے آج ان دونوں کپلز کی شادی کی پہلی سالگرہ تھی جسکے اعزاز میں یہ پارٹی رکھی گئی تھی تعبیر نے بلڈ ریڈ نیٹ کی ساڑھی پہنی تھی ہلکے میک اپ اور میرون لپ سٹک میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی کے زاویار کی تو اس سے نظر نہیں ہٹ رہی تھی زاویار سفید شرٹ اور میرون پینٹ میں ملبوس سلیوز فولڈ کیے بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا

اسکے برعکس ارسلہ نے بلیک پیروں کو چھوتی فراک پہن رکھی تھی اسکا ساتواں مہینہ چل رہا تھا اور ماتا کا الگ ہی روپ اس پر چڑھا ہوا تھا ہاشم بھی زاویار کی ترہان ہی سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس تھا سلیوز کہنیوں تک فولڈ تھے

ہاشم کو آج ارسلہ پر بہت پیار آرہا تھا مگر مجال تھی جو ارسلہ اسکو اپنے نزدیک بھی پھٹر کنے دے رہی ہوتی ڈلیوری قریب تھی جسکی وجہ سے ارسلہ کو اج کل بہت زیادہ موڈ سونگز ہوتے تھے ابھی یہاں آنے سے کچھ دیر پہلے وہ رو رہی تھی اور آرزو اسکو اپنے ساتھ لگائے چپ کرواتی لائی تھیں

دونوں کپلز نے کیک کاٹے اور پھر ایک دوسرے کو کھلایا ہر طرف انار چل رہے تھے

خوشی کا سماں سا تھا رحمان صاحب روبینہ آرزو اور نگزیب اور تیمور اپنے بچوں کو دیکھ کر بہت خوش تھے رحمان صاحب کی گود میں آریز کی بیٹی نمل تھی جسکے گال وہ بارہا چوم چکے تھے اور اور نگزیب نے آریز کے بیٹے نائل کو اٹھار کھا تھا دونوں بچے ٹوئنز تھے اور کاستور و خاندان میں خوشیاں بڑھا گئے تھے

وقتاً گانا بجنے لگا اور دونوں کپل ڈانس فلور پر آکر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈانس کرنے لگے تعبیر نے آریز اور آمنہ کو بھی کھینچ لیا اور اب تینوں کپل ڈانس کر رہے تھے ہاشم بہت احتیاط سے ارسلہ کے ساتھ سٹیپ لیتا ڈانس کر رہا تھا

یونہی ایک خوبصورت شام اپنے اختتام کو پہنچ گئی ہر ایک انسان اللہ کی بارگاہ میں

سجدہ ریز تھا کیونکہ اللہ نے بہت نوازا تھا

شام رات میں ڈھلی تو چاند اس خوبصورت خاندان کو دیکھ کر اپنے اپ میں مسکراتا

بادلوں کی اوٹ میں ہو گیا

ختم شد